www.paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

گوشہ آگہی صالحہ محمود ۶

سلسلے وار ناول

تیرے پیار کی خوشبو قمر وش ۱۶۴

تجھ مانگوں میں تجھ کو شازیہ مصطفیٰ ۱۰

مکمل ناول

ایک چاند ہم سفر ہے نوشابہ فاروق ۳۶

اندھیری رات میں نکلا چاند روشنی فاطمہ ۶۶

ناولٹ

جنہیں رستے میں خبر ہوئی نیلم ریاست ۹۸

اترے چاند دریچے میں نائیلہ طارق ۱۳۰

افسانے

چاند رات کی چاندنی عائشہ الیاس [illegible]

زندگی کے رنگ اپنوں کے سنگ فرزانہ حبیب [illegible]

محبت جگنو ہے جاناں جویریہ بانو ۱۴۴

امتحان ایقان علی ۱۵۰

جینا تو ہے مہ جبین ۱۵۶

وطن کی مٹی گواہ رہنا ثنا ساجد ۱۸۰

اور سب ٹھیک ہو جائے راحیلہ [illegible]ی ساجد ۸[illegible]

اگست 2015ء

جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 8

قیمت 60 روپے

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹری

720 رُوپے

34535726

پبلشر وایڈیٹر صالحہ محمود نے ابن حسن پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شائع کیا۔
مقام اشاعت: ۱۲۹/۱ ڈی بلاک۔2۔پی-ای-سی-ایچ-سوسائٹی، کراچی

انتباہ:-
ماہنامہ "ردا" ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی ہر تحریر کے حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں اس کے کسی بھی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹی وی چینل پاڈرامہ، ڈرامائی تشکیل اور سلسلے وار کسی بھی ناول کی اشاعت پر ادارہ چوری کی ایف آئی آر درج کرواے گا اس لیے پبلشر سے اجازت لینا ضروری ہے ادارہ "ردا پبلیکیشن"۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

نوری لائبریری اینڈ فریمنگ پوائنٹ
اور جلد سازی کی سہولت موجود ہے۔
ڈائجسٹوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے
نمبر 13 صدر بازار ہری پور
www.Paksociety.Com

مستقل سلسلے

ردائے جنت	صالحہ محمود	۸	سندیسے	صالحہ محمود	۲۱۴
روا کی ڈائری	صدف سعد	۲۰۰	کچن	ثریا اقبال	۲۲۲
ذرا پھر سے کہنا	شہلا مشائق	۲۱۰	سنگھار	شہلا مشائق	۲۲۵
خوشبو	نورین ملک	۲۰۷	اشعار	نورین ملک	۲۰۲
اس ماہ میں	نورین ملک	۲۰۴	دوستوں کے نام پیغام	ادارہ	۲۱۸
عید سروے	ادارہ	۱۹۷	گوشہ چشم	ادارہ	۲۲۰

READING CO
http://readingcom
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

صالحہ محمود

گوشۂ آگہی

ماہ وسال پلٹ آئے، زندگی کی وہ شام وہ لمحہ جہاں بہت سارے اندیشوں نے مجھے گھیر رکھا تھا مگر جب کوئی لمحہ لکھ دیا جاتا ہے تو اندیشے کسی عزم کو نہیں توڑ سکتے، بس ایک ایسا ہی عزم ایسا ہی خواب تھا جو آنکھوں کے دریچے کھول کر جب باہر آیا تو ہمارے اندرونی کتھارسس نے ہمارے وجدان کے وہ در کھول دیے جہاں روشنی کا ایک دیا ''ردا'' کی شکل میں مجھے نظر آیا اور جو فکشن میں پڑھتی تھی اس فکشن کی سمت کو موڑنے کے لیے ہمارے قلم میں اتنی جرأت و آگہی تھی اور یہ عزم مجھے اس وقت ملا تھا جب میں احتجاجی کالم لکھتی تھی، گوشہ آگہی کے نام سے جہاں میں انسانی ہلاکتوں کو وحشیانہ درندگی کہتی تھی اور جب میں نے دیکھا کہ قانون کی بالادستی قائم کرنے والے خود انسانوں کو پرندوں کی طرح مار دیتے ہیں، اس احساس اور اس سوچ نے ہمارے اس سفر کو اتنا آسان بنا دیا کہ وقت تو گزر گیا لیکن احساسات کبھی نہیں مرتے، انسان کے احساسات آخری لمحے تک باقی رہتے ہیں۔ یہ میری سوچ کا ہی پل کہ لاکھوں گھروں میں پڑھا جانے والا اگر میرا ایک جملہ کہ خودکشی جہنم کی آگ ہے اور اس آگ سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ خودکشی نہ کی جائے کسی بھی تکلیف دہ ماحول میں رہتے ہوئے بھی اس سوچ کو غالب نہ ہونے دیا جائے۔ میرے وجدان کا نکلا ہوا ایک لفظ ہمارے قلم کو جب تسخیر کر گیا تو شاید میں اس عزم کے ساتھ جی اٹھی اور جی رہی ہوں کہ ہم کچھ نہ سہی پھر بھی سانس لیتے ہیں فرض کی ادائیگی زندگی کا قرض ہوتی ہے اور قرض چکانے کا ذریعہ میں نے یوں نبھایا کہ ردا نے ہر رائٹر کی سوچ بدل دی کہ خودکشی حرام ہے، ردا کا سیڈ کارنر میں آیا ہوا ہر رائٹر خواہ وہ اب کہیں لکھ رہا ہو کہ کبھی آپ کو اپنے قلم سے اس موضوع کو نہیں چھیڑنا ہے اور یوں میں نے ہر کہانی کا اینڈ بدل دیا، نہ جانے کہاں کہاں اور کتنے رائٹرز جو آئے جنہوں نے شمولیت حاصل کی یا جو جا چکے ہیں ان سب کے ذہنوں پر میری بات نقش ہوگئی۔ زندگی کے اس سفر میں جب میں نے ردا کا آغاز کیا تھا تو اس رات میں بہت تنہا تھی مگر میری کہانیوں کا ہجوم شہر میرے ساتھ تھا اور ہماری کہانیوں کے وہ کردار جو ہر لمحہ مجھ سے ملے تھے ہمارے ساتھ تھے ناہموار راستوں کا سفر ہمیں آج بھی یاد ہے۔ آغاز دشوار ضرور ہوتا ہے لیکن عزم اتنا کمزور نہیں ہوتا اور آج اسی سناٹے میں جہاں میں نے کبھی تنہا اس سفر کا آغاز کیا تھا تو آج ہمارے کردار ہی نہیں اس شہر اس معاشرے کے دور دراز سے آئے ہوئے لکھے ہوئے وہ سارے کردار ہمارے اردگرد نظر آرہے ہیں، شب بیت رہی ہے، روشنی کا دیا سامنے ہے اور اس کی روشنی بڑھتی ہی جارہی ہے، سفر دشوار ضرور تھا مگر جس طرح سے قارئین! آپ نے پذیرائی کی اور آج یہ ملک کے کونے کونے میں پڑھا جانے والا سب سے مقبول ڈائجسٹ ہے، ہماری سوچ ہمارے احساسات اگر کسی ایک کے دل میں بھی اتر گئے تو میں سمجھوں گی کہ میں نے اپنے زندہ رہنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ خودکشی حرام ہے میرے آغاز سفر کا یہی ایک نقطہ تھا جس نے مجھے آپ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ یہ میرا عہد تجدید تھا کہ آپ سب کو ساتھ لے کر چلوں گی اور سب سے یہ اہم بات کہ وہ ینگ رائٹرز جنہوں نے نہ صرف ہم سے تعاون کیا بلکہ ہمارے ساتھ ساتھ آج تک چل رہے ہیں اور ان کی بے لوث محبت، ان کے قلم کی پختگی ان کے احساسات کی ہم آہنگی ہمارے قلم کا دوسرا عکس ہے۔ ہماری ذہنی ہم آہنگی اور ہماری سوچ نے ردا کو بے حد

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نیو وِلی لائبریری اینڈ ...
سائونڈ سسٹم اور جلد سازی کی سہولت موجود ہے
نئے اور پرانے ڈائجسٹوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے
دوکان نمبر 13 صدر بازار ہری پور

مقبول بنادیا اور وہ لوگ جو آغاز سفر میں میرے ساتھ تھے اور جن کی پروڈکٹ نے ردا کی ہیں کو اتنا مضبوط بنادیا وہ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو ہمیں آج بھی یاد ہیں۔ نام لینا ضروری نہیں ہے مگر ان لوگوں کو آج بھی میرے احساسات میرے عزم کی وہ کہانی یاد ہے وہ آج بھی کہتے ہیں جو آپ نے کہا تھا وہ کر دکھایا۔ اللہ جب چاہتا ہے ناممکن کو وہ ممکن بنا دیتا ہے۔ میں جب پلٹ کر پیچھے دیکھتی تھی تو سوچتی ضرور تھی اپنے ہم عصر ساتھیوں کو دیکھ کر کہ زندگی کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ پاؤں پسار کر سوئے اور چلے گئے لیکن صبر اور یقین ہمارے اوصاف کے وہ پیراہن تھے جنہوں نے مجھے محبتوں سے بچھڑنے نہیں دیا بلکہ خوشبوؤں سے اس مٹی سے مجھے ہم آہنگ کردیا۔ خوشبوؤں کا سفر، محبتوں کے رنگ اور پھر میرے رب نے مجھے میری اوقات سے زیادہ بڑھ کر نواز دیا اور اب میں اتنی ساری مصنفات و قارئین کے درمیان زندگی کا باقی سفر گزار رہی ہوں کہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کی فرصت نہیں رہی۔ بس ایک عزم سفر ہے کہ ردا کے ذریعے اپنے احساسات اپنی محبتوں کو بانٹ دینا ہے۔ کل کے فکشن اور آج کے فکشن میں، میں نے ایک نمایاں تبدیلی دی ہے، نئے لکھنے والوں کو میں نے اتنا معتبر بنادیا ہے کہ ردا ایک بار آپ پڑھ کر دیکھیے ہر چند کہ مجھے لکھنے کا جنون تھا اور آج بھی ہے مگر میں نے خود کو ہٹا کر دوسروں کو موقع فراہم کیا اور تمام مصنفین اور قارئین جو مجھے جانتے ہیں کہ میں ایک سینئر رائٹر ہوں ان کا یہ سوال بار بار سامنے آیا کہ میں خود کیوں نہیں لکھتی۔ 20 سال کی ان مسافتوں میں مجھے ایک پل کی فرصت نہ ملی کہ میں اپنے بچھڑے ہوئے اس شہر ہجوم سے ملتی جو مجھے زمانہ طالب علمی سے گھیرے رکھتے تھے۔ ان نارسائی کے دکھوں سے میں آنکھیں نہ ملا سکی جو فرصت میں لمحہ بہ لمحہ میرے دل کو ویران کرتے تھے لیکن نہیں معلوم کہ پھر کون سا عزم سفر مجھے پھر باہر لے کر آیا ہے اور میرا ایک ناول آپ کی محبتوں اور بے حد اصرار پر ردا کی زینت بن رہا ہے۔ یہ محبتوں کے احساس اور ہمارے اندرونی جذبات کی کہانی ہے، بس یوں سمجھ لیں نہ محبت کا کوئی رنگ ہے نہ غموں کا کوئی چہرہ آپ کے سوالوں کے جواب میں، میں کیا کہوں کہ دکھ ایک قطرہ ہے، دل کے سمندر میں گرنے والا دکھ کسی کا بھی ہو، شبنمی رات میں خوش رنگ گلابیوں میں گرنے والی بوند کا چہرہ کہیں شفق، تو کہیں کسی کے نام پر ہوتا ہے، یہی محبتوں اور دکھوں کے چہرے ہیں نہ جانے کیوں میں آج بہت تھکی تھکی ہوں شاید اسی لیے اداریے کی یہ آخری کاپی ہوتی ہے جو بہت اہم اور ہمارے احساسات پر انحصار والی ہے ان تمام لفظوں میں میری حیات میرے وجدان کے سارے رنگ اترتے ہیں، اس وقت بھی میں شہر ہجوم کے درمیان تنہا نہ جانے کیوں اپنی کہانی لکھ رہی ہوں، رنگ یہ موسم وطن عزیز کی سالگرہ کا دن لاکھوں انسانوں کی عزم سفر کی وہ داستان جو دلوں میں رقم ہے آج تنہائی میں عکس تصویر بن رہے ہیں۔

"آئینہ لاؤ کہ ہم عزم سفر کی تصویر دیکھیں گے"

تو قارئین! وطن عزیز کے اس اہم دن کو جو ہم سبز ہلالی پرچم تلے مناتے ہیں، اس کو قائم رکھنے کا عزم ضرور کیجیے گا کہ ہر بند مٹھی میں ایک دعا، عزم کی تعبیر کی منتظر ہوتی ہے۔ یہ میرا ایمان اور یقین بھی ہے غیروں سے محبت کیجیے۔ زندگی سہل ہوجائے گی۔ بس اس ردا کی سالگرہ پر میرا پیغام محبت ہے میرے اس آغاز عزم کو یاد رکھیے گا، نیکی کا سفر بہت طویل ہوتا ہے اور اس سفر میں تمہیں ردا کے ساتھ چلنا ہے سالگرہ نمبر کیسا لگا؟ اپنی تنقید اور تعریف میں سند یسے لکھنا نہ بھولیے گا۔ ردا آپ کا ہے نئے لکھنے والے پھر ایک نئے عزم کے ساتھ ہمارے ساتھ ہیں ہم انہیں موقع ضرور دیں گے۔

آپی

نوٹ: قارئین اس ماہ نائیلہ طارق اور فاطمہ خان کے ناولز کی اقساط شامل نہ ہوسکیں۔ انشاء اللہ اگلے ماہ شاملِ اشاعت ہوں گی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

صالحہ محمود

ردائے شفا

مریض کی بیمار پرسی اور بیماری کے ثواب کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے اس کے حق میں شام تک 70 ہزار فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے تو صبح تک اس کے حق میں فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لیے باغ (تیار کر دیا جاتا) ہے۔"
(ترمذی، ابوداؤد، عن علیؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرتا ہے اور 7 بار یہ دعا پڑھتا ہے:

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

(ترجمہ) "میں اللہ عظمت والے سے سوال کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔" اگر اس کی موت کا وقت نہ آ پہنچا ہو تو اس مریض کو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، عن عبداللہ بن عباسؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب بیمار پرسی کے لیے جاؤ تو بیمار کے پاس یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ

(ترجمہ) "اے اللہ! اپنے بندہ کو شفا عطا فرمائیے۔" (ابوداؤد، عن عبداللہ بن عمروؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جانے والے شہید کے علاوہ شہادت کی موت 7 قسم کی ہوتی ہے۔ (1) طاعون سے مرنے والا (2) پانی میں ڈوب کر مرنے والا (3) پہلو کے درد میں مرنے والا (4) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا (5) کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا (6) آگ میں جل کر مرنے والا (7) بچہ جنتے وقت فوت ہونے والی عورت۔"
(ابوداؤد، نسائی۔ عن جابر بن عتیکؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "سب سے زیادہ آزمائشوں سے دو چار ہونے والے کون لوگ ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انبیا علیہ السلام ہیں۔ ان کے بعد فضیلت والے لوگ ہیں پس صاحب فضیلت لوگوں میں سے ہر آدمی کو اس کے ایمان کے لحاظ سے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ دین (کے امور) میں سخت (پابند) ہے تو اس کے لیے آزمائش بھی سخت ہے اور اگر وہ دین کے (امور) میں کمزور ہے تو اس کے لیے آزمائش بھی معمولی ہے۔ اسی طرح وہ آزمائش میں مبتلا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر زمین پر چلنے پھرنے لگتا ہے۔"
(ترمذی، ابن ماجہ۔ عن سعدؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب اللہ تعالیٰ اپنے (نیک) بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے (گناہ گار) بندہ کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا کو اس سے دور رکھتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے اس کے گناہوں کا بدلہ ملے گا۔" (ترمذی، عن انسؓ) ☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

نیو کی لائبریری اینڈ فریمنگ پوائنٹ

... دولت موجود ہے

... کی جاتی ہے

READING CO
http://kitaabghar.com

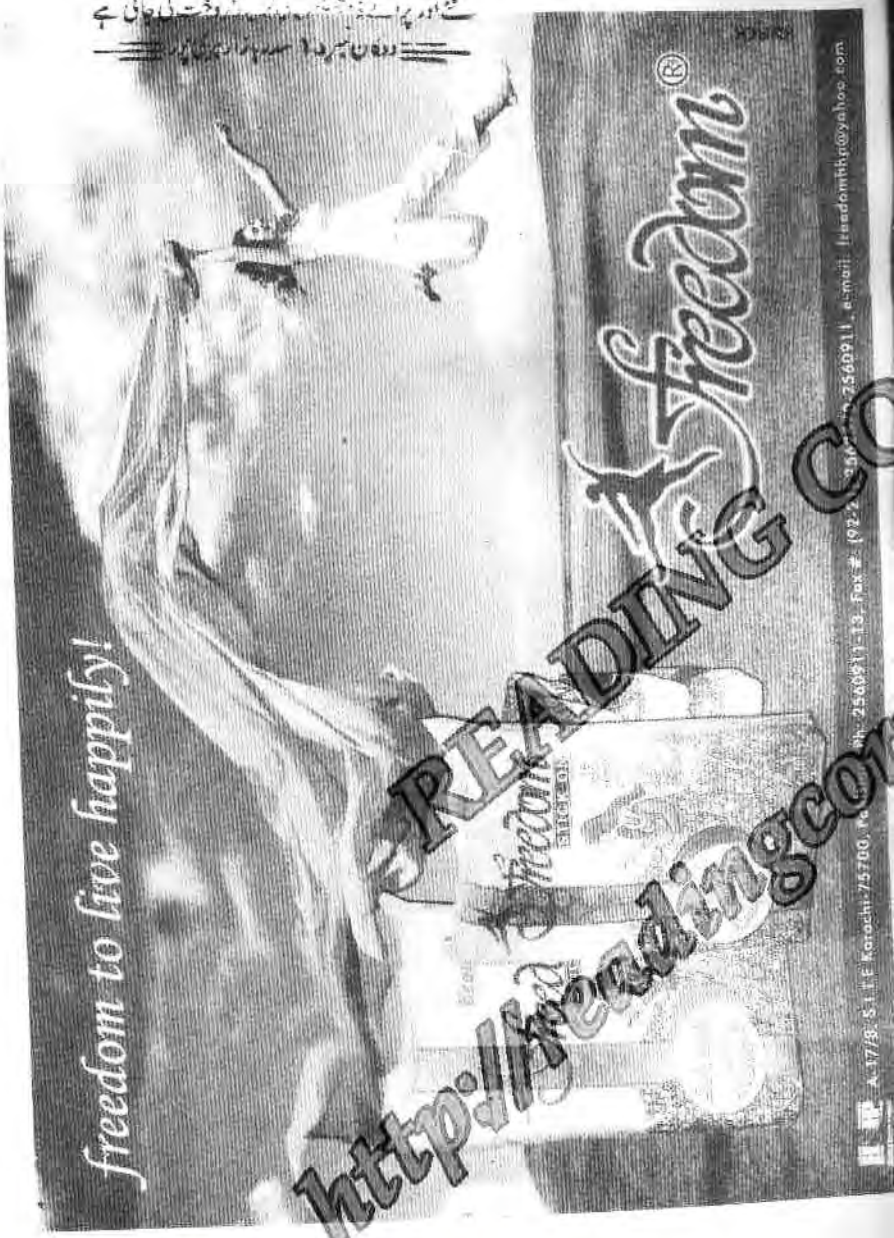

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

شازیہ مصطفیٰ عمران

سلسلہ وار ناول

قسط نمبر 20

تجھ سے مانگوں میں تجھ کو

اتنی جلدی دن تمام ہو رہے تھے کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔ نسرین بیگم فراج کی بری لے کے پشاور گئی ہوئی تھیں۔ فراج کا کمرہ اس کے دوست سجا رہے تھے۔ ادھر وہ گھبرائی گھبرائی پھر رہی تھی۔ آج ڈھولکی کے دن

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

تمام ہو گئے تھے اور پھر ساری ذمے داری نسرین اس کے سپرد کر کے چلی گئی تھیں۔ ابھی وہ مایوں نہیں بیٹھی تھی۔ اکیلی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ بینا، نازیہ بھابی، اور حباب یہ سب دو تین چکر لگا کے گئی تھیں۔

''بھابی کو بھی پتہ نہیں کیوں اتنی کنجوسی کی عادت ہے یہ نہیں ہوا کہ پہلے فراج کی ہی کر لیتیں تمہاری بعد میں ہو جاتی۔'' رفعت کو خود حنئی کے رخصت ہونے کی وجہ سے اداسی ہو رہی تھی۔

''مصیبت کو اگر ٹالا جائے تو وہ مصیبت نہیں رہتی بلکہ بلا بن جاتی ہے اور شادی ایک مصیبت اور بلا ہے ابھی ہو یا بعد میں ہونی تو ہے۔'' وہ بہت تپی ہوئی تھی۔

''تمہاری بھی مجھے سمجھ نہیں آتی آخر چاہتی کیا ہو؟'' رفعت جیسے کھسیا گئی تھیں۔

''مما! میری مرضی تو کبھی چلی ہی نہیں ہے، میں کیا چاہتی ہوں۔'' وہ بہت روہانسی ہو رہی تھی۔ وہ تو بچپن سے رفعت اور نسرین کے اشاروں پر چلتی آ رہی تھی اور آئندہ کی زندگی میں شوہر کے اشاروں پر چلنا تھا۔

''تم لگتا ہے اس شادی سے خوش نہیں ہو؟''

READING CO
http://readingcom
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''مما! جب بات اتنی آگے بڑھ گئی ہو، پھر اپنی کوئی سوچ اور سمجھ نہ رہی ہو تو خوش ہونا لفظ جانے کیوں بے معنی لگتا ہے۔'' وہ اتنی گہرائی سے بات کر رہی تھی کہ رفعت نے اچنبھے سے اسے بغور دیکھا اس کے چہرے پر انہیں ویرانگی اور اداسی لگ رہی تھی۔

''حسنیٰ! تم اب بھی انکار کر سکتی ہو، پھر نکاح ہی تو ہوا ہے کون سا رخصتی ہوگئی ہے۔'' وہ ہر طرح سے اسے بدگمان ہی کرنا چاہ رہی تھیں۔

اس نے چونک کے رفعت کو دیکھا ایک یہ تھیں جنہوں نے ماں بن کے پالا اور ایک وہ ماں جس نے اسے جنم دیا وہ تو دونوں ماؤں کے درمیان پس رہی تھی۔ اس کی ماں کو فکر تھی وہ اچھے گھر کی ہو جائے اور یہ ماں چاہتی ہیں وہ گھر میں ہی رہے۔

''آپ کیا نہیں چاہتی ہیں کہ میری شادی ہو۔'' اس نے الٹا ہی سوال کر ڈالا۔

''نن...... نہیں ایسی بات نہیں ہے۔'' رفعت کچھ گڑبڑا ہی گئیں۔ انہیں ایسا لگا حسنیٰ نے ان کے چہرے اور آنکھوں کی سچائی پڑھ لی ہو۔

''مما! اب نکاح ہو چکا ہے۔''

''تم توڑ بھی سکتی ہو۔'' وہ جیسے خوش ہو گئیں۔ حسنیٰ کچھ متحیر ہوئی۔

''فرض کریں میں نے توڑ بھی دیا تو کیا گارنٹی ہے کہ میری شادی کہیں اور اچھی جگہ ہو۔'' وہ رفعت کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

''تمہیں شادی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، اپنی مرضی کی زندگی گزارو۔''

''مما! یہ آپ کہہ رہی ہیں اگر امی نے سن لیا تو بہت بڑا طوفان آجائے گا۔''

''بھابی! کو تو طوفان ہی مچانے آتے ہیں۔'' وہ بھی زچ ہو گئی تھیں۔

''مجھے ذرا نیچے جانا ہوگا۔ فراج بھائی کے روم میں سیٹنگ دیکھنی تھی۔'' وہ انہیں یہ کہہ کر چلی گئی۔ رفعت کے اندر تو بے کلی ہی مچ گئی تھی مگر حسنیٰ کی بھی فکر ہو رہی تھی۔

☆......☆

وہ بڑی ہمت کر کے عتیق احمد کے روم میں آئی تھی۔ وہ اپنے بیڈ پر بیٹھے سگریٹ نوشی فرما رہے تھے۔ اس نے دروازے پر دستک دی تو عتیق احمد نے چونک کر دیکھا اور سگریٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھی ایش ٹرے میں مسل دیا۔

''آجاؤ وہاں کیوں کھڑی ہو۔'' وہ نوین کی باتوں میں الجھے ہوئے تھے۔

''ماموں کچھ کر رہے تھے مطلب آپ بزی تو نہیں تھے۔'' اس نے ذرا مسکرا کر ان سے پوچھا۔

عتیق احمد نے اسے دیکھا جو ان کے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھی تھی اور کچھ گھبرا بھی رہی تھی۔

''ہاں بولو کیا بات کرنی ہے۔'' وہ جیسے بہت دن سے تیار تھے۔ یقیناً نوین بھی ان سے بات ضرور کرے گی۔

''ماموں! آپ کی کیا مامی سے کوئی لڑائی چل رہی ہے؟''

اس غیر متوقع سوال پر چونک گئے۔

''وہ ماموں میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ آپ یہاں اکیلے کمرے میں پڑے رہتے ہیں۔ گھر کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.Com

کام کرتے ہیں۔ مجھے ذرا اچھا نہیں لگتا۔ کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ آپ یہاں کیوں رہنے لگے۔ میری بات کا غلط مطلب نہیں لیجئے گا کہ مجھے آپ کا یہاں رہنا برا لگ رہا ہے۔ آپ کی بہن کا گھر ہے۔ میں کون ہوتی ہوں یہ سب بولنے والی۔ مگر ماموں میں صرف آپ سے اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ مجھے آپ ادھورے سے لگتے ہیں۔ آپ کے ماشاءاللہ جوان چار بیٹے ہیں۔ آپ کا دل نہیں کرتا کہ ان کے پاس رہیں۔ اب تو آپ کی بہو بھی آ گئی ہے۔"

"بیٹا! تم یہ سب باتیں کیوں کر رہی ہو۔" عتیق احمد کا سر جھکا ہوا تھا۔

"ماموں! میں آپ کو صرف یہ کہنا چاہتی ہوں آپ جوان بیٹوں کے باپ ہیں۔ آپ کا اپنا گھر ہے۔ یہاں آپ کی وہ عزت قدر نہیں ہے جو آپ کی آپ کے گھر میں ہو گی۔ امی تو آپ کو کبھی سمجھاتی نہیں ہیں۔ وہ بس بدلے لینا چاہتی ہیں۔ مامی بہت اچھی ہیں۔ آپ ان کی قدر کریں۔" وہ آہستہ لہجے میں انہیں سمجھاتی جا رہی تھی۔

"اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ گھر واپس جائیں گے تو آپ کی کوئی عزت نہیں کرے گا۔ ایسا بالکل نہیں ہے آپ انہیں اور اپنے آپ کو ناکردہ گناہوں کی سزا دے رہے ہیں۔" وہ بولتی جا رہی تھی اسے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ راشدہ کو جب پتا چلے گا تو وہ اسے کتنا سنائیں گی۔

عتیق احمد کی سوچوں کو وہ سزا دے گئی تھی۔ انہوں نے بھی یہ سوچا ہی نہیں یہاں بہن کے گھر میں پڑے رہنے سے ان کی حیثیت ایک ملازم کی سی ہی تھی جو باہر کے کام کو وہ کرتے تھے۔ بہنوئی انہیں تو منہ ہی نہیں لگاتے تھے وہ راشدہ کی چاپلوسی تو بھولتے ہی نہیں تھے کیسے ضمران کی شادی پر انہیں چڑھایا تھا اور شادی میں جانے ہی نہیں دیا تھا اور خود وہ چلی گئی تھیں۔

"ماموں! مجھے غلط نہیں لگے گا آپ سوچیں کہیں کچھ تو غلط ہو رہا ہے۔ آپ سے یا پھر ہم سب سے۔" قدرے توقف کے بعد گویا ہوئی اور پھر وہ کھڑی ہو گئی۔ وہ عتیق احمد کو سوچنے پر مجبور کرنے پر کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا۔ عتیق احمد کو ان کے گھر بھیج کے ہی رہے گی اور پھر اس کے بعد راشدہ اور ... کو راہ راست پر لانا تھا جو کسی کا گھر برباد کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں۔

☆.....☆

اسے ایک عارضی حل تو گئی تھی مگر وہ مطمئن نہیں تھا کیوں کہ جو ذمہ داری خوشنما نے اٹھائی ہوئی تھی وہ کوئی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ آج کل وہ اپنا فلیٹ بھی فرنشڈ کروا رہا تھا مگر گھر میں کسی کو بھی نہیں بتایا تھا خوشنما سے بھی ذکر نہیں کیا تھا۔

وہ سیل پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ فاران اس کا کب سے منتظر کھڑا تھا۔ ہیثم نے اسے دیکھ بھی لیا تھا۔

"ہیثم یار! تم نے تو مجھ سے بات کرنا ہی بند کر دیا ہے۔" اس نے لمبے چوڑے ڈیشنگ سے ہیثم کو مخاطب کیا جو بلیک ڈریس پینٹ پر آف وائٹ ٹی شرٹ میں دلکش لگ رہا تھا۔

"میں نے سوچا کہ میری وجہ سے لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے اپنا راستہ ہی الگ کر لوں۔" وہ اٹھنے لگا۔ ہال کمرے میں وہ سیل پر بات کرنے کے لیے بیٹھا تھا کیوں کہ فلیٹ کی ڈیکوریشن ہو رہی تھی۔ وہ کسی کو بھی نہیں بتانا چاہ رہا تھا مگر فاران کے چہرے سے لگ رہا تھا اس نے ساری گفتگو بغور سنی ہے۔

"تم میری بات کر رہے ہو یا امی کی۔" وہ ڈائریکٹ بولا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"عقلمند ہو سمجھ گئے۔" وہ پھیکی مسکراہٹ لیے استہزائیہ ہو گیا۔

"ہیشم! تم ایسے تو بالکل نہیں تھے۔ تم کب سے بڑوں کا برا ماننے لگے؟"

"ٹھیک کہا میں ایسا بالکل نہیں تھا مگر میرے بڑے بھی ایسے نہیں تھے۔" اس نے بھی ترکی بہ ترکی طنز ہی کیا۔

وہ نزہت مامی کے طنز کب بھولتا تھا۔ کیسے اسے منہ پر سنایا تھا جب نانا جان نے فاران کے نکاح کی بات کی تھی۔

"یار! تم اور میں کزن ہونے کے ساتھ دوست بھی ہیں۔"

"میں سب جانتا ہوں، سمجھتا ہوں مگر میں نے جان لیا اور سمجھ لیا ہے اپنے صرف ماں باپ ہی ہوتے ہیں۔ میں بچپن سے کتنی بڑی غلط فہمی میں رہا کہ بڑے ماموں چھوٹے ماموں مامی سب میرے ماں باپ ہیں۔ میں نے کبھی ماں باپ کی کمی محسوس ہی نہیں کی مگر مجھے محسوس کروائی گئی اور یہ بھی کہ میں پتا نہیں کیا کرتا پھرتا ہوں میرے کردار تک کو مشکوک بنا دیا۔" وہ آہستہ لہجے میں بول رہا تھا مگر فاران کا شرمندگی اور ندامت کی وجہ سے سر جھک گیا تھا۔

"امی کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے وہ ایسی باتیں پتہ نہیں کیوں کرنے لگی ہیں۔"

"حیرانگی ہے تم نہیں سمجھے چلو اچھا ہے جو تم نہیں سمجھے۔" وہ پھر ہنسا۔

"میں سمجھا نہیں۔" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"اچھا ہے جو نہیں سمجھے مگر میری ایک بات یاد رکھنا لڑکی تم، ہمیشہ اپنے برابر والوں میں سے ہی لانا میری طرح مڈل کلاس میں نہیں پھنس جانا، خواہ مخواہ مامی کو پھر کمپلیکس ہوگا۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی فاران سے تلخ اور طنزیہ باتیں کر رہا تھا۔

"میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔" وہ جھٹ نفی میں گویا ہوا۔

"تمہارے نہ ماننے سے کیا ہوگا مامی جو چاہیں گی وہ وہی کریں گی۔" وہ جانے لگا۔

"یار ہیشم! تم مجھ سے تو ایسی بات نہیں کرو میرے رویے میں تم نے کبھی بدلاؤ دیکھا جو تم مجھ سے بھی ناراض ہو۔"

"میں تم سے کیا ناراض ہوں گا مجھ سے تو شاید میرے اوپر والا ناراض ہے جو سارے رشتے چھین لیے۔ میں کسے اپنا سمجھوں۔" خوشنما اسے دیکھنے کے لیے ہی آ رہی تھی جو کافی دیر سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ آفس سے آنے کے بعد وہ اپنے روم میں آیا ضرور تھا مگر دروازے سے نکلنے وہ پریشان بھی ہو گئی۔

"تم ایسی مایوسی کی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"

"کیوں کہ مجھے مجبور کیا گیا ہے۔ ایسی باتیں کرنے کے لیے۔ میں نے تو کبھی کسی بات کی پرواہ ہی نہیں کی تھی کیوں کہ میری فکر کرنے والے میرے اپنے موجود ہیں مگر صرف چند لمحوں میں مجھے غیر کر دیا گیا۔" خوشنما باہر کھڑی سب سن رہی تھی۔ اس کے منہ سے ایسی سنجیدہ اور افسردہ باتیں سن کے وہ حیران بھی ہو رہی تھی۔

"تمہارے سارے اپنے ہی ہیں۔ بس تم نے ہی ہم سب کو پرایا کر دیا ہے۔" فاران کو اس پر بہت زیادہ ترس آ رہا تھا جو ایسا مغموم اور مایوس لگ رہا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"میں نے نہیں تم سب نے پرایا کیا ہے۔" وہ پھر رکا نہیں چلتا چلا گیا۔ وہ یشم کے اچانک باہر نکلنے پر گڑبڑا گئی۔

"خیریت تم ادھر کھڑی کیا کر رہی ہو؟"

"وہ کچھ نہیں میں تو آپ کو دیکھنے آئی تھی کہ آفس تو نہیں چلے گئے۔" اس سے بات بھی تو نہیں بن رہی تھی۔

"کہو تو چلا جاؤں تمہیں پریشانی ہے کوئی۔" وہ الٹا مسکرا کے طنز کرنے لگا۔

"مجھے کیا پریشانی ہوگی۔" وہ لمبے لمبے قدم بڑھاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ یشم نے ریڈ کپڑوں میں ملبوس اسے جاتے دیکھا۔

☆.....☆

"پھوپھو بھی پورے دن لگا کے ہی آئی ہیں۔" شہریار نے کہا۔

"فراج کی دلہن ہے پیاری۔" نازیہ نے تعریفی کلمات ادا کیے۔ رات ہی وہ سب مل کے آئے تھے۔ نسرین چند بڑے لوگوں کو لے کر سعدیہ کو رخصت کرا کے لے آئی تھیں۔

"ویسے پھوپھو بھی بڑی تیز ہیں۔ ایک میں دو کاج کیے ہیں۔" پینا نے ہنس کے کہا۔

"ارے جہیز کیسا ہے دیکھا تم لوگوں نے۔" حسین بیگم تو اسی کی پڑی تھی۔

"اماں جہیز کیسا بھی ہو کون سا ہمیں فائدہ ہے۔" شہریار کو اپنی ماں کا یوں روایتی عورتوں کی طرح مادی چیزوں پر تبصرہ اور تنقید کرنا ناگوار گزرتا تھا۔ آج سب حنتی کی مہندی کے جانے کی تیاریوں میں لگے تھے حنتی کا جہیز اور فرنیچر ابھی تک نہیں آیا تھا۔ فکر تھی تو حسین بیگم کو تھی۔

"پھر بھی دیکھیں تو بھائی نے بیٹی کو جہیز کیسا دیا ہے۔" وہ پاندان سے پان بنانے میں مصروف تھیں۔

"ارے اماں! جیسا بھی دیا ہو آپ کو اس سے کیا۔"

"تو تو چپ کر ہر کام تو اپنی مرضی سے کر رہا ہے۔ تو ہی بکواس کرے گا۔" انہوں نے شہریار کو ڈانٹ دیا۔

"ظاہر ہے شادی میری ہے تو اپنی مرضی سے ہی کروں گا۔" وہ ناشتہ کر کے اٹھا۔

"بیٹا باجی! حباب رکنے نہیں آ رہی۔"

"آج کہہ رہی تھی کہ رکنے آئے گی۔" وہ بتانے لگیں۔ بچے بھی ناشتے سے فارغ ہوئے تو نازیہ نے دسترخوان سمیٹ دیا۔

"آپ حباب کا خیال رکھا کریں۔ میں نے نوٹ کیا ہے شادی کے بعد سے خاموش ہو گئی ہے۔" شہریار کو اس کی بہت فکر تھی اس نے اندازہ بھی کر لیا تھا اور حنتی نے جو کچھ بتایا تھا اس سے واضح تھا وہ عمران کے ساتھ ایڈجسٹ نہیں ہوئی تھی۔

"اس نے اپنی ایسی اچانک سے شادی کا بہت اثر لیا ہے۔ پھر اس کی ساس کے سسرال والے بھی کم ہیں ہیں۔ کچوکے لگانے میں۔" وہ بتانے لگیں۔

"یہ تو خیر عورتوں کی بات ہے میں کیا بول سکتا ہوں ہاں مگر اسے اتنا ضرور سمجھائیں کہ اپنے شوہر کو خوش رکھے۔ سارے لوگ جائیں بھاڑ میں۔" وہ بولا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''ارے کیا اسی طرح باتوں میں لگے رہو گے نازیہ تم ساری چیزیں دیکھ لو کچھ رہ تو نہیں گیا بری کے سامان میں۔'' حسین بیگم کو پھر یکدم یاد آیا۔

''بھابی آپ آجائیں ہم لوگ دیکھ لیتے ہیں۔ برتن اور مہ دھوئے گی۔'' انہوں نے اروہ کو اشارے سے اٹھنے کو کہا۔

بری وغیرہ جلدی سے لے جانی تھی کیوں کہ شہر کے حالات کی وجہ سے سب ہی محتاط ہو گئے تھے۔

''اماں سونے کا سیٹ نہیں لے کے جا رہی ہیں۔'' بیٹا کو یاد آیا۔

''ارے چپ کر میں بعد میں خود دے دوں گی منہ دکھائی میں۔'' وہ بڑی چالاکی سے جیولری کو بچانا چاہ رہی تھیں کیوں کہ جب تک وہ نہیں دیکھ لیتیں نسرین اور رفعت حسنی کو سونے میں کیا دے رہی ہیں۔

''آپ شہریار کو جانتی ہیں وہ غصہ کرے گا۔''

وہ سب ہی تیار کھڑی تھیں۔ حباب بھی آگئی تھی۔ زرد جوڑے میں موتیے کی کلیاں چوٹی میں لگائی ہوئی تھیں۔ آج بہت پیاری لگ رہی تھی حباب پر ضمران کی نگاہیں مسلسل تھیں۔

''بہت حسین اور خوب صورت لگ رہی ہو۔'' کان میں سرگوشی ہوئی تو وہ ہاتھوں میں موتیے کے کنگن چڑھا رہی تھی اتنی منہمک تھی کہ اطراف کی آوازیں لگتا تھا اسے سنائی نہیں دے رہی تھیں۔

''میں نے کہا کہاں ہو، سنو۔''

''جی۔'' اب سرگوشی بالکل کان کے قریب ہوئی تو وہ اچھل گئی کنگن ہاتھ سے نکل گیا۔

''اف..... ڈرا دیا۔'' یلو غرارہ سوٹ میں وہ ملکوتی حسن لیے اتنی دلکش اور پیاری لگ رہی تھی کہ ضمران کی نگاہیں اس میں الجھ گئیں۔

''لاؤ میں پہنا دوں۔''

''نہیں رہنے دیں زیادہ اوور لگ رہا ہے زبردستی مامی نے دے دیئے تھے۔'' وہ پہلے ہی اتنی خائف تھی بقول اس کے یہ کنگن اوور لگیں گے۔

''پہن لو بہت خوب صورت لگ رہے ہیں کنگن۔'' ضمران نے جان بوجھ کے کنگن کو کہا۔

حباب نے چونک کے اس کی مسکراتی نگاہوں میں دیکھا۔ وہ جب بھی اسے غور سے دیکھتا تھا ہمیشہ آنکھوں میں محبت و پیار کی قندیلیں روشن رہتی تھیں۔ کبھی وہ اس سے ایسے غصہ سے بات نہیں کرتا تھا کہ لگے وہ اس سے بے زار ہے۔ شادی کے آٹھ نو ماہ کے عرصے میں ضمران کی محبت میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا اور جواب میں وہ بدگمان ہی ہو رہی تھی۔ صرف اس کی وجہ نوشین تھی۔ وہ ان دونوں کے درمیان دراڑ ڈالنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

''انہیں پہنو بہت پیارے لگتے ہیں تمہارے ہاتھ۔'' وہ مسکرایا۔

حباب چونک گئی۔ اسی وقت اکرام ماموں کے اشعر کی انٹری ہوئی تو وہ جھینپ گئی۔

''ضمران انکل! آپ کو چاچو بلا رہے ہیں۔''

''اوہ میں تو بھول گیا شہریار کی کال آئی تھی مجھے بلا رہا تھا۔'' وہ سر پر ہاتھ مار کے بولا۔

حباب نے اسے پستی نگر کے قمیض شلوار میں ملبوس نکھرا نکھرا دیکھا۔

''ارے بھئی جلدی جائیں گے تو جلدی آئیں گے۔'' حسین بیگم بھی سونے کے زیورات پہن کے حسین

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ترین بنی ہوئی تھیں۔

''ارے لڑکیوں کب نکلو گی؟''

''آرہے ہیں نانی اماں۔'' ارومہ بھی کچھ سامان کے شاپرز لے کے چلی آئی تھی۔

چند ہی منٹوں میں خوش رنگوں سے سجا یہ قافلہ نسرین کے گھر روانہ ہو گیا تھا۔ ضمران اور حباب ایک ہی گاڑی میں تھے۔ شہریار بھی ساتھ ہی جا رہا تھا۔ انہیں ڈراپ کرنے اکرام شہریار کی گاڑی میں تھے حسین بیگم نے چند خاص خاص لوگوں کو ہی بلایا تھا حباب کی ساس کو بھی لیا تھا۔ وہ بھی آ گئی تھیں۔

ادھر حسنٰی پیلے غرارے میں کلیوں کی طرح دمک رہی تھی۔ فراج کی بیوی سعدیہ بھی ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ دلہن ہی بنی ہوئی تھی خاصی پرکشش گوری چٹی لڑکی تھی۔ حسنٰی کی رخصتی پر ان کا ولیمہ تھا مگر سعدیہ گھر کے کاموں میں بھی لگی ہوئی تھی۔ وہ دلہن کے لباس میں بھی دوڑتی بھاگتی کام کر رہی تھی۔

☆......☆

رات ڈنر کے بعد اشعر اس کے پاس آ گیا تھا۔ دونوں کو باتوں میں کافی دیر ہو گئی تھی۔ ہیثم کولڈ ڈرنک وغیرہ کے لیے خوشنما سے کہنے آیا تھا۔

''پلیز جمبو بوتل بھیجنا گلاسوں میں ڈال کے نہیں دینا۔'' وہ اسے ساتھ ہی ہدایت بھی دے رہا تھا۔

وہ پنک کپڑوں میں ملبوس کچن میں کھڑی ٹرے ترتیب دے رہی تھی۔

اسی وقت نزہت مامی بھی کچن میں آ گئیں۔ وہ دونوں ہی ایک سائیڈ پر ہو گئے۔ البتہ نزہت ان سے نگاہ نہیں ملا رہی تھیں۔

''تم بھی آ جانا۔'' وہ ہمیشہ ان کے سامنے فرینک انداز کا تاثر دیتا تھا۔ تاکہ نزہت ان دونوں کی ان بن سے کچھ بھی اخذ کر کے طنز میں باتیں نہ ماریں۔

''وہ مجھے عشاء کی نماز پڑھنی ہے۔'' اس نے آہستگی سے عذر پیش کیا۔

''سلام و دعا کر کے چلی جانا، وہ تمہیں پوچھ رہا تھا اور شاید کچھ ضروری بات بھی کرنی ہے۔'' اس نے نزہت کی موجودگی کو اگنور کر کے خوشنما سے کہا۔

نزہت کے دل پر جانے کیوں آرے چلتے تھے۔ جب بھی وہ ان دونوں کو ساتھ دیکھتی تھیں انہوں نے ہمیشہ یہی سمجھا اور سوچا تھا کہ بابا جان جو ہم اور ہیثم کی شادی کریں گے مگر انہوں نے تو کچھ اور ہی کر دیا تھا۔

خوشنما ہیثم کی تقلید میں ساتھ ہی چل دی۔ نزہت کو تجسس بھی ہوا کہ اشعر آخر خوشنما سے کیا ضروری بات کرنا چاہتا تھا۔ وہ بھی کچھ دیر میں ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی ہو گئیں۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ بڑے بڑے دبیز پردے پڑے تھے۔ ان کی ہمت نہیں تھی کہ آگے بڑھ کے کچھ سنیں۔

''امی کیا بات ہے آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں؟'' فاران کوریڈور سے گزر رہا تھا انہیں یوں کھڑا خاموش دیکھ کر حیران بھی ہوا۔

''وہ آں ہاں کچھ نہیں۔'' وہ گڑبڑا گئیں۔

''اندر کیا کوئی آیا ہوا ہے۔'' وہ الٹا ان سے سوال کرنے لگا۔

''پتہ نہیں۔'' وہ آگے بڑھ گئیں۔

فاران نے خود ہی آگے بڑھ کے اندر جھانک کے دیکھنے کی کوشش کی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''اوہ......اشعر آیا ہے۔'' وہ رک گیا۔

''مگر امی! اس طرح کیوں اندر جھانک رہی تھیں۔'' فاران کو تشویش بھی ہو رہی تھی اگر ہیشم اور خوشنما ہی اچانک سے باہر آجاتے تو کتنی شرمندگی کی بات ہوتی۔

فاران سے رکا نہیں گیا وہ ان سے باز پرس کرنے چلا گیا تھا۔

''مجھے نماز پڑھنی ہے۔'' وہ کھڑی ہوئی۔

''بھابی! آپ سے جو کام کہا ہے اس پر عمل کریں گی۔'' اشعر کا لہجہ بڑا آس لیے ہوئے تھا۔

''اشعر بھائی مجھے پہلے ابو اور امی سے بات کرنی ہوگی۔ میں پہلے سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔'' خوشنما کے لیے یہ حیران کن جھٹکا تھا۔ اس نے تو کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

''یار!'' تم ہی کچھ میری سفارش کرو۔'' اشعر نے ہیشم سے معصوم صورت بنا کے کہا تھا۔

''اوکے......اوکے۔'' وہ مسکرایا۔

خوشنما چلی گئی تھی۔ دونوں پھر باتوں میں لگ گئے تھے۔

''یار فاران کی بہن جو ہم بھی بری نہیں ہے۔ تم اسے ایک بار دیکھ لو ایک نظر پھر ہی کوئی فیصلہ کرنا۔'' ہیشم چاہتا تھا کہ جو ہم سے ہو جائے تا کہ نزہت مامی کا موڈ ہی ٹھیک ہو جائے۔ اشعر ایک قابل بزنس مین تھا۔ غرور و تکبر اس میں نام کو نہیں تھا۔

''یار! سوری میں نے صرف ایک لڑکی کو ہی دیکھا وہی مجھے اچھی لگی ہے۔ میرا شادی کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر امی نے اپنی ایسی قسم دی کہ مجھے پھر ماننا پڑا مگر لڑکی؟ میں نے کہا آپ کی پسند کی لڑکی سے کروں گا مگر امی نے کہا کہ تم اپنی پسند سے کرو جب کہ اسفر بھائی کا تجربہ اور حال میں بھولا نہیں ہوں۔''

''جب تک انسان خود کچھ نہیں چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔'' اس نے اشعر کی جانب دیکھا۔

''یار! میرا دل ڈر بھی رہا ہے، کیوں کہ میں نے پکا ارادہ باندھا ہوا تھا کہ کبھی بھی شادی نہیں کروں گا۔'' وہ گہری سوچ میں ڈوب کے گویا ہوا۔

''چل یار! یہ تجربہ بھی کرلے بہت مزے کی لائف ہوتی ہے۔'' وہ مسکرایا۔

''لگتا ہے لفٹ کرادی ہے بھابی نے۔'' اشعر نے معنی خیزی سے اسے مسکرا کے چھیڑا۔

''فضول بکواس مت کرو۔'' وہ جھینپ گیا۔

دونوں کافی دیر تک باتیں کرتے رہے پھر اشعر کو وقت کا احساس ہوا تو وہ اٹھ گیا۔

ہیشم بھی اٹھ کے کمرے میں جانے لگا۔ کافی تھکا ہوا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھولا تو کمرے میں اندھیرا تھا۔ نائٹ بلب آن تھا اور وہ شاید سوگئی تھی۔

آج تو پوری جگہ گھیرے لیٹی ہوئی تھی۔ نماز کا دوپٹہ بند کے اسٹائل میں لیا ہوا تھا تسبیح اس کے دائیں طرف پڑی تھی۔ شاید پڑھتے پڑھتے اسے نیند آگئی تھی۔

وہ واش روم میں چینج کرنے چلا گیا۔

''کاش یہ لڑکی مجھے ایسے حالات میں نہ ملی ہوتی۔'' وہ چینج کر کے آگیا تھا۔

خوشنما اور لڑکیوں سے بہت مختلف اور سادہ تھی۔ اسی طرح اس کے گھر والے بھی تھے۔ مگر اس نے ابھی تک اسے معاف نہیں کیا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کیا اسی طرح وہ سچے پیار کو ترستا رہے گا۔ اسے آج تک کوئی نہیں سمجھ سکا تھا مگر یہ اس کے اپنے ان کا دکھ تو اسے بھول ہی نہیں رہا تھا۔ نزہت مامی کی نگاہوں میں خوشنما کے لیے طنز اور نصیحت ہی نظر آتی تھی۔ وہ اتنی مغرور اور تکبر والی کیوں تھیں۔

وہ بیڈ پر جگہ بنا کے اس کے اتنے قریب لیٹ گیا کہ دونوں کے بازو مل رہے تھے۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ خوشنما کے چہرے پر بناوٹ اور مکاری ذرا نہیں تھی۔ وہ اول روز کی طرح آج بھی ایسی ہی تھی خوددار۔

اسے کتنا زعم تھا وہ کبھی بھی کسی لڑکی کا اسیر نہیں ہوگا مگر جب اوپر والے کی مرضی ہوگی تو بندہ کچھ نہیں کر سکتا اسے یہ خوشی تھی کہ جس سے اس کی شادی ہوئی تھی اسی لڑکی سے محبت بھی ہوگئی۔

خوشنما نے کروٹ لی تو اس کا ہاتھ ہیشم کی ناک سے ٹچ ہوگیا۔ اس نے بمشکل ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا وہ اس کے اتنے قریب تھی۔ تسبیح اس نے اٹھائی اور اٹھنے لگی۔ ہیشم نے شاید اس کا ارادہ بھانپ لیا تھا۔ اس کی کلائی پکڑلی وہ اس کے سینے پر ہی آکے گری۔

''کیا بدتمیزی ہے چھوڑیے۔'' سانس تیز تیز چلنے لگا۔ ابھی تک دونوں کی اجنبیت کی دیوار نہیں گری تھی۔

''میاں بیوی کی ایسی بے تکلفی کو بدتمیزی کب سے کہنے لگے۔'' اسے خوشنما کی وجود کی لرزاہٹ محسوس ہو رہی تھی۔

''پلیز مجھے آپ کی یہ بے تکلفی کبھی بھی اچھی نہیں لگ سکتی۔'' اس نے منہ پھیرا ہوا تھا مگر وہ ہیشم کے لہجے کی شوخی کو سمجھ گئی تھی۔

''اچھا یہ بات ہے چلو آج بے تکلفی کی ابتداء کردیتے ہیں، پھر تمہیں اچھی بھی لگنے لگے گی۔'' وہ معنی خیزی سے شوخ ہوگیا۔

''شٹ اپ۔'' زبردستی خود کو چھڑا لیا مگر مارے حیا کے اس کے پسینے بھی ہاتھوں سے پھوٹنے لگے۔

''میں تمہارے شٹ اپ کے رعب میں آنے والا نہیں ہوں میں اگر جو رکا ہوا ہوں تو صرف اس وجہ سے کہ زبردستی کا قائل نہیں ہوں لیکن اگر تم نے مجھے زیادہ تنگ کیا تو پھر میں لحاظ نہیں کروں گا۔'' وہ اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں بول رہا تھا۔ خوشنما نے لب بھینچ لیے تھے۔ وہ اتنی جلدی اس کے آگے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ وہ لحہ لحہ مری تھی اور ہیشم کو ایسے کبھی بھی معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''چھوڑیے مجھے واش روم جانا ہے۔'' اس نے جان چھڑانے کے لیے یہی مناسب سمجھا۔

''سچ میں جانا ہے یا بھاگنے کے لیے کہا ہے؟'' اس نے اس کا پورا وجود اپنے حصار میں لے لیا۔ وہ تو کرنٹ کھا کے رہ گئی۔ آج سے پہلے ہیشم نے اتنی بے تکلفی کبھی نہیں کی تھی۔

''چھوڑیں۔'' وہ چیخی۔

ہیشم قہقہہ لگاتے دور ہوگیا۔ وہ دوپٹہ کھول کے اوڑھنے لگی۔ نماز کے بعد وہ ایسے ہی لیٹ گئی تھی۔ تسبیح دراز میں رکھی اور واش روم میں گھس گئی۔ دل کی دھڑکنوں نے شور کردیا تھا۔

☆.....☆

حسنیٰ کا دل اتنا گھبرا رہا تھا اس سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں جا رہا تھا۔ درمیان میں صرف ایک دن تھا آج

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کا جہیز وغیرہ بھی جا رہا تھا۔ رفعت بار بار اس سے کہے جا رہی تھیں سوٹ کیس میں لاک لگا دے مگر وہ تو روئے جا رہی تھی۔

''ارے حسنٰی! بیٹا لاک تو کر دو تمہیں پتا ہے تمہارے اتنے اچھے اور قیمتی سوٹ اور چیزیں اِدھر اُدھر ہو گئیں تو تم بعد میں پریشان ہوتی رہنا۔'' رفعت اس کے پاس چلی آئیں۔

وہ لیٹی ہوئی تھی۔ ذہن اس کا بہت منتشر اور پریشان تھا۔ شہریار نے بھی اس دوران بات کرنا بند کر دی تھی اس نے شکر ادا کیا تھا۔ مگر اسے یہ بھی پریشانی تھی پتا نہیں بعد میں اس کا کیا ردعمل نکلتا ہے۔

''حسنٰی بیٹا! میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں۔''

''اوہو مما! آپ تو پیچھے ہی پڑ جاتی ہیں۔'' وہ جھنجلا گئی۔

''رفعت پھوپھو...... رفعت پھوپھو۔'' سعدیہ کی آواز پر دونوں ہی چونک گئیں۔ شادی والا گھر تھا مگر لگ نہیں رہا تھا۔ کوئی رشتے دار وغیرہ ایسے نہیں تھے جو رکتے۔ سعدیہ کے گھر والے بھی اس کے ماموں کے گھر رکے ہوئے تھے۔ یہاں تو جگہ نہیں تھی کہ وہ رکتے ولیمہ کر کے سب کو چلے جانا تھا۔

''سعدیہ! آ گئی ہے اچھا ہے وہی تمہارے کام کرے گی۔'' رفعت جیسے بری الذمہ ہو گئی تھیں۔

''حسنٰی سو رہی ہو ابھی تک کیا؟'' وہ مسکراتی ہوئی اس کے بیڈ پر بیٹھ گئی انگوری شیفون جارجٹ کے کپڑوں میں ملبوس لائٹ میک اپ میں سعدیہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

''پوری رات تو ویسے ہی نہیں سوئی ہے۔ وہ سب ہی رات کو اتنی دیر سے گئے تھے۔'' رفعت نے گویا تفصیل بتائی۔

''ہاں رات حمزہ بھی بہت آ رہا تھا۔'' وہ بولی۔

''میں اس سے کہہ رہی تھی۔ اپنے سوٹ کیس چیک کر کے لاک لگا دے کیوں کہ سارا سامان آج ہی جائے گا۔''

''چلیں میں کچھ چیک کر لوں گی نیچے پھوپھو نے تو سارا سامان پیک کر کے رکھا ہوا ہے فراج انہیں سے تو جلدی بھیج دیں گی۔'' اس نے مزید تفصیل سے بتایا۔

حسنٰی تو ایسے لیٹی ہوئی تھی جیسے ان دونوں کے درمیان موجود ہی نہیں ہو۔

سعدیہ نے زبردستی اسے اٹھایا اور اس کی ساری چیزوں کو سمیٹنا شروع کر دیا۔ سعدیہ دو دن کی دلہن تھی مگر اس نے اور لڑکیوں کی طرح ذرا نخرے نہیں دکھائے اور ولیمہ ہوئے بغیر ذمہ داریاں اٹھانا شروع کر دی تھیں۔ نسرین نے ذرا بھی مروت میں نہیں کہا کہ وہ رہنے دے نسرین کو تو ایک گھر سنبھالنے والی چاہیے تھی جو گھر کی ذمہ داریاں اٹھائے اور خود روزانہ اپنے رشتے داروں کے وزٹ پر روانہ ہو جائیں۔

''سعدیہ! بس کرو بیٹا آرام کر لو تمہاری شادی کو بھی کون سا زیادہ دن ہوئے ہیں۔'' رفعت نے کہا۔

''ارے پھوپھو آرام کر کے کرنا کیا ہے جب ساری زندگی یہی کام کرنے ہیں چند دن آرام کر کے کوئی فائدہ نہیں۔'' حسنٰی کو ایسا لگا وہ طنز کر رہی ہے۔ کیوں کہ امی نے بھی تو اسے کام میں لگا دیا تھا ذرا بھی مروت نہیں برت رہی تھیں پتا نہیں وہ اتنی خود غرض کیوں تھیں۔

''کیوں، کیا تم سے بھابھی نے کچھ کہا ہے۔'' رفعت جیسے سمجھ گئی تھیں وہ نسرین کی عادت سے بھی واقف تھیں وہ اتنی روکھی اور بے مروت بھی تھیں۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''نہیں وہ میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی۔'' سعدیہ گڑبڑا بھی گئی۔
مگر حسنی اپنی ماں کو جانتی تھی وہ کبھی سعدیہ کی تعریف تو کرتی نہیں تھیں چاہے وہ گھر میں کھولہو کا بیل بن کے کام کرے۔
''سعدیہ میں تمہاری باتوں کا مفہوم سمجھ گئی ہوں۔''
''حسنی تم تو پاگل ہوگئی ہو۔ میں نے تو ویسے ہی ایک بات کہہ دی تھی۔ پھوپھو اکیلی سب کیسے کریں گی۔ میرا فرض ہے کہ ان کا ہاتھ بٹاؤں۔'' اس نے مسکرا کے سہولت سے بات بنا دی۔ رفعت تو خوب جانتی تھیں نسرین کیسی باشکری اور بے مروت عورت ہیں۔ دوسروں کو سراہنا تو وہ جانتی ہی نہیں تھیں۔
''بھابی کو تو نوکرانی چاہیے تھی، وہ مل گئی انہیں۔'' رفعت نے سوچا مگر منہ سے نہیں کہہ سکیں۔ انہیں سعدیہ پر ترس آنے لگا۔
سعدیہ بنس مکھ عادت کی تھی۔ جب سے یہاں سے گئی تھی وہ کچھ سنجیدہ ہوگئی تھی کیوں کہ نسرین نے اتنے واویلے کیے تھے فراج کی پسندیدگی پر کہ وہ تو پشاور چلی گئی مگر نسرین کے زرخیز دماغ میں تو ہر بات اپنے مطلب کی آتی تھی۔ بھائی کا بھی خیال نہیں کیا بلکہ یہ سوچ کے فراج سے اس کی شادی کی گھر میں کام کرنے والی تو آئے گی۔ سعدیہ شاید یہ بات نہیں سمجھ رہی تھی یا پھر وہ جان بوجھ کے انجان تھی۔

☆.....☆

رات مہندی سے اتنی دیر میں واپسی ہوئی تھی۔ سب ہی صبح دن چڑھے تک سوتے رہے تھے مگر حباب کو اپنی شادی کا اہتمام لینا تھا۔ جو وہ گھر ہی چھوڑ آئی تھی۔ اس لیے وہ زین کے ساتھ گھر آگئی تھی۔ اکرام ماموں کا اشعر اسے چھوڑ کے چلا گیا تھا۔
آتے ہی کمرے کو سمیٹا کیوں کہ ضمران نے اچھا خاصا پھیلایا ہوا تھا۔ وہ کل تیار ہوا ہوگا تو ہر چیز ایسے ہی پھیلا کے چھوڑ دی تھی۔
کب سے صحن میں کچھ آوازوں کا شور تھا اسے اتنا تو پتا تھا آج آدم ابھی تک اسٹور نہیں گیا تھا۔ وہی اکثر کھانے پینے پر شور کرتا تھا مگر یہ شور اور آوازیں کچھ اور ہی نوعیت کی تھیں۔ حباب تجسس کے مارے باہر نکل آئی۔
سامنے لاؤنج میں عتیق احمد کو دیکھا کر وہ تو حیران رہ گئی۔ رضوانہ سامنے صوفے پر بیٹھیں رو رہی تھیں۔ آدم خاموش تھا مزمل اور طلحہ بھی اتفاق سے گھر پر تھے۔ عتیق احمد کی موجودگی حیرت سے کم نہیں تھی۔
''چلو آدم! تم اپنے کام پر جاؤ۔'' رضوانہ نے اسے اٹھایا۔
عتیق احمد کا سر جھکا تھا پتا نہیں ندامت سے یا پھر غصے سے وہ اندازہ نہیں کر سکتی تھی۔
''حباب! سلام کرو اپنے سر کو۔'' رضوانہ نے گلابی کپڑوں میں حیرانی سے دیکھ لیا تھا۔
عتیق احمد کا اسی وقت سر اٹھا تھا حباب سلام کرنے آگے آچکی تھی۔
''جیتی رہو! اس وقت میرے پاس تمہیں منہ دکھائی میں دینے کو کچھ نہیں ہے۔''
''ارے کوئی بات نہیں۔'' وہ مسکرائی اسے ان کے سامنے جھجک اور شرم بھی آرہی تھی۔ کیوں کہ آج ان نے یوں پہلی بار انہیں یہاں دیکھا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ضمران کب تک آتا ہے؟''

''وہ کبھی چھ بجے یا آٹھ بجے تک آتے ہیں۔'' وہ سائیڈ والے صوفے پر بیٹھی قدرے توقف سے گویا ہوئی۔

''بیٹا! تمہیں حیرانگی ہو رہی ہوگی۔ میں آج یہاں کیسے۔'' وہ خود ہی جیسے اس کے آنکھوں میں سوال دیکھ کر سمجھ گئے تھے۔

''آج اگر میری آنکھیں وہ وہ بچی نہیں کھولتی تو یہاں میں کبھی نہیں آتا۔''

''چھوڑیے ابو! آپ ان سب باتوں کو ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ آپ لوٹ آئے ہیں۔'' آدم نے ان کی بات کاٹ دی۔

آدم کو نوین کی عقل مندی اور سمجھ داری پر ابھی تک حیرانگی تھی۔ وہ راشدہ پھوپھو کی الگ ہی بیٹی ثابت ہوئی۔ نوشین اور کرن کو تو سوائے میک اپ فیشن کے کوئی انہیں کام نہیں ہوتا تھا۔ البتہ اس بے نوین کو اکثر یہاں بھی اپنی پڑھائی اور کام میں مشغول ہی دیکھا تھا۔ وہ فضول باتوں میں بھی نہیں الجھتی تھی اسے آج اندازہ ہو رہا تھا نوین اچانک سے اسے اتنی اچھی کیوں لگنے لگی تھی۔ آدم پریشان ہو گیا تھا۔

''میں اب یہیں اپنے بچوں کے پاس رہوں گا۔'' انہوں نے مسکرا کے خوش ہو کے کہا۔

''میں ان سب کا گناہ گار ہوں۔''

''آپ ایسی باتیں نہیں کریں آپ کے بچے ایسے نہیں ہیں کہ آپ کو یوں مجرم بنا دیکھیں وہ بہت خوش ہیں۔'' رضوانہ کے دل کو بھی جیسے قرار مل گیا تھا۔ گھر کا ماحول اچانک سے اتنا اچھا اور خوش باش ہو گیا تھا۔ رضوانہ کو سکون مل گیا تھا۔ اتنے برسوں بعد عتیق احمد نے ان کی حیثیت جان لی تھی اور انہیں یہی کافی تھا۔

ضمران شام میں چھ بجے ہی آ گیا۔ مزمل نے جو اسے کال کر دی تھی وہ عتیق احمد کے گلے لگ کے آنکھوں میں نمی لیے مسکرا دیا۔

''ابو! آج آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہے آج ہمارا گھرانہ پورا ہو گیا ہے۔'' وہ ان کے ہاتھوں کو تھام کے چومنے لگا۔

حباب نے شام کی چائے پر خاصا اہتمام کر لیا تھا۔ خوشی کا دن جو تھا۔

''تم کیسے آ گئیں۔'' ضمران نے اس کی موجودگی پر پوچھا۔ آج ہی تو شہریار کی شادی تھی۔

''مجھے کپڑے اور کچھ چیزیں لینی تھیں زین کے ساتھ آ گئی تھی۔'' اس نے بتایا۔

''رات تم بہت پیاری لگ رہی تھیں۔'' ضمران اس کی پشت پر کھڑا بڑے پریم سے مخمور لہجے میں بولا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے کاسمیٹکس کی چیزیں نکال رہی تھی۔ حباب کی نگاہ نہیں اٹھ رہی تھی۔

''تم عجیب لڑکی ہو۔ لڑکیاں تو شوہر تعریف کریں خوش ہوتی ہیں تم خوش ہی نہیں ہوتی ہو۔'' وہ کھسیا گیا تھا۔

''یہ تعریف اس وقت اچھی لگتی ہے سب کچھ پلانگ سے ہو۔'' وہ معنی خیزی سے بولتی دراز بند کرنے لگی۔

ضمران کے خاک بھی پلے نہیں پڑا، وہ ساری چیزیں بیگ میں رکھ رہی تھی۔ ضمران خاصا بدمزہ بھی ہو گیا تھا وہ منہ لپیٹ کے پڑ گیا تھا۔

☆.....☆

اس نے گھر میں جیسے ہی قدم رکھا تھا سب کے چہروں پر پریشانی اور ہوائیاں دیکھی تھیں۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''خیریت تو ہے۔'' اس نے چھوٹی مامی سے پوچھا۔ وہ ہال کمرے میں خاموش بیٹھی تھیں کیوں کہ اسے سارا ماحول ہی خاموش لگ رہا تھا۔

''آں..... ہاں؟'' وہ جیسے کسی گہری سوچ میں گم تھیں۔ ہشم کے بولنے پر اچھل ہی گئیں۔

''مامی آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہیں اور گھر کے باقی لوگ کہاں ہیں نانا جان بھی اپنے روم میں نہیں ہیں۔'' اس کو بہت پریشانی اور فکر ہو رہی تھی۔

''وہ سب بھابی کے کمرے میں ہیں۔'' وہ بتانے لگیں۔

''ایسا کیا ہو گیا خیریت تو ہے۔''

''ہشم! تم ابھی آفس سے آئے ہو فریش ہو جاؤ پھر تمہیں بھی سب پتا چل جائے گا۔''

''مجھے ابھی بتائیے۔'' وہ تو بے چین تھا۔ بڑی مامی کے روم میں وہ جان کے نہیں جا رہا تھا۔ کیوں کہ بڑی مامی اس سے کون سا خوش تھیں۔

''فاران نے شادی کر لی ہے۔''

''واٹ.....؟'' وہ تو بیٹھے سے اچھل کے کھڑا ہو گیا۔ کیوں کہ شاہدہ مامی نے لگتا تھا کوئی بم پھاڑا ہو۔

''بھابی کا رو رو کے برا حال ہے۔''

''مگر مامی یہ کیسے کر سکتا ہے۔ فاران سے مجھے اس بے وقوفی کی توقع نہیں تھی۔'' وہ تو بہت زیادہ فکر مند ہونے لگا۔

''ارے بیٹا! یہاں تو بس کیا کروں کیا ہو رہا ہے مجھے پتا ہے۔ یہ سب فاران نے کسی مجبوری میں ہی کیا ہو گا۔'' شاہدہ کا دل مان نہیں رہا تھا کہ فاران اپنی ماں کا دل دکھانے کے لیے ایسی کوئی حرکت کرے گا۔

ہشم گہری سوچ میں پڑ گیا۔ کل تک بڑی مامی اسے کیا کیا نہیں کہہ رہی تھیں اور آج ان کے خود کے بیٹے نے ایسی حرکت کر دی انہیں بڑے بول سے پتا نہیں کیوں ڈر نہیں لگتا تھا۔

اس نے تو خیر اپنے بڑوں کی مرضی جو اس کے اپنے تھے۔ نانا جان ان کی مرضی سے شادی کی تھی جب بھی بڑی مامی کو یہ سب پسند نہیں تھا۔

''کچھ نہ کچھ تو کہیں گڑبڑ ہوئی ہے۔'' وہ زیر لب گویا ہوا۔

''گڑبڑ ارے اس نے تو اچھی خاصی گڑبڑ کر دی ہے۔ بھابی کو تو فاران پر فخر تھا۔ ان کی مرضی کے بغیر کہیں شادی نہیں کرے گا۔''

''مامی یہ بڑے بول بھی ٹھیک نہیں ہوتے اتنا فخر اور اعتماد بھی نہیں کرنا چاہیے۔ فاران باشعور سمجھ دار ہے وہ اپنی مرضی سے کیوں شادی نہیں کر سکتا۔''

''ابھی تو تم کہہ رہے ہو کہ اس نے یہ اچھا نہیں کیا اور اب یہ بات۔'' وہ جیسے سمجھی نہیں۔

''میرا مطلب ہے کہ فاران کو بھی اپنی پسند کا اختیار ہے یہ اس نے غلط کیا اچانک سے شادی۔ پہلے گھر والوں کو بتاتا تو سیدھے طریقے سے اس کی شادی کرتے۔''

''ارے بیٹا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔'' وہ اٹھ گئیں۔ ہشم نے بھی اپنے روم کا رخ کیا اس وقت مامی کے روم میں جانے کی اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔

اندر آیا تو خوشنما اسی وقت عصر کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تھی۔ دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا اس کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

لب ہل رہے تھے صاف واضح تھا۔ وہ ورد کر رہی ہوگی۔ جائے نماز تہہ کر کے ڈریسنگ روم میں رکھی اور خود سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔

''یہ سب گھر میں کیا ہو رہا ہے۔''

انسان کو اتنی اکڑ بھی نہیں رکھنی چاہیے اس ذات پاک کے آگے وہ پل میں کیا سے کیا کر سکتا ہے۔ دیکھنا یہ سب اللہ کو ناپسند ہے۔'' وہ گھر میں ہوئی ایسی بات سے خوش تو نہیں تھی۔ مگر نزہت مامی پر اسے افسوس ہوتا تھا جو ہر وقت اسے حقیر جو سمجھتی تھیں۔ غریب ہونا اس کا گناہ تھا۔ عزت، شرافت، انسان کی کوئی حیثیت نہیں رکھتی وہ کون ہوتی ہیں۔ اس کی پل پل میں بے عزتی کرنے والی۔

''یہی بات اگر میں تمہارے لیے کہوں؟'' وہ شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔ آتے ہی وہ فریش ہو کے ایزی سا کمیض شلوار پہنتا تھا۔

''تم بھی تو مجھے حقیر اور ناپسند کرتی ہو۔''

''میں نے کبھی آپ کو حقیر نہیں سمجھا ہے بلکہ حقیر اور ناپسند تو آپ نے کیا ہے۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔'' وہ تو تنک ہی گئی۔ ہشم لب بھینچ کے رہ گیا کیوں کہ وہ غلط باتوں کا حوالہ دے کر اسے شرمندہ کرتی رہتی تھی۔

''جب سے میں تم سے ملا ہوں کتنا بے پناہ پیار کرنے لگا ہوں۔ پتا نہیں تم میری سزا کب ختم کرو گی۔'' وہ خاصا سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا خوشنما نے اسے بغور دیکھا وہ معمول سے زیادہ خاموش اور افسردہ بھی لگ رہا تھا۔ شاید گھر کے ماحول کی وجہ سے یا پھر اس کے اندر کہیں خالی پن تھا جو بار بار احساس دلاتا تھا کہ وہ تنہا ہے۔

''ہشم یہ مجھے کیا ہوا میں اتنی جلدی اس کے بارے میں اتنا نرم کیوں سوچنے لگی۔ اس شخص نے مجھے سب کے سامنے رد کیا تھا۔'' وہ فوراً ہی سرد مہر اور سخت بن گئی۔

''آپ کے پیار کا کیا پتا کہاں کہاں نہیں منہ مار کر چکے ہوں۔''

''اب تم یہ مجھے غصہ دلانے والی بات کر رہی ہو۔'' وہ ایک دم ہی ریش ہو گیا۔ چتون تن گئے۔ اپنے کردار پر تو اسے انگلی تک اٹھانا برداشت نہیں ایسی ہی بات بڑی امی نے بھی تو کہی تھی، اسے اس وقت ان کی بات کا افسوس تو ہوا تھا مگر جلد بھول گیا تھا مگر خوشنما کے منہ سے یہ بات بالکل گوارہ نہیں تھی۔

''کیوں جھوٹ تو نہیں ہے۔'' وہ دور صوفے پر بیٹھی اسے سلگائے جا رہی تھی۔

''جسٹ شٹ اپ بہت ہو گیا، جس کا دل چاہتا ہے میری تضحیک کرتا رہتا ہے۔ میرے ماں و باپ نہیں ہیں کہ جس کا دل چاہے گا وہ مجھے بے عزت کرتا رہے گا۔ میں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ مجھے شرمسار ہونا پڑے، میری تربیت میرے نانا جان نے کی ہے۔ مجھے فخر ہے میں ہر بری صحبت سے بچا ہوا ہوں۔'' وہ تو پھٹ پڑا۔

خوشنما اس کے اتنے درشت لہجے پر چراغ پا ہونے پر وہ سہم سی گئی لب بھینچ لیے وہ لمبے لمبے سانس بھرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

''اف..... انہیں تو غصہ بھی آتا ہے۔ خوشنما آگے تیری خیر نہیں جو مزید تو نے بکواس کی تو۔'' وہ لب کچل رہی تھی۔ اسے ہشم کی فکر بھی ہو رہی تھی جو پتہ نہیں کہاں نکل گیا ہوگا۔ ویسے ہی گھر کی فضا افسردہ تھی۔

(جاری ہے)

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

مکمل ناول

ایک چاند ہم سفر ہے

نوشابہ فاروق

"آ رہی ہے وہ جس کا تم کو تھا انتظار!" شعلی نے اچانک کمرے میں نازل ہو کر اسد کو مخاطب کیا جو اپنے گھنیرے سیاہ بالوں میں غالباً "ایک گھنٹے سے برش کرنے میں مصروف تھا۔

"بھلا مجھے کس کا انتظار تھا!" پہلے تو وہ حیران ہوا پھر برش پھینک کر چیخا۔ "شفا آ رہی ہے کیا؟"

"ہاں شفا اپنے والدین کے ہمراہ اپنی خالہ جانی کے یہاں پرسوں پونے دو بج کر چودہ منٹ پر جلوہ افروز ہو رہی ہے۔" شعلی نے باقاعدہ خبر پڑھنے کے انداز میں کہا۔

اسد کا خوشی کے مارے برا حال ہو گیا۔

"یار یہ پرسوں آج نہیں ہو سکتا!" وہ شعلی کا کندھا یوں پکڑ کر بولا جیسے وہ پرسوں کو گھسیٹ کر آج لے ہی تو آئے گی۔

"اب اتنی بے صبری بھی اچھی نہیں ہوتی۔" اس نے اسد کو آپے میں رہنے کا مشورہ دیا۔ "ابھی یہ خبر میں نے کسی کو نہیں سنائی سب سے پہلے تمہیں ہی بتا رہا ہوں۔ اب تو صبر سے پرسوں تک کا انتظار کرو میں تو اپنے کمرے چلا کیونکہ ابھی یہ اطلاع سب کو دینا ہے۔"

شعلی کے جانے کے بعد وہ سارے کمرے میں اچھل اچھل کر ناچنے لگا۔ خوشی اتنی زیادہ تھی کہ سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔ "شفا آ رہی ہے۔" وہ سوچ سوچ کر خوش ہو رہا تھا اور خوش ہو ہو کر سوچ رہا تھا۔

شفا اس کی بڑی ممانی کی بھانجی تھی [illegible] بھانجی ہونے پر خوش نہیں ہو رہا تھا بلکہ اس کے [illegible] خوشی میں پاگل ہو رہے تھے کہ وہ اس کی [illegible] کے ڈیڈی برطانیہ میں سروس کرتے تھے لندن [illegible] تھی۔ شفا کو آخری بار اسد نے اس وقت [illegible] تھے [illegible] کی تھی اگرچہ تصویروں کے ذریعے [illegible] بار ہوتا رہتا تھا لیکن بقول اسد "تصویر کے ذریعے [illegible] کا اندازہ ہرگز نہیں لگایا جا سکتا۔" اسی قول زریں [illegible] اس نے شفا کو اپنے تصویری دیدار سے [illegible] تھا۔ جیسے بھی اس کا خیال تھا کہ وہ تصویروں میں "بے دال کا بودم" اور چغد ٹائپ کی کوئی چیز لگتا ہے حالانکہ شعلی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ جیسی شکل ہو گی ویسا ہی فوٹو آئے گا لیکن وہ ہرگز یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اس کا چہرہ ایسا ناہنجار اور منحوس ہے جیسا کہ تصویروں میں آتا ہے۔ اسی لیے اس نے اپنی تصویروں کی برطانیہ روانگی پر پابندی لگا دی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ شفا پر اس کا غلط امپریشن پڑے۔

"کیا بات ہے اسد؟ بڑے خوش نظر آ رہے ہو!" امی نے اس کے ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار بنے چہرے کو حیرت سے دیکھا۔

"کک کوئی خاص بات نہیں امی۔" وہ گڑبڑا گیا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اب امی کو کیا بتاتا کہ منگیتر کے آنے کی خبر سن کر اس کے دانت اندر جانے کا نام نہیں لے رہے۔

"تم ہو نا گھر پر! میں ذرا بھائی جان کی طرف جا رہی ہوں۔" شکر ہے کہ انہوں نے زیادہ کریدا نہیں ورنہ اسد کے لیے مشکل ہو جاتی۔

"جیتی رہیں امی۔" اس نے زیر لب دعا کی اسے اپنی ماں کی یہ عادت بہت اچھی لگتی تھی کہ کسی بات کے پیچھے نہیں پڑتی تھیں۔

وہ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھیں۔ اس کے دونوں ماموں اگلی گلی میں ہی ساتھ ساتھ واقع بنگلوں میں رہائش پذیر تھے۔ فاصلہ کم ہونے کی وجہ سے تینوں خاندانوں کے افراد جب جی چاہتا منہ اٹھائے ایک دوسرے کے گھر پہنچ جاتے۔ امی اکلوتی بہن ہونے کی وجہ سے بڑے اور چھوٹے دونوں ماموؤں کی لاڈلی تھیں۔ حد تو یہ ہے کہ بڑی ممانی اور چھوٹی ممانی بھی ان کو ان کی اولاد سمیت بہت عزیز رکھتی تھیں۔ اس کا واضح ثبوت بڑی ممانی کا اپنی لاڈلی اور اکلوتی بھانجی شفا کو اسد سے منسوب کرنا تھا۔ اس محبت کا سارا کریڈٹ یقیناً" ماموں صاحبان کو جاتا تھا۔ مرد اگر رشتوں میں توازن قائم رکھنا چاہے تو بیوی کی مجال نہیں کہ سسرالی رشتوں کو نظر انداز کرے اور نہ والدین اور بھائی بہنوں کو یہ حوصلہ ہو کہ دوسرے گھر سے آنے والی لڑکی کو ہمیشہ پرائی لڑکی سمجھ کر بیگانگی اور سرد مہری سے پیش آئیں۔ اسد کو ماموؤں پر حیرت ہوتی تھی کہ کس خوبی سے انہوں نے رشتوں میں توازن اور اعتدال برقرار رکھا تھا۔ ورنہ اب تک کے مشاہدے میں اس نے یہی نوٹ کیا تھا کہ مرد متوازن رویہ نہیں اپناتے' ایک طرف جھک جاتے ہیں یا تو بیوی کی محبت میں سرشار ہو کر والدین اور بھائی بہنوں سے الرجک ہو جاتے ہیں یا پھر گھر والوں کی چاہت میں شریک حیات کو پیر کی جوتی سے زیادہ اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ دونوں صورتوں میں ایک فریق کے ساتھ زیادتی ہو جاتی ہے اور گھر کا سکون اور محبت بھری فضا درہم برہم ہو جاتی ہے۔ جس دن مردوں نے توازن اور اعتدال کی روش اپنانا سیکھ لیا اسی دن خانگی جھگڑوں کا اختتام ہو جائے گا۔ اسد نے یہ سنہرا نسخہ اپنے ماموؤں سے سیکھا تھا اور وقتاً" فوقتاً" اپنے کزنز کو بھی رٹواتا رہتا تھا تاکہ کم از کم اس کا خاندان ان فضول اور جاہلانہ قسم کے جھگڑوں سے محفوظ رہے۔

باہر سے اچانک شور و غل سنائی دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ شوبی پورے پلٹن کے ساتھ دھاوا بول چکا ہے۔ تینوں گھروں کو ملا کر ایک اچھی خاصی پلٹن جمع ہو جاتی تھی۔ بڑے ماموں کے سپوتوں میں شعیب عرف شوبی' طارق' سامعہ اور مینا تھے جب کہ افسر اور بلال چھوٹے ماموں کی آنکھوں کے تارے تھے۔ [illegible] اور [illegible] اسد سے چھوٹے تھے۔ یوں سب اکٹھے ہوتے تو ایک چھوٹی موٹی بارات کا سماں بندھ جاتا۔

وہ باہر نکلا تو سب نے تالیاں بجا کر اس کا استقبال کیا اور [illegible] گلے لگا کر اسے مبارک باد دی۔

"یار! مبارک ہو آخر کار شفا نے وارد ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ وہ تجھے بھول بھال کر کسی لال بندر سے بیاہ رچالے گی۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ برطانیہ میں رہتے رہتے خود بھی لال بندریا بن چکی ہوں۔" بلال نے خیال آرائی کی۔

"اگر ایسا ہوا ہو تب بھی کوئی خاص مضائقہ نہیں ہے۔" طارق نے اطمینان سے کہا۔ "برطانوی بندریا اور پاکستانی لنگور کی جوڑی خوب سجے گی۔"

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے!" اسد نے اسے گھورا۔ "ایسی منحوس شکل ہے کہ دیکھ لو تو پورا دن سوگوار گزرتا ہے۔"

"چلو بھئی یہ دونوں تو لڑنا شروع ہو گئے۔" شوبی نے کہا۔ "کیوں نہ ہم باہر چلیں ان دونوں کو یہیں لڑنے مرنے دو۔"

"گڈ آئیڈیا۔ شفا باجی کے آنے کی خوشی میں ہم آئس کریم کھائیں گے۔" تنویر اچھل کر بولا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آئس کریم کھائیں گے؟" شولی نے اس کی نقل اتاری۔ "اور بل تمہارے ماما جی ادا کریں گے!"

"نہیں ماما جی کے بڑے صاحبزادے ادا کریں گے۔ بات تو ایک ہی ہے۔" جھٹ سے اس نے جواب دیا۔ شولی کا منہ بن گیا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے باہر جانے کی۔ ہم گھر میں ہی ٹھیک ہیں۔"

"ہونہہ' کنجوس کہیں گے۔ ذرا سا خرچ کرنے میں جان جاتی ہے۔" جبین بڑبڑائی۔

"میں کس خوشی میں خرچ کروں!؟" وہ بگڑ کر بولا۔ "یہ کیا بات ہوئی! ہر موقع پر میں ہی ٹریٹ دوں۔ باقی سب فقیر ہیں کیا!" اس کا غصہ بالکل بجا تھا۔ ایسے کسی بھی موقع پر بے چارے شولی کو ہی اپنی جیب خالی کرنی پڑتی تھی۔ طارق' اسد اور افسر صاف اپنا دامن بچا لیتے تھے۔ ساجدہ' جبین اور مینا تو بے چاری لڑکیاں تھیں لہٰذا ان کے خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ رہے بلال اور تنویر۔ تو دونوں اسکول میں پڑھ رہے تھے۔

"آپ سب سے بڑے ہیں اور بڑوں پر تو ویسے بھی چھوٹوں کا حق ہوتا ہے۔" ساجدہ نے وضاحت کی۔

"بڑا ہونے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ تم لوگ مجھے کنگال کر دو۔" وہ زچ ہوا۔ "اس سے تو اچھا تھا کہ میں سب سے چھوٹا ہوتا۔"

"پھر آپ کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔" بلال نے تڑپ کر کہا۔ "آپ کو معلوم ہی نہیں چھوٹا ہونے کے کتنے نقصانات ہیں۔ سب مل کر ڈانٹتے رہتے ہیں اور سب کے احکامات کی تعمیل بھی کرو۔ اس سلسلے میں اس کے تجربات خاصے ناخوشگوار تھے۔

"شولی بھائی نے غالباً" وہ فارسی کہاوت نہیں سنی ورنہ کبھی یہ بدفال منہ سے نہ نکالتے۔" تنویر نے بلال کی تائید کرنا ضروری سمجھا آخر وہ بھی ان تجربات کا برابر کا شریک تھا۔

"مجھے فارسی سے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔" شولی نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"تم جیسے بدذوق آدمی سے یہی امید تھی۔ جس طرح گدھا کیا جانے زعفران کا بھاؤ اور بندر کیا جانے ادرک کا مزہ! اسی طرح یہ جدید محاورہ بولا جا سکتا ہے کہ شولی کیا جانے فارسی کی بہار!" اسد نے ملامت آمیز نظروں سے اسے دیکھا۔ "کتنی پیاری اور خوبصورت زبان ہے! بندہ فارسی میں گالیاں بھی دے تو کانوں کو بھلا لگتا ہے۔"

"شاید فارسی بولنے والے کے بارے میں ہی شاعر نے کہا ہے کہ۔

اتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا

طارق نے خیال آرائی کی۔

"وہ کہاوت تو سن لیں۔" تنویر نے فریادی لہجے میں کہا۔ "چھوٹا ہونے کا یہ بھی نقصان ہے کہ بڑے بات ہی نہیں سنتے۔"

"چلو ہم نے تمہیں اجازت دی اپنی بات فرمانے کی۔" افسر نے شاہانہ نخوت کا مظاہرہ کیا۔

"فارسی میں کہتے ہیں کہ آدمی سگ یعنی کتا ہو جائے مگر گھر میں چھوٹا نہ ہو۔"

"اور کیا صحیح کہتے ہیں! کتے کی تو پھر بھی عزت ہوتی ہے بڑے سے بڑے پھنے خان اس کے سامنے سے بچ کر گزرتے ہیں مگر چھوٹوں کو تو کوئی لفٹ ہی نہیں کراتا۔" بلال نے خفگی سے کہا۔

"تم لوگ اس قابل ہو کہ لفٹ کرائی جائے' ذرا ہنس کر بات کیا کرلو' سر پر چڑھ جاتے ہیں۔" شولی نے انہیں ڈانٹ پلانے کی کوشش کی۔

"واہ! ہم نے کب یہ فضول حرکت کی ہے؟ آپ کے سر پر چڑھنے سے بہتر ہے کہ بندہ گدھا گاڑی پر چڑھ جائے۔" تنویر کی بات پر شولی آگ بگولا ہو گیا۔

"یہ ہوتا ہے انجام چھوٹوں کو منہ لگانے کا۔ اپنی اوقات بھول جاتے ہیں۔"

"بات کہاں سے کہاں جا پہنچی' آپ ہمیں آئس کریم کھلا رہے تھے۔" مینا نے زچ ہو کر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شوبی کو یاد دلایا۔

گفتگو نازک صورت اختیار کر گئی تھی۔ موضوع تبدیل کرنا ضروری تھا ورنہ شوبی کے ہاتھوں تنویر کا آملیٹ تیار ہو جاتا۔

"کیوں میرے پاس قارون کا خزانہ ہے؟" وہ مینا پر چڑھ دوڑا۔

"تم جیسے مفت خوروں کے لیے اب میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔"

"لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اسد نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "آج بلدولت سابقہ ریکارڈز توڑتے ہوئے بقلم خود۔ میرا مطلب ہے کہ بذات خود تم جیسے ٹکے ٹکے کے لوگوں کو ٹریٹ دیں گے۔"

اسد کی اس حیرت انگیز آفر پر خاصی دیر تک کسی کو یقین نہیں آیا۔ خاص طور پر شوبی غیر یقینی کی کیفیت میں تھا کہ اس بار اس کی جیب خالی ہونے سے بچ گئی ہے لیکن اسد سنجیدہ تھا۔ شفا کے آنے کی خوشی اتنی زیادہ تھی کہ اس کے اظہار کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس کی اس فراخدلانہ پیشکش پر سبھی پھیل گئے۔ اب سب کا مطالبہ آئس کریم سے بڑھ کر میکڈونلڈ میں ایک شاندار ڈنر تک جا پہنچا تھا۔ اسد نے لاکھ احتجاج کرنے کی کوشش کی لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے اسے ماننا ہی پڑا۔ اب وہ ہوٹل کی پرسکون فضا میں بیٹھ کر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ سب کی کوشش تھی کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے ڈنر۔ اور وہ بھی اسد کی طرف سے! یہ معجزہ بار بار نہیں ہوتا تھا۔

"یارو! یہ خیال رکھنا کہ یہ ٹریٹ وزیراعظم پاکستان کی طرف سے نہیں ہے۔" اسد نے دہائی دی۔ "بلکہ ایک پرائیویٹ کمپنی میں جاب کرنے والے غریب کی طرف سے ہے۔"

"بس بس ہم خوب جانتے ہیں تمہاری غربت کو تمہیں عجیب تو کہا جا سکتا ہے لیکن غریب نہیں کہا جا سکتا۔" طارق نے بے نیازی سے کہا۔

"یار! ایک پھڑکتا ہوا آئیڈیا آیا ہے میرے ذہن میں۔" افسر جواب تک خاموش تھا چٹکی بجا کر بولا۔

"شکر ہے ان کے چھوٹے سے سر میں بھی کوئی آئیڈیا آیا۔" جبین نے شرارت سے مداخلت کی۔

"میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا کہ تمہارے سر میں فقط ایک بھوسے کے سوا اور کچھ نہیں۔" اسد نے چھوٹی بہن کی تائید کرتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"اچھا اور اپنی گردن پر رکھے اس تربوز کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے!" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"اُفوہ افسر بھائی! آپ کوئی ترکیب بتا رہے تھے۔" مینا نے حسب عادت سیز فائر کرتے ہوئے امن کی فاختہ کا کردار ادا کیا۔

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ۔" اس نے باری باری سب کی طرف دیکھا۔

"اب تک بھی بکو۔" شوبی نے حسب معمول اپنی ٹانگ اڑائی۔

"بندۂ ناداں ہم بکتے نہیں فرماتے ہیں۔" اس نے گھور کر شوبی کو دیکھا۔

"فرما دے میرے بھائی کچھ تو فرما دے۔" طارق نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ "آپ ایک گھنٹے سے کچھ فرمانے کی کوشش فرما رہے ہیں۔"

"میں یہ فرما رہا تھا کہ شفا نے اسد کو بڑے ہونے کے بعد نہیں دیکھا۔" آخر کار وہ اپنی ترکیب بتانے لگا۔ "کیوں نہ ہم اسد کو ایسے حلیے میں سامنے لائیں کہ شفا اسے اپنا ساتھی بنانے کے خیال سے ہی کانپ اٹھے۔"

"زبردست ترکیب ہے۔ تھوڑی سی انجوائے منٹ رہے گی۔" شوبی نے سب سے پہلے تائید کی۔

"حیرت ہے کہ اتنی لاجواب ترکیب افسر جیسے کاٹھ کے الو نے پیش کی ہے۔" طارق نے کمال حیرت کا مظاہرہ کیا۔

"اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔ بہت مزا آئے گا۔" سامعہ نے پرجوش ہو کر کہا۔

"سوچ لو کہیں مروا ہی نہ دینا۔" اسد ڈرا۔ "ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے ممی ڈیڈی سے صاف انکار کر دے۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

آخر ولایت سے آرہی ہے۔ ماحول کا کچھ تو اثر ہو گا۔"

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ آخر یہ لڑکیاں کس دن کام آئیں گی!" شوبی نے اسے دلاسا دیا۔ "یہ شفا کی مکمل جاسوسی کریں گی اور جیسے ہی معلوم ہو کہ شفا انکار کرنے والی ہے' ہم ڈرامے کا ڈراپ سین کر دیں گے۔"

"لیکن اس ڈرامے سے کہیں میں ہی نہ ڈراپ ہو جاؤں۔" اسد کو فکر لاحق ہو رہی تھی۔

"کہہ جو دیا کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی۔" شوبی کو غصہ آگیا۔ "شفا میری لاش پر سے گزر کر انکار کرے گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن یاد رکھو کہ اگر کوئی اونچ نیچ ہوئی تو میں تمہاری لاش پر سے گزر جاؤں گا۔" اسد نے دل ہی دل میں لاحول پڑھتے ہوئے اسے دھمکی دی۔

"ہو کے یار! رکھ دوں گا میں اپنی لاش کو تیرے سامنے اگر ایسا کچھ ہوا۔"

"یہ آپ لوگ کیسی خوفناک باتیں کر رہے ہیں۔" مینا سہم کر بولی۔ "مجھے لاشوں سے بہت خوف آتا ہے۔"

"اس میں ان بے چاروں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ عقل اچھی نہ ہو تو بات اچھی کرنی چاہیے۔" جبین نے اطمینان سے انکشاف کیا۔

"جبھی تم اچھی باتیں کرتی ہو۔" افسر نے کلٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تمہاری عقل کو برا کہنے والے کی ایسی کی تیسی۔ مگر میں تمہاری بات کو گدھے کی لات سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔"

"تو پھر مرچیں کیوں چبا رہے ہیں؟" جبین بھلا افسر کے سامنے چپ رہ سکتی تھی۔

"بس کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دھکے دے کر نکال دیے جائیں۔ یہ شرفا کی جگہ ہے۔" شوبی نے مداخلت کی۔ "اب خاموشی سے یہ سب ٹھونسو۔ یہ جو پورا باورچی خانہ منگوایا ہے۔" اسد نے سامنے رکھی ڈشز کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کھانے کے ساتھ ساتھ اس شرارت کو عملی جامہ پہنانے کا پروگرام بنانے میں مصروف ہو گئے۔ سبھی ایکسائیٹڈ ہو رہے تھے۔ اسد کو تھوڑی سی پریشانی تھی کہ کہیں شفا انکار نہ کر دے لیکن سب کی وجہ سے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ "جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" اس نے دل کو تسلی دی۔

گھر واپسی تک وہ اس بات پر متفق ہو چکے تھے کہ شفا کے سامنے اسد کو انتہائی غبی' فاترالعقل اور گھامڑ شخصیت کے روپ میں پیش کیا جائے گا۔

"یار یہ لڑکیاں کہیں گڑبڑ نہ کر دیں۔" افسر نے فکرمندی سے کہا۔ وہ اور اسد شوبی کے گھر رک گئے تھے تاکہ اس معاملے پر مزید سوچ بچار کی جا سکے۔

"تمہاری پریشانی بجا ہے۔ لڑکیاں مشکل ہی سے کوئی بات ہضم کرتی ہیں۔" اسد بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے بولا۔

"ایسا نہ ہو وہ شفا کے سامنے سارا راز فاش کر دیں اور ہم اپنا سا منہ لے کر رہ جائیں۔"

"ان کی مجال ہے کہ یہ حرکت کریں۔" شوبی نے غصے سے کہا۔ "ان کی زبانیں کاٹ کر ہاتھ میں پکڑا دوں گا۔"

"کم از کم سامعہ اور مینا کی طرف سے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" طارق نے کہا۔ "وہ ہماری بہنیں ہیں۔ ایسی اوچھی حرکت نہیں کریں گی۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ جبین کسی اٹھائی گیرے کی بہن ہے۔" اسد بھڑک گیا۔ "اس کی طرف سے بھی مطمئن رہو۔"

"چلو دیکھیں گے کہ لڑکیاں کتنے پانی میں ہیں!" شوبی نے آنکھوں پر ہاتھ رکھے۔ "اب سونے کی کرو۔ ہمیں تو جانا ہے آفس تم دونوں پڑے سوتے رہو گے۔" اس نے افسر اور طارق کی طرف دیکھا۔

"ہمیں بھی یونیورسٹی جانا ہے۔" افسر نے اطلاع فراہم کی۔

"خیال آیا تمہیں جانے کا۔" اسد خوش ہوا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"کبھی کبھی چلے جانا چاہئے' معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔"

"یہ بھی بتادو کہ کس قسم کی معلومات میں؟" شوبی نے بائیں آنکھ دبائی۔

"سب کو اپنی طرح مت سمجھا کرو بڑے بھائی!!" طارق نے فوراً" اپنا دفاع کیا۔ "ہم تمہاری طرح لڑکیوں کو گھر تک ڈراپ کرنے نہیں جاتے۔"

"صرف بس اسٹاپ تک چھوڑتے ہیں۔" افسر نے زیرلب کہا۔

"تو اس میں برائی کیا ہے! بھائیوں کا فرض ہے کہ بہنوں کو بحفاظت گھر پہنچا کر آئیں۔" شوبی نے ڈھٹائی سے کہا۔ "بے چاری لڑکیاں اکیلی ہوتی ہیں۔ کوئی محافظ تو ہونا چاہئے ساتھ۔"

"ذرا ان لڑکیوں سے جاکر پوچھو کہ بن بلائے محافظ کم بدمعاش کے بارے میں ان کے کیا زریں خیالات ہیں!" طارق ہنسا۔ "اتنی روانی سے شان میں قصیدے پڑھیں گی کہ میرٹھ کی قینچی فیل ہو جائے گی۔"

"یہ تو ہوتا ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔ اتنی محنت سے ان کو چھوڑ کر آؤ' اوپر سے ان کی گالیاں اور کوسنے بھی برداشت کرو۔" اسد نے مصنوعی آہ بھری۔

"یہ سب تم ذرا جبین کے سامنے کہہ کے دیکھو۔ ایک منٹ میں فارغ البال کردے گی۔ بڑے بھائی ہونے کا لحاظ بھی نہیں کرے گی۔" افسر کو اس کی بدلحاظی کا اچھی طرح اندازہ تھا۔

"مجھے کیا کالے کتے نے کاٹا ہے! تم اپنی خیر مناؤ میرے نہ ہونے والے جیجا جی!" اسد نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"اب خیر منانے کا وقت گزر چکا ہے۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولا۔ "اب تو بلا گلے میں ڈال ہی چکا ہوں۔"

"ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔ تم نے اسے بلا کہا! جاکر بتاؤں اسے؟" اسد نے اٹھنے کی تیاری کی۔

"او بھائی! سو جاؤ چپ کرکے۔" شوبی کو نیند آرہی تھی۔ وہ خاموشی سے سونے کے لئے لیٹ گئے۔ اسد نے آنکھیں بند کرکے سونے کا ارادہ کیا تو شفا کا سراپا اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اس کی بند پلکوں کے جھروکوں میں روشن ہوگیا۔

"معلوم نہیں کیسی ہوگی وہ؟ تصویروں سے عادات کا پتا کہاں چلتا ہے۔" اس نے سوچا۔ "کہیں برطانیہ کے مغربی ماحول میں پلتے بڑھتے وہ اپنی روایات اور اقدار کو فراموش نہ کر بیٹھی ہو۔" وہ بے چین ہوگیا۔ اسد ان لوگوں میں سے تھا جن کی نظر میں اپنا مذہب' اپنی روش اور اپنی تہذیب لاثانی حیثیت رکھتی ہے' جن کے خیال میں ماڈ ہونے کا مطلب مغرب سے دوری اور مغرب کی تقلید نہیں ہوتی۔ جو بے حیائی اور بے راہ روی کو روشن خیال نہیں سمجھتے۔ یہ خیال اسے رہ رہ کر مضطرب کر رہا تھا کہ شفا اگر مغرب زدہ لڑکی ثابت ہوئی تو وہ کیا کرے گا! یہ بات تو طے تھی کہ بہنوں کے معاملے میں اعراف کرنا اس کے بس میں نہ تھا۔

"میرے اللہ! شفا ویسی ہی ہو جیسا میں نے اسے خیالوں میں دیکھا ہے۔" اس نے اپنے رب سے التجا کی۔ "ایک مکمل مشرقی لڑکی جسے مغرب کی ہوا چھو کر بھی نہ گزری ہو۔"

شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی اس نے اپنے نام کے ساتھ شفا کا نام سنا تھا۔ ایسے میں انسیت اور محبت کا دل میں جگہ پالینا ایک قدرتی بات تھی۔ اس کا نام سنتے ہی اسد کے دل کی دھڑکنیں مترنم ہو جاتیں اور لب آپ ہی آپ مسکرا اٹھتے اور اب وہ آرہی تھی جس کے خیال کا آنچل تھامے اس نے اب تک کی حیات کا سفر طے کیا تھا۔

○

شفا آچکی تھی اور اس وقت اسد کے سوا سارا بچھڑا گروپ شوبی کے گھر موجود تھا۔ پلان کے مطابق وہ کام کا بہانہ بنا کر گھر سے واک آؤٹ کر گیا تھا ورنہ اسے لازمی ایئرپورٹ جانا پڑتا۔ پھر بھی اسے امی کی اچھی خاصی پھٹکار سننی پڑی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"حد ہوگئی۔ کیا سوچیں گے وہ لوگ! ایک دن تم جلدی گھر نہیں آسکتے۔ رشتے کی نزاکت کا احساس نہیں ہے تمہیں۔ ایک دن ذرا پہلے آجانے سے کمپنی دیوالیہ تو نہیں ہو جائے گی۔" وہ کان دبائے امی کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا۔ تبھی ابو کی مداخلت نے اس کی گلو خلاصی کرائی۔

"خوامخواہ بے چارے کو کیوں پریشان کر رہی ہو؟ کوئی سرکاری جاب تھوڑی ہے کہ جب جی چاہے چھٹی لے کر بیٹھ جاؤ اور ہم جا رہے ہیں انہیں لینے' ایک اسد کی غیر موجودگی سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔"

"کیسے فرق نہیں پڑے گا؟" وہ زچ ہو گئیں۔ بجائے بیٹے کو سمجھانے کے الٹا اس کی طرف داری کرنے لگے۔"

"تم بھی حد کرتی ہو۔ کون سا ابھی بارات جا رہی ہے کہ دولہا کا موجود ہونا ضروری ہے۔"

اسد ان کی تکرار سے فائدہ اٹھا کر چپکے سے کھسک [illegible] نکلے گا۔ پندرہ بیس منٹ تک دونوں اپنے [illegible] رہیں گے پھر ابو اپنا مخصوص جملہ کہتے ہوئے [illegible] ہوں

"اچھا بھئی خوش رہو تم لوگ۔" یہ [illegible] شکست کا اعلان ہوتا تھا۔ رشتہ داری اور مہمان داری نبھانے کے معاملے میں امی بہت سخت تھیں۔ اس [illegible] معاملے میں وہ سختی سے دخل اندازی کرتی تھیں اور [illegible] اولاد کے معاملات میں دخل دینا انہیں پسند نہیں تھا۔ ان کا موڈ [illegible] رہتا اگر بڑے [illegible] بیہ نادر شاہی حکم جاری نہ [illegible]

"کوئی بچہ ایئرپورٹ نہیں جائے گا [illegible] جا کر [illegible] بلاوجہ بھیڑ لگانے کی ضرورت نہیں [illegible] لوگ سمجھیں گے پورے انڈونیشیا کی آبادی اٹھ کر آگئی ہے۔"

"ہم بچوں کی صف میں کب سے شامل ہو گئے!" شعلی زیرِ لب بڑبڑایا۔

"آپ اس وقت تک بچے رہیں گے جب تک ہم بوڑھے نہیں ہو جاتے۔" انہوں نے کڑک دار آواز میں جواب دیا۔

"ابو جانی! آپ تو کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔" طارق منمنایا۔ جواباً انہوں نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

"گویا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو جاؤں۔ کمال ہے! میری اولاد اور میرے ہی بارے میں برا چاہتی ہے!" ان کی خفگی سراسر مصنوعی تھی۔ جبھی مینا شیر ہو گئی۔ "ابو جانی! ہمیں بھی لے چلیں نا!"

"بس میں نے کہہ دیا۔ تم لوگ یہیں ان کا استقبال کرو گے۔" حتمی لہجے میں کہہ کر انہوں نے بات ختم کر دی۔ بحث کی گنجائش باقی نہیں رہی تھی' سو اب وہ گھر پر انہیں خوش آمدید کہنے کے لیے تیار تھے۔ شفا سے ملنے کی سبھی کو بے چینی تھی۔

"ایسا نہ ہو شفا صاحبہ منی اسکرٹ اور بلاؤز میں پرس جھلاتی چلی آئیں۔" افسر نے خدشہ ظاہر کیا۔ "پھر تو بے چارے اسد کی امیدوں کا چراغ گل ہو جائے گا۔"

"نہیں یار! انکل اور آنٹی کی تربیت میں کسی کمی کا امکان نہیں ہے۔" شعلی نے پریقین لہجے میں کہا۔ "اور تصویروں میں بھی ہم دیکھ چکے ہیں وہ خاصی معقول اور [illegible] نظر آتی ہے۔"

اور شفا سے ملنے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ شعلی نے سچ ہی کہا تھا۔ وہ سلیقے کا لباس پہنے خاصی پر اعتماد اور بولڈ دکھائی دے رہی تھی۔ چونکہ پہلی بار وہ مل رہے تھے' ایک جھجک سی آڑے آ رہی تھی۔ لڑکیوں نے تو گویا گونگے کا گڑ کھا لیا تھا۔ سب یوں چپ ہو کر بیٹھ گئی تھیں جیسے منہ میں زبان ہی نہ ہو۔ طارق کو ان لوگوں پر بے طرح غصہ آرہا تھا جو خواتین میں گز بھر کی زبان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ [illegible] تین موجود تھیں یعنی سامعہ' مینا اور [illegible] تھی۔ کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا [illegible] گفتگو کا آغاز کہاں سے کیا جائے!

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

شفا اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر سب کے چہرے شاید منہ زبانی یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میں۔۔۔ افسر ہوں۔ شوبی کا فرسٹ کزن۔" سب سے پہلے افسر نے ہمت کی۔

"اچھا! کون سے محکمے کے؟" شفا نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"یہ گلی ڈنڈا بورڈ کے گریڈ زیرو بٹا زیرو کے ایک بہت بڑے افسر ہیں۔" شوبی نے جھٹ اس کے سوال کا جواب دیا۔ افسر اس تعارف پر [illegible] ہو گیا۔

"اور یہ وہی افسر ہیں جن کے بارے میں ایک بڑا مشہور فلمی ڈائیلاگ ہے کہ ماں! تیرا بیٹا بڑا افسر بن گیا ہے ماں! اب تو یہ سلائی مشین چلانا بند کر دے۔" طارق نے شفا کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"واقعی!" اس نے آنکھیں پھیلائیں۔ "کون سی فلم کا ڈائیلاگ ہے؟"

"تو جی کو کچھ خبر ہی نہیں۔" شوبی نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔ "یہ ہماری ہر دوسری فلم کا مکالمہ ہے۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔" اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

"بی بی ہمارے ہاں ہالی وڈ کی طرح کی فلمیں نہیں ہوتیں۔" شوبی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "یہاں نہ ایکشن ہے اور نہ فکشن صرف ٹینشن ہوتی ہے۔ ہر کردار اتنا ٹینس ہوتا ہے کہ چلا چلا کر مکالمے ادا کیے جاتے ہیں۔ ہیرو ہیروئن کے ساتھ رومینٹک باتیں اتنی بلند آواز میں کرتا ہے کہ سارا محلہ سنتا ہے۔ ہمارے ہاں ڈانس کے نام پر دو من کی ہیروئن کھیتوں میں اچھل کود کرتی پھرتی ہے۔ جس کی وجہ سے کھڑی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات تو زلزلے کے جھٹکے بھی محسوس کیے گئے ہیں۔" اس نے بڑی تفصیل سے پاکستانی فلموں کا نقشہ پیش کیا۔ شفا کی آنکھیں مارے حیرت کے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"ہماری فلموں میں ایک تھپڑ مارنے سے اتنا شور ہوتا ہے جتنا پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی فلموں میں بھی نہیں ہوتا۔" افسر نے اس کی حیرت میں مزید اضافہ کیا۔

"شرم نہیں آتی۔ اپنی چیزوں کی برائی کرتے ہوئے۔" ساجدہ سے برداشت نہ ہوا تو بول پڑی۔ برطانیہ پلٹ لڑکی کے سامنے اپنی فلموں کی بے عزتی اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ بھلا اپنے دہی کو کھٹا کون کہتا ہے!

"میں تو اپنی خامیاں بتا رہا تھا۔ جب تک خامیوں کا احساس نہ ہو اصلاح کیسے کی جا سکتی ہے!" شوبی کی بات بالکل درست تھی۔ "انسان خلاء میں پہنچ گیا ہے اور ہماری فلم انڈسٹری میں اتنی تمیز نہیں آسکی کہ تھپڑ اور گولی چلنے کے فرق کو سمجھ سکے۔" وہ سنجیدہ ہو چلا تھا۔

"میں سمجھ گئی آپ وہی افسر ہیں جس کے وجود میں آتے ہی ماں سلائی مشین چلانا بند کر دیتی ہیں۔" اس نے موضوع تبدیل کرنے کی غرض سے شرارت سے افسر کی طرف دیکھا۔

"یہ میرا نام ہے محترمہ! پاکستانی فلموں کے سلسلے میں آپ کی معلومات خاصی۔۔۔" اس نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا کہ عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔

"مجھے معلوم ہے۔" وہ مسکرائی۔ "میں تو مذاق کر رہی تھی۔"

"پھر ٹھیک ہے میں مذاق کا برا نہیں منایا کرتا۔"

"یہ تو بہت اچھی عادت ہے۔" وہ خوش ہو گئی۔

"اور باقی لوگ!" اس نے سوالیہ انداز سے جبین پر نظر ڈالی شوبی اور اس کے بھائی بہنوں کو وہ اچھی طرح جانتی تھی لیکن باقی چہرے ناآشنا سے لگ رہے تھے۔ شاید تصویروں میں دیکھا تھا لیکن ٹھیک طرح یاد نہیں آرہا تھا۔

"یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں بلال عرف بلو۔" افسر نے بلال کا اپنے انداز میں تعارف کرایا اور وہ ابھی ابھی ایبلو ہونے والی عرفیت پر تڑپ کر رہ گیا لیکن بولا کچھ نہیں کہ بڑے بھائی سے منہ لگ کر اپنا پہلا تاثر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

غلط قائم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ افسر کو غلط سلط عرفیت رکھنے میں کمال حاصل تھا اور وقتاً "فوقتاً" وہ اپنی ایجاد کردہ عرفیت میں رد و بدل کرتا رہتا تھا۔ اس کی اس عادت سے سبھی عاجز تھے۔

"اور یہ اسد کی چھوٹی بہن ہے جبین عرف جبو اور بھائی تنویر عرف تنو۔ اس نے مزید تعارف کرایا۔

"جی نہیں سوائے شوبی بھائی کے ہم میں سے کسی کی کوئی عرفیت نہیں ہے ان کو تو بس شوق ہے الٹے سیدھے نام رکھنے کا۔ جبین نے فوراً" مداخلت کی۔ بھلا وہ اپنی بے عزتی برداشت کر سکتی تھی اور وہ بھی افسر کے ہاتھوں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ شفا کی ہنسی نکل گئی اس کے انداز پر۔ پھر جیسے اسے ایکدم یاد آیا۔

"وہ نہیں ہیں؟ اسد کا نام لیتے ہوئے اسے کچھ ہچکچاہٹ محسوس ہوئی۔

"کک۔ کون؟ شوبی سمجھ کر انجان بنا۔

"میں اسد کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ اب کی بار اس نے دھڑلے سے نام لیا۔ (آخر برطانیہ میں پلی بڑھی تھی)

"ہیں اسد! افسر نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی۔ "یار کہاں پایا جاتا ہے وہ آج کل؟ طارق سے یوں پوچھا جیسے کسی چوپائے کے بارے میں پوچھ رہا ہو۔

"وہیں پایا جاتا ہے۔ اپنے کراچی میں۔ طارق نے جواب دیا۔

شفا کو مایوسی ہوئی۔ معلوم نہیں موصوف ملنے کیوں نہیں آئے۔ برطانیہ میں قیام کے دوران اسد نے کبھی ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کہیں یہ تغافل' یہ بے نیازی اس کی بے زاری کا مظہر تو نہیں ہے! وہ الجھنے لگی۔

"بھائی کو آفس کا کوئی کام تھا۔" جبین نے شاید اس کے تاثرات پڑھ کر وضاحت کی۔ "ورنہ وہ آپ سے ملنے کے لئے بہت بے چین ہو رہے تھے۔

"اس کا بس چلتا تو وہ سر کے بل چل کر تم سے ملنے کے لیے آتا۔ شوبی کی بات پر وہ مسکرا دی۔

"کیوں کیا ان کی ٹانگیں داغ مفارقت دے گئی

ہیں؟ انگ انگ کر جملہ ادا کیا۔

"نہیں۔ اتنی گاڑھی اردو! سب حیران ہوئے۔ ایک ولایت پلٹ لڑکی کی جانب سے ایسی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ واقعی حیران کن تھا۔

"کچھ مشکل الفاظ میں نے رٹ رکھے ہیں تاکہ تم لوگوں کے سامنے رعب جما سکوں۔ وہ ہنسی۔

"تو پھر سن لو کہ ہم کسی کے رعب میں آنے والے نہیں ہیں' تمہارا یہ رٹا پلان ناکام ہو گیا۔ طارق نے بے نیازی سے اطلاع فراہم کی۔

"خیر' یہ تو مذاق کی بات تھی۔ ورنہ میری اردو اتنی کمزور نہیں ہے۔ وہ سنجیدہ ہو گئی۔ "اور بھئی میری رواں اردو پر تم لوگوں کو اتنی حیرت کیوں ہے! میرے ممی اور ڈیڈی کی آدھی زندگی تو پاکستان میں گزری ہے میں نے اردو ان سے سیکھی ہے۔ گھر میں ہم اپنی اسی پیاری اور میٹھی زبان میں گفتگو کرتے تھے تاکہ ہمارا تعلق اپنے وطن سے اور اپنی زبان سے قائم رہے۔

"یہ تمہاری' علیٰ ظرفی ہے شفا اور انکل آنٹی کی بھی کہ وطن سے دور ہوتے ہوئے بھی اپنی ثقافت اور اپنی زبان کو محترم جانا اور ان سے تعلق استوار رکھا۔ ورنہ ہمارے ہاں تو یہ ریت چل نکلی ہے کہ یہاں کی مشہور و معروف شخصیات زیادہ تر انگریزی میں ہی بات کرنا پسند فرماتی ہیں اور جو کبھی اردو میں بات کرنا پڑے تو سو بار یہ جتایا جاتا ہے کہ ان کی اردو اتنی اچھی نہیں ہے اسی لئے وہ انگلش میں بات کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے نقطہ نظر سے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے اگر انسان اپنی مادری اور قومی زبان سے آشنا نہ ہو۔ طارق نے دل کی بھڑاس نکالی۔

"تم حیران ہو گی ہمارے الیکٹرانک میڈیا کی بعض نشریات دیکھ کر اور سن کر۔ سامعہ نے جلتے ہوئے لہجے میں مزید انکشاف کیا۔ "کچھ لوگ کس طرح اردو کی تذلیل کرتے ہیں۔ انگلش کا کوئی لفظ بتا کر کہیں گے سوری ہمیں نہیں معلوم کہ اسے اردو میں کیا کہتے ہیں جیسے یہ کوئی بہت قابل فخر بات ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ یہ ایک ایسی تلخ روش تھی جس پر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

وہ اور اس جیسے بہت سے دوسرے فقط اپنا دل جلا سکتے تھے لیکن کچھ کر نہیں سکتے تھے۔

"تمہاری اردو سن کر ہم اسی لئے حیران ہو رہے تھے کہ جب وطن میں رہنے والوں کا یہ حال ہے تو پھر پردیسیوں سے کیا توقع رکھی جائے!" افسر نے وضاحت کی۔

"بلکہ افسر کا تو یہ خیال تھا، تم اسکرٹ میں ملبوس ہو گی۔" شوبی نے بتایا۔

"لاحول ولا قوۃ۔" وہ جھینپ گئی۔ "میرا لباس نہیں ہے، جو میں مانگے کا لباس پہنتی۔ بھئی اگر چڑیا گھر میں رہ رہا ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ چڑیا کی کھال پہن لے۔ اسی طرح میرا خیال ہے کہ مسلمان کہیں بھی رہے اسے مسلمان ہی رہنا چاہیے۔"

"تمہارے خیالات مجھ سے کس قدر ملتے ہیں!" شوبی اس کے برابر آ بیٹھا۔

"صرف تم سے ہی نہیں بلکہ ہم سب سے اس کے خیالات ملتے ہیں۔" افسر نے فوراً مداخلت کی۔ "خوامخواہ شفا کو امپریس کر کے رقیب روسیاہ سوری رقیب روسفید بننے کی کوشش مت کرو۔"

"کیا فضول کی ہانکتے ہو۔" وہ شرمندہ ہو گیا۔ "سب کو اپنی طرح مت سمجھا کرو۔" وہ ابھی مزید اسے لیکچر دیتا کہ تنویر نے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا۔

"اسد بھائی آ چکے ہیں۔ گلی کے نکڑ پر کھڑے آپ کو بلا رہے ہیں۔" اس نے سرگوشی میں بتایا۔

وہ اسد کے پاس پہنچا تو وہ دیکھتے ہی اس پر چڑھ دوڑا۔

"ایک گھنٹے سے باہر کھڑا خوار ہو رہا ہوں۔ تنویر باہر نہ نکلتا کسی کام سے تو میں یہیں کھڑے کھڑے فوت ہو جاتا۔ سب اندر مرے ہوئے تھے۔ کسی کو میرا خیال نہیں آیا۔" وہ خاصا بے زار لگ رہا تھا۔

"باہر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ گھر میں ٹک کر نہیں بیٹھ سکتے!"

"گھر جا کر دیواروں سے سر پھوڑتا یا فرنیچر سے باتیں کرتا! گھر والوں نے تو تمہارے گھر ڈیرہ ڈالا ہوا ہے۔" خاصا تپا ہوا جواب آیا۔

"واقعی اس کے ساتھ زیادتی ہو گئی تھی۔ سب اسے یکسر فراموش کر کے شفا کے ساتھ باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔

"شام کی چائے تک نہیں پی میں نے۔ بھوک سے مرا جا رہا ہوں۔"

"ایک دن چائے نہ پینے سے مر نہیں جاؤ گے۔" شوبی نے اسے گھورا۔

"مجھ جیسے چائے پینے والے چرسی کے بارے میں نہیں کہہ سکتے۔ میں واقعی اوپر فلائی کر جاؤں گا اگر چائے نہیں ملی۔"

"ٹھیک ہے کچھ کرتے ہیں کچھ۔" اسے اسد پر ترس آ گیا۔ "میں بتاتا ہوں ایک بڈھا بابا کہیں سے منگتا مانگتا آ نکلا ہے، اس کے لئے چائے پانی کا انتظام کرے۔ ویسے بھی بھوکے کو کھانا کھلانا عین کار ثواب ہے۔"

"کیا! میرے بارے میں ایسے گھٹیا اور سستے الفاظ!" وہ تلملا گیا۔

"ٹھیک ہے بچو۔ میرا کیا ہے ابھی دیتا ہوں شفا کے سامنے اپنی انٹری تم کرتے رہنا مذاق۔" وہ طیش میں بھرا ہوا شوبی کے گھر کی طرف چل دیا۔

"او بھائی میرے۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔" اس نے اسد کو بازو سے پکڑ کر روکا۔ "غصہ تھوک دو ادھر کونے میں۔"

"ایک مسئلہ اور بھی ہے۔" وہ رک گیا تھا۔ "میرا انکل اور آنٹی سے ملنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ میری طرف سے بدگمان ہو سکتے ہیں۔"

"تمہاری بات درست ہے۔" شوبی نے پرسوچ انداز میں کہا۔ "آج تم نے ان سے ملاقات نہ کی تو وہ سمجھیں گے کہ لڑکا بانس پر چڑھ گیا ہے۔" وہ تھوڑی دیر تک اس مسئلے پر سر کھپاتے رہے۔ آخر کار یہ طے پایا کہ ینگ جنریشن شفا کو اسد کے گھر لے جائے گی اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسد شوبی کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ساتھ اپنی ہونے والی ساس اور سسر سے ملاقات کر لے گا اور پھر کچن میں جاکر بچی کھچی اشیاء سے اپنی بھوک مٹائے گا۔

○

اسد شفا سے ملنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ آج چھوٹے ماموں کے یہاں سب کی دعوت تھی۔ اس نے مصروفیت کا بہانہ بنا کر معذرت کرلی تھی اور اب پروگرام کے مطابق ڈنر سے فارغ ہو کر شفا کو یہاں لایا جانا تھا تاکہ وہ اپنے ہونے والے شوہر نامدار کا دیدار کر سکے۔ وہ خاصی محنت سے تیار ہوا تھا۔ گہرے سرخ رنگ کی پینٹ گہرے نیلے رنگ کی شرٹ پر زرد بالی اور سر پر بالوں والی وہ ٹوپی پہن رکھی تھی جسے دیکھ کر لگتا تھا جیسے سر پر بکری کا بچہ اٹھا لیا گیا ہو۔ اس نے خاصی مغز ماری کے بعد اس نمونے کا لباس منتخب کیا تھا وہ بھی عمران سیریز سے مدد لے کر۔ الگ سے شاپنگ بھی کرنی پڑی تھی کیونکہ اس قسم کی خرافات دونوں گھروں میں سے کسی کے پاس نہیں تھیں۔ اس شرمندگی کا کوئی حساب ہی نہیں تھا جو اسے ان کپڑوں کی خریداری کرتے ہوئے اٹھانی پڑی تھی۔ بہرحال اب وہ تیار تھا۔

"اسد یہ تم ہو!" شبلی نے دیکھا تو ہنس ہنس کے دوہرا ہوتے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گیا۔

"کیسا لگ رہا ہوں میں؟" اس نے گنوار لہجے میں کہتے ہوئے بتیسی باہر نکالی۔

"ایک دم فرسٹ کلاس۔" اس نے داد دی۔ "شفا دیکھے گی تو پاگل ہو جائے گی۔" وہ اچھی طرح سے لطف لے رہا تھا۔

"اسد بھائی! بالکل سرکس کے جوکر لگ رہے ہیں۔" جبین اپنے پیارے بھائی کو اس حلیے میں دیکھ کر روہانسی ہو گئی۔ "ختم کریں یہ ناٹک ورنہ میں امی سے شکایت کر دوں گی۔" اسے یہ سب ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ اس کارٹون حلیے میں شفا کے سامنے اس کے بھائی کی کیا عزت رہ جائے گی۔

"خبردار جو تم نے رنگ میں بھنگ ڈالی۔" افسر عین وقت پر میدان میں کود پڑا۔ وہ ابھی ابھی آیا تھا۔

"آپ تو اپنی زبان بند رکھا کریں۔" اس نے تڑخ کر جواب دیا۔

"جبیو!" وہ سلطان راہی کے انداز میں چلایا۔ "تمہاری جرات کیسے ہوئی میرے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے کی!؟"

"جبین! تم یہاں سے جاؤ۔" اسد نے بروقت مداخلت کر کے افسر کو اس کے ہاتھوں ضائع ہونے سے بچالیا۔ وہ منہ بناتی اور افسر کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"اچھا اب میں شفا کو لے کر آتا ہوں۔" شبلی اسے لینے چلا گیا۔

"میں چھت پر رہوں گا تاکہ اگر ہمارے بڑے آتے نظر آئیں تو تمہیں مطلع کیا جاسکے۔ تمہیں انفارم کرنے کے لئے میں الو کی آواز نکالوں گا۔ تم فوراً اپنے کمرے میں چلے جانا۔ دیر نہ کرنا ورنہ رنگے ہاتھوں پکڑے جاؤ گے اور ہمارا سارا پروگرام دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ ڈانٹ الگ پڑے گی۔" افسر نے اسے بتایا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے یار تمہیں الو کی آواز نکالنے میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔"

"دیکھو ابھی مجھ سے بھڑنے کی کوشش مت کرو۔ ورنہ شفا کے ہاتھوں تمہیں شہید کروا دوں گا۔" اس نے سخت برا مان کر اسد کو دھمکی دی۔

"ارے تم تو میرے پیارے دوست اور کزن ہو۔" وہ اس کے گلے کا ہار بن گیا۔ تبھی شبلی چلا آیا۔

"میں شفا کو ڈرائنگ روم میں بٹھا آیا ہوں۔" وہ اور افسر چھت پر چلے گئے۔ اسد شفا کے پاس آیا تو وہ طائرانہ نظروں سے ہر چیز کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ اس کے کھنکھارنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی اور حیرت سے جیسے منجمد ہو گئی۔ ایسے اچھے بھلے ہوتے ہوئے کیسا عجیب بیہودہ نمونہ!

"کون ہیں آپ؟" حیرت زدہ سے انداز میں سوال کیا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"ہم اسد ہیں۔ فوراً" جواب آیا۔

"اسد!" مارے صدمے کے وہ گنگ رہ گئی۔ اس نمونے کے ساتھ زندگی گزارنے کا خیال ہی سوہان روح تھا۔

"معاف کیجئے گا پہلے آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ روزی کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں سر کے بل کوچہ جاناں میں حاضری دینے کے لئے پہنچ جاتا۔" احمقوں کی طرح دیدے پھیلائے وہ اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس کے انداز پر شفا کو کوفت ہونے لگی۔ ایک لمحے میں اس کے دل نے اسد کو نامنظور کر دیا۔

"میں چلتی ہوں۔" وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ اس فضول سے شخص کو وہ ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی، زندگی گزارنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

"او محترمہ! ایسے کیسے جا سکتی ہو!" وہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ "ابھی تو میں نے تمہاری من موہنی صورت کو ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں۔ ایمان سے تم بڑی ظالم ہو۔ ادھر ہمارا یہ حال ہے کہ تمہارے عشق میں نحیف و نزار ہوئے جاتے ہیں۔ کھانا پینا، سونا جاگنا، نہانا دھونا، اٹھنا بیٹھنا سب محبت میں بھلائے بیٹھے ہیں۔ دل، جگر، گردہ، پھیپھڑا اور تلی سب تمہیں دان کر چکے ہیں۔" وہ بغیر فل اسٹاپ اور قومے کے بول رہا تھا۔ شفا کا غصے کے مارے برا حال ہو گیا۔

"شٹ اپ اپنا فالتو کاٹھ کباڑ آپ اپنے پاس ہی رکھیں مجھے دان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"دیکھو" "شٹ اپ نہ کہو شفا!" وہ رونی صورت بنا کر بولا۔ "میں مر جاؤں گا تمہارے بغیر۔"

"آپ جیسے ہٹے کٹے الو کے پٹھے اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے۔" مارے غصے کے وہ ادب و آداب سب کچھ بھول چکی تھی۔

ہائے ان کو دیکھنے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے!

اس نے انتہائی احمقانہ انداز میں شعر پڑھا۔ شفا کو اس کے مکمل پاگل ہونے کا پکا یقین ہو گیا۔ بے چارے والدین نے شاید محبت میں اس چلتے پھرتے پاگل خانے کو گھر میں رکھ چھوڑا ہے۔ وہ نخوت سے سامنے کھڑے اسد کو دھکیل کر آگے بڑھ گئی۔

"جی بنے۔" وہ پیچھے دوڑا۔ "میں تمہاری محبت کے سمندر میں گردن تک غرق ہو چکا ہوں۔ تم میری چاہت کو آزما سکتی ہو میں تمہاری خاطر پہاڑ سے چھلانگ لگا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ پہاڑ صرف پانچ فٹ بلند ہو۔" وہ اس کی بکواس سنی ان سنی کر کے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر جاتے ہی اسد جو بڑی مشکل سے ہنسی کو دبائے ہوئے تھا فس فس کر کے دوہرا ہو گیا۔ بعد میں مزے لے لے کر اس نے اپنے اور شفا کے ڈائیلاگ سب کو سنائے۔

○

شفا مسلسل ہونٹ چباتے ہوئے کمرے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہل رہی تھی جب کہ سامعہ، جبین اور مینا بیڈ پر بیٹھی ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"اگر تم اسی طرح ٹہلتی رہیں تو یقین کرو تمہاری ٹانگیں گھس کر آدھی رہ جائیں گی۔" جبین نے اسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی۔

"آخر ہوا کیا ہے؟ کچھ ہمیں بھی پتا چلے۔" سامعہ نے زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جبین تمہارے بھائی ایسے کیسے ہو گئے؟ بچپن میں تو خاصا معقول، سلجھا ہوا بچہ تھے۔" وہ رو دینے کو تھی۔

"بھلا ایسے سے کیا مراد ہے تمہاری؟"

"ایک دم کارٹون۔" اس کی نظروں میں اسد کا سراپا گھوم گیا۔

"سچ سچ بتاؤ کچھ پڑھا لکھا بھی ہے موصوف نے یا تم لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہو؟" وہ شک زدہ سے انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی۔

"ہم نے کوئی غلط بیانی نہیں کی ہے شفا۔ وہ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور اچھے خیالات کے مالک بھی۔" جبین نے بھائی کی حمایت کی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ذہن کے اچھے خیالات میں سن چکی ہوں۔ مجھے تو لگتا ہے انہوں نے ساری عمر گھاس کھودی ہے یا تیل بیچا ہے۔"

"بس کیا جاؤ بس شفا! ہم لوگ خود ان کی حرکتوں سے نالاں ہیں۔" سامعہ نے مصنوعی رقت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں خود شرمندگی ہوتی ہے ان کی حماقتوں پر۔" ہیتا نے بھی رونی سی شکل بنائی۔

"لیکن یہ سب ہوا کیسے؟ تمہاری فیملی میں تو سبھی مہذب اور شائستہ ہیں۔"

"اصل میں یہ سب عمران سیریز کا کیا دھرا ہے۔ وہ علی عمران کے اتنے گرویدہ ہیں کہ بالکل اسی کے انداز میں ڈھل کر رہ گئے ہیں۔ اب ان کا معقولیت کے جانب میں آنا ناممکن ہے۔" جبین نے اس سانحہ عظیم کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔ "ہر وقت عمران سیریز پڑھتے ہیں اور خود کو علی عمران ثانی سمجھتے ہیں۔"

"ہونہہ۔" اس کی پیشانی پر شکن نمودار ہو گئی۔ "ایسی احمقانہ حرکتیں صرف کہانیوں میں ہی اچھی لگتی ہیں اگر حقیقت میں ایسے کردار جنم لینے لگیں تو انہیں پاگل خانے میں بھرتی کروا دیں گے۔ ویسے تمہارے بھائی کو بھی پاگل خانے داخل کرانے کی سخت ضرورت ہے۔"

اس کی بات پر جبین ناراض ہونے کے بجائے کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم ابھی خیر منا لو پاگل کے ساتھ تمہیں عمر بتانی ہے۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"ناممکن۔" اس نے دروازے کو ٹھوکر ماری۔ "میں کسی خبط الحواس شخص کے ساتھ گزارنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"چھوڑیں اس فضول سے موضوع کو۔ شوبی بھائی سے کہتے ہیں باہر چلیں۔" ہیتا نے اس کی توجہ دوسری جانب مبذول کرائی۔

شوبی باہر جانے کا مطلب اچھی طرح سمجھتا تھا۔ وہ تھکن کے ساتھ ساتھ اس کی جیب کی صفائی لازمی تھی لیکن شفا کا خیال کرتے ہوئے اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ اسد کے سوا سب گئے تھے۔ اس اوٹ پٹانگ حلیے میں اگر وہ باہر جاتا تو سب کی ناک کٹ جاتی لہٰذا مجبوری میں وہ گھر پر ہی رہا۔

"یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ جب تک یہ مذاق جاری رہے گا وہ ہمارے کسی بھی کام میں حصہ نہیں لے سکے گا۔" طارق کو افسوس ہوا۔

وہ سب مل کر تفریح کرنے کے عادی تھے اس لئے کسی ایک کی کمی بھی بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔

○

شفا کو علی الصبح اٹھنے کی عادت تھی۔ آج بھی حسب معمول اس کی آنکھ سویرے ہی کھل گئی۔ اتوار کا دن تھا۔ اس لئے سب سوئے ہوئے تھے۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا کا مزا لینے کے لئے وہ لان میں آ گئی۔ موسم بہت خوشگوار ہو رہا تھا۔ وہ لمبی لمبی سانسیں بھر کر تازہ ہوا اپنے اندر اتارنے لگی۔ نم آلود گھاس پر ننگے پاؤں چلنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ یونہی آنکھیں موند کر اس نے آسمان کی طرف رخ کیا تھا کہ کسی سے بری طرح ٹکرا گئی۔ گھبرا کر آنکھیں کھولیں۔ سامنے ہی اسد مخصوص لباس میں احمقوں جیسی شکل لئے کھڑا تھا۔ نارنجی پینٹ پر سرخ اور گرین دھاری دار شرٹ اور گلے میں لپٹا ہوا سرخ رومال۔ اس کی جان جل کر رہ گئی۔

"ہائے شفا!" اس نے پوری بتیسی کی نمائش کی اسے معلوم تھا کہ شفا سحر خیز ہے جبھی وہ سویرے سویرے تیار ہو کر آ پہنچا تھا۔

"صبح بخیر۔ اے بہاروں کی پری۔" دانت نکالنے کے بعد وہ مسلسل اس کی جان جلانے کا سامان کر رہا تھا۔ اس کا ... سے دانتوں کا پورا سیٹ نکل کر اس کی ... دیکھ ...

"ہو ... " وہ چیخ کر مڑی۔

"اف یہ ... آنکھیں ہو رہی ہیں گلابی"

... اور ... کی خرابی ...

SCANNED BY ...
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اسد پھٹے بانس جیسی آواز میں گنگنایا۔ وہ بھنا کر پلٹی۔

"ارے ارے میں نے تمہیں دیکھا صرف دیکھا' ملنچیہ کہنا۔ اس نے باقاعدہ شمی کپور کا اسٹائل دینے کی کوشش کی۔ شفا کو اور کچھ نہیں سوجھا تو لان میں رکھی کرسی اٹھا کر اس کے سر پر دے ماری۔ وہ کراہ کر رہ گیا نگاہوں کے سامنے پورے اٹھائیس طبق روشن ہوگئے تھے۔ شومئی قسمت کہ اس کے پٹنے کا وہ یادگار منظر طارق اور شوبی نے دیکھ لیا تھا۔

"ان لوگوں کو بھی ابھی بیدار ہونا تھا۔" وہ بڑبڑایا۔

"حد ہو گئی یار! ایک چھٹانک بھر کی چھوکری سے پٹ گیا۔" طارق نے اسے شرم دلائی۔

"مرد ہو کے ایک لڑکی سے مار کھا گیا' افسوس صد افسوس۔" شوبی نے اسے ملامتی نظروں سے دیکھا۔

"میں چاہتے ہوئے بھی جوابی کاروائی نہیں کر سکا۔" اس نے سر سہلاتے ہوئے کہا۔ "محبت آدمی کو بزدل بنا دیتی ہے۔"

"تمہاری محبت بزدل ہونے کے ساتھ ساتھ لولی اور لنگڑی بھی ہے۔ مجھے نظر آرہا ہے تمہارا کریک شدہ مستقبل۔" شوبی نے اس کے آنے والے دنوں کی خوفناک انداز میں تصویر کشی کی۔ "ذرا کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہوئی' وہ ہاتھ میں آئی چیز تمہارے اس چھوٹے سے ناریل پر کھینچ مارے گی۔" اس نے اسد کے سر کی طرف اشارہ کیا۔

"بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ شادی کے موقع پر اسے ایک جھاڑوں تحفے میں دے دوں کہ لو عزیزہ! غصے میں اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا تمہارا مرمت کرنے کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور صاحب بہادر بلکہ بزدل کا سر بھی پاش پاش ہونے سے بچ جائے گا۔" طارق نے اپنے طور پر بہت شاندار خیال پیش کیا تھا۔ اسد نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اس خیال میں نہ رہنا۔ وہ محترمہ کمان کی طرح ٹیڑھی ہیں تو میں جلیبی کی طرح سیدھا ہوں۔ خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔"

"اچھا اب اس بحث کو چھوڑو۔ یہاں سے نکلنے کی کرو۔ امی نے تمہیں اس حلیے میں دیکھ لیا تو سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔" شوبی نے اسے باہر دھکیلتے ہوئے کہا۔ وہ باہر نکلتے ہی گھر کی طرف دوڑا کہ کہیں کسی پڑوسی کی نظر نہ پڑ جائے۔ اس لباس فاخرہ میں تو وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں تھا۔

○

شفا کو اسد سے ملنے کے بعد بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ حالانکہ یہاں سے بھیجے جانے والے خطوط میں اسد کی تعریفوں کی بھرمار ہوتی تھی۔ انہی خطوط کی روشنی میں اس نے اسد کے خیالی پیکر میں بڑے چاؤ سے رنگ بھرے تھے لیکن اس کی مثالی شخصیت کا بت ایک لمحے میں چکنا چور ہو گیا تھا۔

"کس قدر بدتمیز اور فضول بندہ ہے۔" اس نے بے زاری سے سوچا۔

"اس مسخرے کے ساتھ تو شاہراہ زندگی پر ایک قدم بھی نہیں رکھ پاؤں گی کہاں ساری زندگی کی بات ہے!" وہ ٹیرس پر بے قراری سے ٹہل رہی تھی۔

"حیرت ہے! امی اور ڈیڈی اس سے مل چکے ہیں پھر بھی انہوں نے کسی قسم کی مایوسی یا ناراضی ظاہر نہیں کی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس رشتے سے بالکل مطمئن ہیں اور ان کا اس نسبت کو توڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر ٹیرس پر جھک گئی۔

"کاش! وہ اس مضحکہ خیز حلیے میں سامنے نہ آیا ہوتا تو یہ سب کچھ کتنا خوشگوار لگتا!" وہ نیچے لان میں کھلے ہوئے خوبصورت پھولوں کو دیکھنے لگی۔ انہی پھولوں کی طرح حسین 'اچھوتا اور کومل اس کی محبت کا احساس تھا جو اب اس کے مسخرے پن اور حماقتوں کی دھوپ میں دھیرے دھیرے مرجھا رہا تھا۔ وہ حیران تھی اتنے سلجھے ہوئے لوگوں میں ایک نمونہ کہاں سے آن مرا تھا۔ "شوبی بھائی اور طارق شرارتی ہونے کے باوجود کس قدر باوقار شخصیت رکھتے ہیں اور افسر۔" اس کا ذہن تب ہی آپ افسر کی طرف چلا گیا۔ "مگر

SCANNED BY FAMOUSUROUNDS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

وقت شوخی اور شرارت میں بھرا رہتا ہے لیکن اس کی شرارتوں میں حماقت نہیں بلکہ ذہانت نظر آتی ہے۔ کتنی سوبر اور پرکشش شخصیت کا مالک ہے۔" وہ دل ہی دل میں اسد اور اس کا موازنہ کرنے لگی۔

"ہونہہ! اسد تو اس کے پیروں کی دھول بھی نہیں۔" نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ اس کے حلق میں کڑواہٹ گھل گئی۔ برا سا منہ بناتے ہوئے اس نے آسمان پر نظر ڈالی۔ ڈوبتے ہوئے سورج کی شہابی کرنوں سے شام سندوری ہو چلی تھی۔ وہ منظر کی سحر انگیزی میں گم ہونے لگی۔

"اگر وہ اسد کے ساتھ اس خوبصورت سے کو شیئر کرتی۔" اس کی سوچ پھر وہیں جا اٹکی۔ "تب شاید سارا حسن غارت ہو جاتا۔ موصوف کو یقیناً" یہ طلوع ہوتا ہوا سورج ابلے ہوئے انڈے یا فرائی انڈے کی مانند نظر آتا۔" وہ اپنی سوچ پر مسکرا دی۔ کیسی مٹی پلید کرتا وہ اس منظر کی۔ وہ منظر جو کسی حساس اور قدرت کی صناعی کو محسوس کرنے والے کی نظر میں قدرت کے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ پھر سے مسحور ہونے لگی۔ تبھی اسد کی آواز نے اسے چونکایا۔ وہ اس وقت اس چھوٹی سی باڑھ کے پاس تھا جو دونوں گھروں کے لان میں حد امتیاز کا کام کرتی تھی اور جسے پھلانگ پھلانگ کر وہ ایک دوسرے کے گھر چلے جاتے تھے۔ گیٹ سے جانے کا تکلف کرنے کا بھی کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

"تم اکیلی بے چین روح کی طرح کہاں منڈلاتی پھر رہی ہو۔ تمہاری خالہ زاد بہن کہاں ہیں؟" اس نے با آواز بلند پوچھا۔ وہ خاموشی سے سیڑھیاں اتر کر اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"اداس ہو؟" اسے معلوم تھا اس کی اداسی کا سبب سوائے عفاف کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی۔

"مجھے تو بس ہر وقت اچھا لگتا ہے۔" وہ بے نیاز ہوا۔ "تم سناؤ۔ آسمان میں کیا تلاش کر رہی تھیں؟ کوئی رہتا ہے آسمان میں کیا؟"

وہ مسکرا دی پھر سنجیدہ ہو کر پوچھنے لگی۔ "ایک بات تو بتائیے۔ اسد آپ لوگوں سے اتنا مختلف کیوں ہے؟"

"اتنا مختلف تو نہیں ہے۔" اس نے حیران ہونے کی اداکاری کی۔ "اس کی بھی ہماری طرح دو آنکھیں، ایک ناک اور دو کان ہیں۔"

"کاش ایک دم بھی ہوتی بندر کی طرح۔" شفا کی زیر لب بڑبڑاہٹ پر وہ بے ساختہ ہنسنے لگا۔ وہ اسے دیکھے گئی۔ "کتنی دلکش ہنسی ہے اس کی اور ایک وہ ہے جو ہمہ وقت لنگور کی طرح دانت نکوسے رہتا ہے۔" وہ پھر لاشعوری طور پر اس کا اسد سے موازنہ کرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں کچھ تھا جبھی وہ ایک دم سے خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ "آپ کی شخصیت بہت پاورفل ہے۔" شفا کی بات پر اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی پورے زور و شور سے بجنے لگی۔

"اچھا چلو کسی کو تو میری شخصیت اچھی لگی۔" اپنی بوکھلاہٹ چھپا کر وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔ "ورنہ جبین کو تو میں ایک دم بور، کنجوس اور واہیات نظر آتا ہوں۔"

"وہ بدذوق ہو گی۔ اب ہر کوئی میری طرح قدر دان نہیں ہوتا افسر صاحب۔" اس کی نظروں کے سامنے خطرے کا پورا گھنٹہ گھر لہرا گیا تھا۔ یہ کیا چکر چلنے والا ہے۔ اس کی تمام حسیات بے دار ہو گئی تھیں۔ کہیں یہ چھوٹا سا مذاق کسی بڑی ٹریجڈی میں نہ بدل جائے۔ شفا اسے سوچ میں ڈوبا چھوڑ کر اندر چلی گئی تھی۔

"اسے جلد ہی معلوم ہو جانا چاہئے کہ میرے جملہ حقوق جبین کے نام محفوظ ہو چکے ہیں اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچے میں بے لگام ہوں۔" وہ فیصلہ کر کے جبین کا خیال آتے ہی اسے شام کی چائے یاد آئی وہ خراماں خراماں اسد کے گھر کی طرف چل دیا۔ جبین اسے دیکھتے ہی شروع ہو گئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

وقت گھر سے نکل کھڑے ہوئے شیطان کی طرح۔"

"تمہاری چائے کی خوشبو کھینچ لائی ہے مجھے اور میں کچے دھاگے سے بندھا چلا آیا۔"

"بار بار چائے نہیں بناؤں گی میں۔" اس نے صاف انکار کیا۔ "تھوڑی دیر میں بھائی آجائیں گے تو دونوں کو بنا کر دے دوں گی۔ اس وقت تک صبر سے انتظار کریے۔" "افسر" کے ہونے پر اس نے بے کا اضافہ کیا۔ (با دل نخواستہ)

"اگر دو مرتبہ کچن میں چلی جاؤ گی تو گھس نہیں جاؤ گی۔" وہ چڑ کر بولا۔

"دیکھ رہی ہیں آپ پھوپی جان! آپ کے بھتیجے کی کیا عزت افزائی ہو رہی ہے۔" وہ امی کے پاس پہنچ گیا۔ جبین بڑبڑاتی ہوئی کچن میں چلی آئی۔ امی کی عدالت میں پہنچنے کے بعد اب اس کی فرمائش کو رد کرنا ممکن نہ تھا۔ عافیت اسی میں تھی کہ بنا کے چائے کی پیالی اس کی ناک پر مار دی جائے۔

"ذرا اپنا موڈ خوشگوار کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ مزاج کی ساری کڑواہٹ چائے میں گھل جائے۔" دروازے کے فریم میں کھڑا وہ مشورہ دے رہا تھا۔

"اگر ایسی بات ہے تو جا کر اس سے چائے کی فرمائش کریں جس کے پاس خلوص کی ڈھیر ساری شیرینی موجود ہو۔ میرے پاس نہیں ہے۔"

"بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے۔" وہ اطمینان سے کرسی کھینچ کر ڈائننگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گیا۔ "شاید تمہارے ہی بارے میں اپنے پروفیسر جمیل علوی نے فرمایا ہے۔

ان کی آنکھیں شعاعیں لیزر کی
ان کے چہرے میں تابکاری ہے
کوئی کیسے قریب جائے گا!
کون ہے جس کو جان بھاری ہے

وہ اس کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھ کر مزید بولا۔

"لیکن لوگ سن لیں کہ میں ہوں وہ جی دار جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر سر سے کفن باندھ کے موت کی فرشتی کے قریب جانے کے لیے تیار ہے۔" وہ بے ساختہ مسکراہٹ کو چھپانے کے لیے رخ موڑ گئی۔

"ہائے بڑی ناقدری اور ناشکری ہو تم۔ تمہیں احساس ہی نہیں ہے کہ دنیا کا حسین ترین آدمی تم پر مرتا ہے۔"

"یہ کس نے کہا کہ آپ حسین ترین آدمی ہیں۔" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے خود کہا ہے۔" اس نے مسکرا کر انکشاف کیا۔

"کہنے سے پہلے آئینہ دیکھ لیتے تو اپنی اوقات معلوم ہو جاتی۔" اس نے چوٹ کی۔ جواباً وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"میرا آئینہ تو تم ہو۔ تیرے چہرے سے ہٹے آنکھ تو دنیا دیکھوں۔" وہ کچھ زیادہ ہی رومنٹک ہو رہا تھا۔ جبین کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے۔ لڑکوں کو پٹڑی سے اترنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔

"چائے نوش فرمالی آپ نے اب جائیے یہاں سے۔ مجھے ہزاروں کام کرنے ہیں۔"

"تم اپنا کام کرو۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔" وہ اس کے سامنے جم کر کھڑا ہو گیا۔ آنکھوں میں شرارت ہلکورے لے رہی تھی۔ جبین کے لیے مزید وہاں ٹھہرنا دشوار ہو گیا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو! امی آگئیں تو کیا سوچیں گی!" اس کی نظروں کی تپش سے گھبرا کر وہ بولی۔

"اسد بھائی آ گئے تو جوتوں سے ٹھنڈ بجھاویں گے۔"

"ٹھنڈ بجھانے کے لیے پہلے ٹھنڈ کرنا ہو گا اور یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ اپنے ہونے والے بہنوئی کو گنجا کرنا ہرگز پسند نہیں کریں گے۔" بھرپور اطمینان تھا۔

"ذرا مجھے امتحان سے فارغ ہو لینے دو۔ پھر تمہیں اپنے گھر منگواؤں گا۔ بہت رہ لیں تم یہاں۔"

"ہونہہ۔ منہ دھو رکھیں اپنا۔ اتنا آسان نہیں ہو گا مجھے منگوانا اور ... کیا مطلب! میں کوئی راشن یا سودا سلف ٹائپ کی چیز ہوں جو مجھے منگوایا جائے گا۔" اس نے تیوری پر بل ڈال کر کہا۔ "اطلاعاً" عرض ہے کہ ہم مانگنے والوں کو کچھ نہیں دیتے۔ اکثر دھوکے باز اور پ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

فراڈی، جو ہوتے ہیں۔"

"تو پھر میری طرف سے بھی اطلاعاً" عرض ہے کہ ہم پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں اگر اسد کو اپنا سالانہ بلایا تو میرا نام بھی افسر نہیں چپراسی رکھ دینا۔"

"میرا خیال ہے آپ ابھی سے اپنا نام بدل لیں۔ یہ دوسرا نام زیادہ سوٹ کرے گا آپ پر۔" اس کے تھوڑنے پر وہ ہنس پڑی۔

"اب بھی وقت ہے۔ اقرار کرلو میری چاہت کا۔" اس پر بدستور عشق کا بھوت سوار تھا۔

"کیوں؟ کیا اس کے بعد آپ "کدو" بن جائیں گے؟" وہ صاف اپنا پہلو بچا گئی۔

"سوچ لو ایسا نہ ہو تم اتراتی رہ جاؤ اور کوئی مجھے لے اڑے۔" اس نے اپنی اہمیت جتائی۔

"پروا نہیں۔" وہ اطمینان سے کہتی ہوئی فریج میں منہ ڈال کر کھڑی ہو گئی۔ افسر اس کی پشت پر بل کھاتی ہوئی چوٹی کو دیکھتا رہ گیا۔ "کہیں یہ لاپرواہی اغماض اور بے نیازی نقلی تو نہیں؟" یہ سوچ پہلے بھی کئی بار اس کے ذہن پر دستک دے چکی تھی۔ اس کی پیار بھری باتوں کا جبین پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتی تھی۔ "شاید میں اس پر زبردستی مسلط ہونے کی کوشش کررہا ہوں۔" وہ الجھا ہوا گھر واپس آیا تو سامعہ سرخ چھولے کے ساتھ اس کی منتظر تھی۔

"کب سے انتظار کررہی ہوں لیکن مولوی صاحب ہیں کہ موقع ملتے ہی مسجد کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔"

"کیا کروں! مجبور ہوں اف اللہ! کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔" اس نے نور جہاں سے زیادہ رومانٹک آواز بنانے کی کوشش کی۔

"بس بس میڈم نے سن لیا تو ہارٹ فیل ہو جائے گا ان کا۔" سامعہ نے عین وقت پر اسے روکا ورنہ شاید ان تک آواز پہنچ جاتی۔

"چلو سب مل کر ڈنر کریں گے۔ ہو سکتا ہے تم نے میرے حصے میں ڈنڈی ماری ہو۔" وہ سالن کا ڈونگا لے کر چکھنے کے لیے تیار ہو گیا۔

"بلال کہاں ہے؟"

"وہ پہلے ہی وہاں موجود ہے۔"

"حد ہو گئی۔ امی ٹھیک کہتی ہیں کہ گھر میں کوئی نہیں ٹکتا لیکن ہم بھی کیا کریں ساری رونق تو ادھر لگی رہتی ہے۔ تمہارے گھر یا پھر اسد کے گھر۔" افسر نے گھر سے غائب رہنے کی وجہ بتائی۔

"تو لے آؤ نا ادھر تھوڑی سی رونق ادھر سے چرا کر۔" سامعہ نے معنی خیز مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

"اس موضوع پر مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔" افسر نے اسے رازدار بنانے کا فیصلہ کیا۔ وہ آسانی سے معلوم کر سکتی تھی کہ جبین کے دل میں کیا ہے۔

"کون سی بات؟" وہ چلتے چلتے رک گئی۔

"اس وقت نہیں۔ ابھی سب کھانے پر انتظار کررہے ہوں گے۔"

وہ سامعہ کو تجسس میں ڈال گیا تھا۔ جلدی جلدی کام نمٹا کر وہ فارغ ہوئی تو افسر جا چکا تھا۔ وہ چپکے سے امی کو بتا کر باہر نکل آئی۔ ورنہ کوئی نہ کوئی پیچھے لگ جاتا۔ اس گھر میں پرائیویسی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ سب ہمہ وقت ایک دوسرے کے سر پر سوار رہتے تھے۔ افسر سے وہ ضروری بات معلوم کرنا ضروری تھا ورنہ اسے ساری رات نیند نہ آتی۔ افسر کی الجھن سن کر وہ ہونق ہو گئی۔

"اتنی فضول سی بات کے لیے تم نے مجھے پریشان کیا۔"

"یہ فضول سی بات میرے ذہن سے چپک گئی ہے۔ تم ذرا اس کا عندیہ معلوم کرنے کی کوشش کرو۔"

"ویسے تمہارے ساتھ ہونا تو یہی چاہیے لیکن میرا خیال ہے کہ تمہاری سوچ غلط ہے۔ جبین سے ایسی عقلمندی کی توقع نہیں ہے۔" وہ شرارت سے مسکرائی۔ افسر نے اس کی شرانگیزی کو مسکرا کر برداشت کیا (کیونکہ اس سے کام جو لینا تھا) کوئی اور وقت ہوتا تو منہ توڑ جواب پھر سے دیتا۔ اگلے دن

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دن وہ حسب وعدہ جبین کے پاس جا پہنچی۔
"کچھ معلوم بھی ہے تمہیں! افسر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے کہ خدانخواستہ تم اسے ناپسند کرتی ہو۔" وہ جاتے ہی شروع ہو گئی تھی۔ "یہ محض غلط فہمی ہی ہے نا؟"
"یہ سوال تم کر رہی ہو!" جبین جھنجلا گئی۔
"تو پھر جانتے بوجھتے اسے تنگ کیوں کر رہی ہو؟" سامعہ نے زچ ہو کر کہا۔
"کیوں نہیں کہتیں کہ تم بھی وہی چاہتی ہو جو وہ چاہتا ہے۔"
"ہر بات کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ بعض جذبے ان کہے اچھے لگتے ہیں۔"
"اس کے اطمینان خاطر ایک بار اسے بتا دو جو تمہارے دل میں ہے۔" سامعہ وکالت کا حق خوب ادا کر رہی تھی۔
"کیا دل کی باتیں آنکھوں سے چہرے سے عیاں نہیں ہوتیں۔ لفظوں میں بیان کرنا لازمی ہے؟" اس کا نقطہ نظر اتنی آسانی سے نہیں بدل سکتا تھا۔
"ہونہہ بڑا دعویٰ ہے موصوف کو ذہانت کا۔ میں تو کبھی اقرار نہیں کروں گی۔ پہلے ہی اکثر وہ بیشتر پٹڑی سے اتر جاتا ہے۔ میں نے کچھ کہہ دیا تو مزید پھیل جائے گا۔ میرا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"
اس کا لہجہ اٹل تھا۔
افسر نے سنا تو اطمینان و خوشی کی ایک لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔
"ٹھیک ہے جبو! میں نے بھی تمہاری زبان سے نا اگلوایا تو میرا نام بدل دینا۔"

○

اس وقت چاروں لڑکیاں پکنک کا پروگرام بنا رہی تھیں۔ فنگر چپس کی پلیٹ سامنے رکھی تھی۔ شفا کو کراچی کے آدھے تکمیل دید مقامات کی سیر کروائی جا چکی تھی، جو باقی رہ گئے تھے ان پر غور و خوض ہو رہا تھا۔

"میں چاہ رہی ہوں کہ رمضان سے پہلے ہم سیر و تفریح کا پروگرام مکمل کر لیں۔ تاکہ پھر سکون سے عبادت کی جا سکے۔" سامعہ کشن لے کر قالین پر دراز ہوتے ہوئے بولی۔
"ہاں یہی تو وہ مہینہ ہے جس میں ہم تھوڑے سے شریف اور عبادت گزار ہو جاتے ہیں۔ ورنہ سال کے گیارہ ماہ من مانیوں اور نافرمانیوں میں ضائع ہو جاتے ہیں۔" جبین نے افسوس سے کہا۔
"پہلی مرتبہ میں رمضان اور عید جیسے مقدس دن اپنے وطن میں مناؤں گی۔" شفا پر جوش ہو گئی۔
"یہاں اپنی عبادات اور تہوار کا مزا ہی کچھ اور ہو گا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ میں یہ سب اپنے وطن میں اپنوں کے ساتھ شیئر کروں۔ وہاں بھی ہم روزے رکھتے تھے عید مناتے تھے اور قربانی کرتے تھے لیکن یہاں جیسی چار ... اور ہلچل وہاں کہاں۔ ممی اور ڈیڈی سے یہاں کے قصے سنا کرتی تھی اور میرا شوق سوا ہو جاتا تھا۔"
"چلو اب تم یہاں کی رونق کو خوب انجوائے کرنا۔ فی الحال پکنک کا پروگرام فائنل کرتے ہیں۔" سامعہ نے اصل موضوع کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے اس بار ضد کر کے بڑوں کو بھی شامل کر لیا جائے، ہمیشہ وہ ٹال جاتے ہیں۔" مینا نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔
"پھر کلری چلتے ہیں۔ اکیلے جانے کی اجازت تو ملے گی نہیں، بڑوں کو لازمی جانا پڑے گا۔" جبین کی تجویز شاندار تھی۔
"یہ کلری کیا بلا ہے؟" شفا کو یہاں کی مشہور جگہوں کے بارے میں معلومات نہیں تھی۔
"بہت خوبصورت جھیل ہے اور کراچی سے باہر ہے۔" سامعہ نے اسے بتایا۔ وہ وہاں پہلے بھی کئی بار جا چکے تھے۔ سبھی کو وہ جگہ بہت پسند آئی تھی۔ چاندنی رات میں جھیل کا حسن دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ چاند کی روشنی میں جھیل کا پانی یوں دکھائی دیتا تھا جیسے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

یہاں سے وہاں تک چاندی بچھادی گئی ہو۔

"وہ حقیقتاً ایسی جگہ ہے جہاں سے واپس آنے کو دل نہیں کرتا۔" جبین ابھی سے خیالوں میں وہاں پہنچ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے لڑکوں کو بتا دیا جائے گا پھر باقی انتظامات ان کے ذمے۔ ہم اپنے نازک کندھوں پر بوجھ کیوں لادیں!" سامعہ ہنسی۔ "جب گھر میں اتنے سارے گدھے موجود ہیں۔"

"یہ کس نے ہمیں گدھا کہہ کے اپنی شامت کو آواز دی ہے؟" افسر ایک دھماکے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا پھر جبین کو دیکھ کر چونکا۔

"ارے جبو! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ میں تو تمہاری تلاش میں گریبان چاک کرکے جنگل میں نکلنے ہی والا تھا۔" جبین کو افسر کی اس خود ساختہ عرفیت جبو سے جتنی چڑ تھی وہ اتنا ہی اسے تنگ کرنے کے لیے اسی نام سے پکارا کرتا تھا۔

"خبردار! افسر اگر مجھے جبو کہا تو اچھا نہیں ہوگا۔" وہ آستین چڑھا کر بولی۔

"میں تو یہی کہوں گا کہ کر لو جو کرنا ہے۔" وہ ڈھٹائی سے گویا ہوا۔

"افسر بھائی پلیز!" جبین روہانسی ہوگئی۔ اسے منتوں سے تو قابو کیا جا سکتا تھا لیکن دھونس جما کر اپنی بات منوانا لوہے کے چنے چبانے سے زیادہ مشکل تھا۔

"ہائے بھائی!" وہ تڑپ گیا۔ "خبردار جو مجھے بھائی کہا۔ بھائی کہنے کا اتنا شوق ہے تو گھر سے بھائی لے کر آتیں۔"

"بھائی کہنے پر برا کیوں مان رہے ہیں؟ جبین تو عمر میں بھی چھوٹی ہوگی آپ سے۔" مینا کو اس کے غصے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔

"شفا باجی! آپ کو ابھی معلوم نہیں۔" بلال بھی وہیں آگیا تھا۔

"کیا نہیں معلوم؟" وہ مزید حیران ہوئی۔

"یہ ہونے والی سیکریٹری ہیں۔" اس نے جبین کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا مطلب؟" شفا اس کی بات سمجھنے سے قاصر رہی۔

"سیکریٹری یعنی افسر کی وائف۔" بلال نے گویا اس کی جہالت پر افسوس کرتے ہوئے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ (جبین کے آنکھیں دکھانے کے باوجود)

"واقعی!" وہ اچھل پڑی۔ افسر کی شریر نظریں جبین پر جمی ہوئی تھیں جس کا چہرہ مارے حیا کے سرخ ہو رہا تھا۔

"تم لوگوں نے مجھے بتایا نہیں۔" وہ شکایتی لہجے میں بولی۔ اب اسے اپنی فضول سوچ پر شرمندگی ہو رہی تھی۔ دونوں ساتھ ساتھ کتنے اچھے لگ رہے ہیں۔ اسے واقعی اس انکشاف سے خوشی ہوئی تھی جب کہ افسر نے بات کھل جانے پر شکر ادا کیا تھا۔ اب وہ نظر پروف ہو گیا تھا اور کوئی اس پر بری نظر ڈالنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔

"اصل میں پہلے ذکر ہی نہیں آیا اور پھر مجھے تو یاد بھی نہیں تھا۔" سامعہ نے فوراً وضاحت کی۔

"بھئی میں نے تو آج یہ خوش خبری سنی ہے لہٰذا مجھے ٹریٹ چاہیے۔"

اس کی فرمائش پر افسر نے جیب سے ایک روپے کا سکہ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھا۔ "لو ٹافیاں کھا لینا۔"

"اتنی بڑی خبر پر اتنا چھوٹا سا سکہ۔" شفا نے مایوسی سے سکے پر نظر ڈالی۔

"تو سے سے کام چل جائے گا؟ کافی بڑا ہوتا ہے۔" وہ جل کر بولا۔

"بات کو مذاق میں نہ ٹالو ورنہ میں دیر سے بتانے کا جرمانہ بھی شامل کر دوں گی۔" اس نے دھمکی دی۔ وہ فوراً "راہ راست" پر آگیا۔

"ٹھیک ہے بلی بابا کی موٹی بلی ہی ہوگی نا!" وہ سر کھجانے لگا۔ "جہاں تم کہو وہیں چلیں گے شام کو۔"

"ہم سب جائیں گے۔" مینا نے نعرہ لگایا۔

"کہیں اب ... کہاں جائیں گے! انگریٹ رہا ہے کوئی!" ... غصہ کیا۔

"یہ اصول ہے ہمارا کہیں بھی جانا ہو پوری بارات

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

جائے گی۔" سامعہ نے اسے یاد دلایا۔

"اور یہ بھی اصول ہے کہ کسی اصول کو توڑا نہیں جائے گا۔" جبین نے کڑک دار لہجے میں کہا۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش ہو گیا۔ آثار بتا رہے تھے کہ آج اس کا پورا جیب خرچ واقعی خرچ ہو جانا تھا۔

O

اسد نے کلری جانے کا پروگرام سنا تو مچل گیا۔

"بس میں کچھ نہیں جانتا مجھے بھی کسی طرح لے چلو ظالمو نا ہنجارو!"

"اب چھ فٹ کے بندے کو تو چھپا کر نہیں لے جایا جا سکتا۔ البتہ اگر تم کوئی چھوٹا موٹا سامان ہوتے تو بیگ میں رکھ کر لے جاتے۔" شوبی نے مایوسی سے اس پر نظر ڈالی۔ اسے توڑ مروڑ کر بیگ میں چھپانے کا کوئی چانس نہیں تھا۔

"دو ہی طریقے ہیں تمہیں لے جانے کے یا تو تمہیں مکھی بنا کر لے جائیں یا پھر تم سلیمانی ٹوپی اوڑھ کر غائب ہو جاؤ۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔" افر نے کہا۔

"پھر یہ پروگرام ختم کر دو۔" اسد کسی طرح بھی تیار نہیں تھا کہ اس کے بغیر یہ پکنک منائی جائے۔ "مجھے مذاق کی آڑ میں دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا گیا ہے۔ خوب تفریح ہو رہی ہے میرے بغیر ہائے کتنے دن ہو گئے! میں سب کے ساتھ کہیں باہر نہیں گیا۔ اکیلے سڑکوں پر گھومتے گھومتے تھک گیا ہوں اب تو سڑکیں بھی مجھ سے سوال کرتی ہیں کہ برخوردار! اکیلے آوارہ کتے کی طرح کہاں بھٹک رہے ہو؟ تمہارے وہ خبط الحواس سنگی ساتھی کہاں رہ گئے؟" فریاد کرتے ہوئے اس نے سنگی میں گ کے بجائے ک کا استعمال کیا۔ "میں پہلے بتا رہا ہوں عید تک یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہئے۔ میں اکیلے عید نہیں مناؤں گا۔"

اور پھر اسد کی وجہ سے پروگرام عید تک موخر کر دیا گیا۔

O

جبین کچھ دنوں سے نوٹ کر رہی تھی کہ افر اپنی کسی کلاس فیلو کا بڑے جوش و خروش سے تذکرہ کرنے لگا ہے۔ لڑکے کرید کرید کر اس کے بارے میں سوال کرتے تھے اور جواب سن کر آہیں بھرتے تھے کہ ایسی قتالہ عالم' ظالم حسینہ ہمیں کیوں نہ ملی۔ ایک دن تو حد ہو گئی جب وہ اس چڑیل (جبین کے خیال میں وہ اسی لقب کے لائق تھی) کی تصویر لے آیا۔ شوبی کو تصویر دیکھتے ہی دل کا دورہ پڑ گیا جو ایک منٹ بعد ہی سامعہ کی سینڈل کی چوٹ سے ٹھیک ہو گیا۔ طارق اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا تھا۔ سب کو وہ 'بھتنی' بھل پھری پسند آئی تھی۔ (یہ القابات جبین نے اسے دل ہی دل میں دیئے تھے) بعد میں اسد بھی اس کی تصویر دیکھ کر سو جان سے فدا ہو گیا۔ جبین نے مکمل بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوٹو پر ایک نظر ڈالنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ حالانکہ اس کے دل کی دنیا ڈانواں ڈول ہو رہی تھی۔ افر کا رویہ بھی تو بدل گیا تھا۔ روز بروز وہ بے رخی برتنے لگا تھا۔ رقیب رو سیاہ کی تصویر (اس کا نام شیریں تھا) ہمہ وقت اس کے دل کے قریب (جیب میں) رکھی رہتی تھی جسے وہ وقتاً "فوقتاً" نکال کر آنکھوں کی روشنی بڑھاتا رہتا تھا۔ جبین کو وہ ایسے نظر انداز کرتا تھا جیسے ان کے درمیان کوئی تعلق رہا ہی نہ ہو۔ کسی کو احساس نہ تھا کہ شیریں کم' تلخ زیادہ اسکی جگہ پر قابض ہو رہی ہے بلکہ سب کا اصرار تھا کہ ان کی بہ نفس نفیس ملاقات کرائی جائے۔ ان میں اسد بھی شامل تھا۔ اس کا اپنا بھائی وہ دوسروں سے کیا شکوہ کرتی۔

"تم نے میرے ساتھ سچ مچ وہی سلوک کیا ہے جو کوئی بھی افسر اپنی سیکریٹری کے ساتھ کرتا ہے۔ ایک سے دل اکتا گیا تو دوسری رکھ لی۔" وہ آنسوؤں کو پینے کی کوشش کیے جاتی اکثر اس کا جی چاہتا وہ افر سے خوب لڑے اور پوچھے کہ اگر شیریں کی کوئی خاص حیثیت ہے تو پھر جبین کا مقام کیا تھا اس کی نظروں میں' لیکن وہ خاموشی سے اس صدمے کو جھیل گئی تھی۔ جو موضوع تکلیف دے اسے نہ چھیڑنا بہتر ہے۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

وہ اپنا آپ اس پر عیاں کیوں کرے! اس نے اپنے اوپر بے نیازی کا خول چڑھا لیا تھا۔ پہلے کی طرح بڑھ چڑھ کر مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیتی کہ کوئی اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر اس کے کرب کو جان نہ لے۔ ہاں رات کو نیند کی وادیوں میں بھٹکتے ہوئے اس کا تکیہ ضرور بھیگ جاتا۔ اسی دوران رمضان کی مبارک ساعتیں روشنی کے متلاشی دلوں کو نور نور کرنے کے لیے آ پہنچیں اس کی مصروفیات میں اضافہ ہو گیا تھا۔ سحری کا اہتمام کرتے ہوئے وہ اسد کو جگانے کی کوشش میں ہلکان ہو جاتی۔ امی ابو تو ایک آواز میں بیدار ہو جاتے تھے اور تنویر کو وہ ایک عدد تھپڑ رسید کر کے ہوش کی دنیا میں لے آتی تھی لیکن اسد اسے زچ کر دیتا تھا۔ آخری حربے کے طور پر وہ چپل سمیت اس کے بستر پر چڑھ جاتی تب وہ بکتا جھکتا اٹھ کھڑا ہوتا۔

”مس چپل کے ساتھ تم جانے کہاں کہاں دندناتی پھرتی ہو۔ خبردار جو آئندہ ایسی گری ہوئی حرکت کی۔“ وہ دھمکی دیتا لیکن روز اسی طریقے سے اٹھتا تھا۔ اکثر حسب معمول ہر دوسرے دن بد مزہ ہو جاتا۔ وہ پیچ و تاب کھاتی۔ ”میرے ہاتھ کا اچار ٹھونسا جائے گا اور قصیدے پڑھیں جائیں گے اس کلموہی کے۔“ وہ حسب معمول گالیوں سے اس ان دیکھی لڑکی کو نوازتی۔ ”آپ کے اپنے گھر میں کیا سحری افطاری کا انتظام نہیں ہوتا؟“ ایک دن وہ پھٹ پڑی۔ وہ کیوں خوامخواہ اس کے ناز اٹھائے۔

”بات دراصل یہ ہے کہ مس کیٹی کے ہاتھ کی بنی ہوئی ذائقہ دار چیزوں میں بھی مجھے وہ مزہ نہیں ملتا جو تمہارے ہاتھ کے بد شکل، بد وضع اور بد مزہ کھانوں میں ملتا ہے۔“ اس کی وضاحت پر وہ مزید چراغ پا ہو گئی۔ بمشکل اس نے اپنے غصے کو کنٹرول کیا کہ روزے کی حالت میں غصہ کرنا کوئی اچھی بات نہیں تھی۔

○

”آپ کو کچھ خبر بھی ہے آج کل آپ کے صاحبزادے کے کیا اطوار ہیں۔“ اسد کی امی نے بڑی رازداری سے ابو کو مخاطب کیا جو ابھی ابھی اخبار لے کر بیٹھے تھے۔

”ہوں۔“ انہوں نے امی کا جملہ سنا نہیں تھا۔ ویسے بھی اخبار میں زیادہ دلچسپ خبر تھی۔ ایک سیاستدان نے دوسرے سیاستدان کو لوٹا کہہ دیا۔ دوسرے نے تیسرے کو گھوڑا اور تیسرے نے پہلے کو بھگوڑا قرار دے دیا۔ حالانکہ تینوں ہی بے پیندے کے لوٹے تھے اور عوام کو یہ بات معلوم تھی پھر بھی دردِ سر مول لینے کے لیے اخبار کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔ (آزمائش شرط ہے)

”اُفوہ! اس اخبار کی تو جان چھوڑیں۔“

انہوں نے بادل نخواستہ اخبار سے نظریں ہٹائیں۔ ”کیا فرما رہی تھیں آپ؟“

”آپ نے نوٹ نہیں کیا۔ جب سے شفا آئی ہے۔ اسد کی آفس کی مصروفیات کچھ زیادہ بڑھ گئی ہیں۔“

”کیا فضول بات کر رہی ہو۔ یہ محض ایک اتفاق ہے۔ اس کی کمپنی آج کل ایک نئے پروجیکٹ پر کام کر رہی ہے۔“ وہ زچ ہو کر بولے۔ ”اب اسد کی مصروفیت کا بھلا شفا کی آمد سے کیا تعلق ہے؟“

”مجھے لگتا ہے وہ اسد کو پسند نہیں آئی۔“ انہوں نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

”کیوں پسند نہیں آئے گی! اچھی بھلی لڑکی ہے، سلجھا ہوا مزاج ہے اور ویسے بھی میرے بیٹے کی یہ عادت نہیں ہے کہ خوامخواہ کسی کی ذات میں کیڑے نکالے۔“ انہوں نے اس خدشے کو یکسر مسترد کر دیا۔

”جب سے شفا آئی ہے وہ ایک بار بھی اسے لے کر باہر نہیں گیا بلکہ اس نے تو بھائی جان کے گھر جانا بھی چھوڑ دیا ہے۔“ وہ اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھیں۔

”ہفتے میں دو بار اپنے ساس سسر کی خدمت میں حاضری دینے جاتا تو ہے۔ بلاوجہ وہم ہو گیا ہے تمہیں۔“ انہوں نے دوبارہ اخبار پر نظریں جما لیں یہ گویا اشارہ تھا کہ بات ختم سمجھی جائے۔ ”ابی...

SCANNED BY PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

لوٹلاو پر اعتماد رکھو اور مطمئن ہو جاؤ۔"

"اچھا بھئی خوش رہیں آپ لوگ۔" انہوں نے سرد آہ بھرتے ہوئے ان کا ڈائیلاگ ادا کیا جو شاید وہ بھول گئے تھے۔ جبین اندر داخل ہوتے ہوئے ابو کا جملہ امی کے منہ سے سن کر ہنس پڑی تھی۔

چاند کی چودہ تاریخ تھی۔ وہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر چھت پر چلی آئی۔ آسمان پر جگمگاتا چودھویں کا چاند پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ چاندنی رات کی بھی کیا جلوہ گری ہوتی ہے! ہر احساس کی شدت کو بڑھا دیتی ہے۔ محبت کا احساس ہو یا نفرت کا، ہسٹریا ہو یا پاگل پن، خوشی ہو یا افسردگی، ہر جذبہ چاندنی راتوں میں سوا ہو جاتا ہے۔ یہ چاند بھی کتنی دور سے انسانی جذبات و احساسات پر اثر انداز ہوتا ہے، سمندر میں مدو جزر کا باعث بنتا ہے۔ لہریں سر اٹھا کر چاند کو دیکھتی ہیں پھر سر جھکا کر ساحل کو چوم لیتی ہیں۔ یہ سارے نظارے خالق کائنات کی قدرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ دست قدرت کا دائرہ کتنا وسیع ہے! انسان سوچنے بیٹھے تو عقل خیرہ ہو جائے۔ وہ منڈیر پر جھک کر گزری عید کے لمحات سوچنے لگی۔ سب ایک دوسرے کو ننھے تحائف دیتے تھے لیکن افسر کا گفٹ بطور خاص ہوتا تھا۔

"شاید اس بار عید ویسی نہ ہو میرے لیے۔" اس کی آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی جمع ہونے لگا۔ تبھی افسر دھم دھم کرتا ہوا اوپر چلا آیا۔ اسے دیکھتے ہی اس نے ایک عدد چیخ ماری اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"کیا بات ہو گئی؟" جبین نے بے زاری سے پوچھا ویسے بھی اب اس کی شکل دیکھنے کا دل نہیں چاہتا تھا۔

"یا اللہ! یہ تم ہو۔ میں سمجھا کوئی چڑیل راستہ بھٹک کر زمین پر لینڈ کر گئی ہے۔" پری کے بجائے چڑیل کا لفظ استعمال کرنے میں اسے خاصی جدوجہد کرنا پڑی۔ اس وقت وہ واقعی حور پری کی مانند دکھائی دے رہی تھی۔ چاند کی روشنی میں اس کی آنکھوں کا جھلملاتا پانی وہ دیکھ چکا تھا۔ اس کا دل شدت سے اس نیلگوں متلاطم سمندر میں ڈوبنے کے لیے مچلنے لگا۔ یقیناً" وہ اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ مسکراہٹ کو دباتے ہوئے اس نے سرگوشی میں پوچھا۔ "ناراض ہو؟"

"میں کیوں ناراض ہونے لگی!" تڑخ کر جواب دیا۔ اپنی خودی کو بلند رکھنا جبین کو خوب آتا تھا لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ زبان انکاری تھی لیکن خفگی بھری آنکھیں اور بگڑے تیور اس کی ناراضگی کا پتا دے رہے تھے۔

"پھر موڈ کیوں خراب ہے؟" وہ آج اس کی زبان سے سچ اگلوانے کا تہیہ کر کے آیا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"اچھا اگر موڈ خراب ہے تو یہ تصویر دیکھ لو شرطیہ موڈ فریش ہو جائے گا۔" اس نے جیب سے تصویر برآمد کر کے اس کی طرف بڑھائی۔

"مجھے چڑیلوں کی تصویر دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" وہ ایک قہر آلود نظر اس پر ڈال کر وہاں سے بھاگ آئی۔ آنسوؤں پر بند باندھنا دشوار ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے آنسو بہا کر وہ اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ نیچے آتے ہی اسد سے ٹکرا گئی۔ اس کے سرخ بھیگے ہوئے چہرے کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ "کیا ہوا جبین؟"

"کچھ نہیں۔" بمشکل جواب دے کر وہ غڑاپ سے اپنے کمرے میں گھس گئی۔ بھائی کو دیکھتے ہی اس کے کندھے پر سر رکھ کر رونے کی خواہش مچلنے لگی تھی لیکن وہ اسے اپنے آنسوؤں کا کیا جواز بتاتی!

"لگتا ہے اس افسر کی کلاس لینی ہی پڑے گی۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ اس کا کزن بھی تھا اور دوست بھی لیکن اپنی پیاری بہن کو رلانے کی اجازت وہ ہرگز نہیں دے سکتا تھا۔

"ثریا! چلو تمہیں عید کی شاپنگ کرا لاؤں۔" اسد وہیں سے پکار کر بولا۔ اس وقت اسے تنہا چھوڑنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ دیر تک روتی رہے گی۔

"پانچ منٹ میں تیار ہو جاؤ۔" وہ انتظار کرنے لگا۔

SCANNED BY FAMOUSUROHUMOR
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

تھوڑی دیر میں جبین تیار ہو کر آ گئی۔

"سامعہ وغیرہ کو لیتے ہوئے چلیں گے۔"

"میں شفا کے سامنے اس شریفانہ حلیے میں آ سکتا ہوں!" وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔ "او وہ میں تو بھول ہی گئی تھی۔" وہ ہنس پڑی۔ اسے ہنستے دیکھ کر اسد نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔

اگلے دن سامعہ نے بتایا۔ افسر نے پی سی میں شیریں کو مدعو کیا تھا۔

"ہم سب جائیں گے اس کی مہمان خصوصی سے ملاقات کرنے۔" وہ بہت پر جوش ہو رہی تھی۔ جبین کے اندر چھن سے کوئی چیز ٹوٹ گئی۔ اس کے دکھ میں کوئی بھی شریک نہیں تھا۔ رات کو مسجد سے آتے ہی افسر اسے لینے چلا آیا۔

"ارے تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔" اسے رف حلیے میں دیکھ کر وہ چیخا۔

"مجھے کہاں جانا ہے؟" ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری۔

"میں نے سب کو انوائیٹ کیا ہے تم سمیت۔"

"میرا موڈ نہیں ہے۔" جبین نے صاف انکار کیا۔

"یہ کہو کہ تم اس کا سامنا کرنے سے ڈرتی ہو۔ اس سے ملنے کی ہمت نہیں ہے تم میں۔" وہ تمسخرانہ بولا تھا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے میں ایک مرتبہ ہمت کر کے اس سے مل ہی لوں۔ تاکہ یہ روز روز کی تکرار ختم ہو۔" دل ہی دل میں وہ فیصلہ کر کے تیار ہونے کے لیے چل دی۔ افسر کے اس خیال کو کہ "وہ شیریں کا سامنا کرنے سے ڈرتی ہے" غلط جو ثابت کرنا تھا۔

"ذرا ٹھیک سے تیار ہونا۔ میں نے اس کے سامنے تمہاری بڑی تعریفیں کی ہیں۔" پیچھے سے اس کی تاکید بھری آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔" وہ سر جھٹک کر لباس منتخب کرنے لگی اور پھر تیار ہونے میں اس نے زیادہ دیر نہیں لگائی۔ گلابی کامدار سوٹ کے ساتھ ہم رنگ بالیاں پہن کر وہ باہر آئی تو افسر جیسے سحر زدہ سا ہو گیا۔ اس سادگی میں بھی وہ قیامت ڈھا رہی تھی۔

"چوڑیاں تو پہن لو ورنہ یوں لگے گا جیسے تم کوئی سوگ منا رہی ہو۔" جبین کا دل چاہا کوئی چیز کھینچ کر اس کے سر پر مارے لیکن اس خواہش کو دبا کر وہ ڈھیر ساری چوڑیاں پہن آئی۔ شوبی کے گھر سب جمع تھے۔ سارے راستے ہلا گلہ ہوتا رہا' وہ بھی حتی الامکان دھڑکنوں کی بے ترتیبی کو چھپاتے ہوئے ان میں شامل رہی۔ عید کی وجہ سے باہر کچھ زیادہ ہی رونق تھی۔

"پرل" کے پرسکون اور خوبصورت سے ماحول میں بیٹھ کر افسر نے پوچھا۔ "ٹھنڈا چلے گا یا گرم؟" سردی کے باوجود سب کا ووٹ کولڈ ڈرنکس کے حق میں تھا۔

"پہلے ٹھنڈا پی لیتے ہیں پھر گرم کا دور چلے گا۔" تنویر نے فوراً جواب دیا۔

"بچوں کو ایسی جگہوں پر لاتا ہی نہیں چاہیے فوراً ندیدے پن پر اتر آتے ہیں۔" وہ تلملا گیا۔

"میرے ابا جی کا ہوٹل نہیں ہے یہ۔"

"بحالت مجبوری لے ہی آئے ہو تو اب برداشت کرو۔" شوبی نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی! ہمیں بحالت مجبوری لایا جاتا ہے۔" تنویر کا منہ غبارے کی طرح پھول گیا۔ اسے بحالت مجبوری پر سخت اعتراض تھا۔

"ٹھیک ہے یار اس ندیدے' لالچی بچے کے لیے ایک کپ کافی بھی منگوا لو۔" افسر نے دانت پیس کر اجازت دی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے میرے لیے کچھ منگوانے کی۔" افسر کے القابات پر وہ مزید خفا ہو گیا۔

"زیادہ پھیلو نہیں بیٹا۔ یاد رکھو کہ ابھی گھر بھی جانا ہے۔" طاہر نے اسے یاد دلایا۔

"میں آئندہ کبھی بھی آپ لوگوں کے ساتھ نہیں آؤں گا۔" وہ روٹھا سا ہو گیا۔

SCANNED BY PAKSOCIETY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"چلو چلو زیادہ بڑے بول نہ بولو۔ اگلی دفعہ پھر آجاؤ گے ہمارے پیچھے لگ کے، تمہاری کوئی عزت تو ہے نہیں۔" شوبی نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا۔ تنویر چڑتا تھا اس لیے اسے چھیڑنے میں مزا آتا تھا ورنہ بلال ایسی باتوں کو دیوانے کی بڑ سمجھ کر نظرانداز کر جاتا تھا۔

"میں کوئی کتا ہوں جو پیچھے لگوں گا۔" وہ حسب توقع ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"اپنے منہ سے بتانے کی کیا ضرورت ہے! ہم سب جانتے ہیں۔" طارق نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا تو وہ مکمل طور پر ناراض ہو گیا۔ اب اسے منانا ناگزیر ہو گیا تھا۔

"چل میرا بچہ! میں تجھے باہر کی ہوا کھلاؤں۔ دماغ کی گرمی کچھ کم ہو گی۔" شوبی نے ہاتھ بڑھا کر اس کی بلائیں لیں۔ وہ نروٹھے پن سے اس کا ہاتھ جھٹکنے کی کوشش کرنے لگا لیکن شوبی اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"تم بیٹھو۔ ہم ابھی آتے ہیں۔ یوں۔" اس نے چٹکی بجا کر جلد آنے کا اشارہ کیا۔ باقی لوگ بھی اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ سامعہ اور شفا کو اٹھتے دیکھ کر جبین بھی اٹھنے لگی لیکن افسر نے ہاتھ تھام کر روک لیا۔

"تم کہاں جا رہی ہو مجھے اکیلا چھوڑ کر؟"

"ہاں تم یہیں ٹھہرو۔" شفا نے اس کے شانوں پر دباؤ ڈال کر کہا۔ "ان کے مہمان تو معلوم نہیں کب آئیں ہم ذرا تازہ ہوا پی کر آتے ہیں۔" وہ جز بز ہو گئی۔

"اس طرح سب کے چھوڑ جانے کا کیا مطلب ہے!" آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرایا۔ وہ دلچسپی سے اس کے الجھے ہوئے چہرے کو دیکھنے لگا جبین کو کوفت ہونے لگی۔

"کیا ٹائم دیا تھا آپ کی مہمان نے؟" اس کی بے باک نظروں سے بچنے کے لیے وہ پوچھنے لگی۔

"میری مہمان تو کب کی آچکی ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ہونق ہو گئی۔

"اسی ہال میں موجود ہے۔" اس نے اطمینان سے دھماکا کیا۔

"یہاں کیوں نہیں آرہی؟"

"شاید تم سے ڈرتی ہے۔"

"کیوں؟" بھلا جبین کیا بگاڑ سکتی تھی اس کا۔

"معلوم نہیں۔" افسر نے شانے اچکا کر لاعلمی ظاہر کی۔

"کہاں ہے وہ؟" وہ بے چینی سے ارد گرد بیٹھی لڑکیوں کو دیکھنے لگی کہ ان میں سے کون شیریں ہو سکتی ہے۔

"ایسا کرو۔ یہ تصویر دیکھ لو، پھر پہچاننے میں دشواری نہیں ہو گی۔" وہ تصویر کو اس کی ناک کے سامنے لہرا کر بولا۔ تصویر پر نظر پڑتے ہی اس کے دل کی دھڑکن رکنے لگی۔ اپنی ہی تصویر تھی جسے وہ ایک مہینے سے کلیجے سے لگائے پھر رہا تھا۔ حیرت کی زیادتی سے وہ منجمد ہو گئی تھی۔ لاعلمی میں وہ اپنے آپ کو ہی بھلس سڑی اور چڑیل جیسے القابات سے نواز رہی تھی۔ شکر ہے کسی کے سامنے نہیں کہا تھا ورنہ ساری عمر ریکارڈ لگتا رہتا۔

"میری شیریں، میری لیلیٰ، میری صاحباں، سوہنی اور ہیر وغیرہ وغیرہ صرف تم ہو جبین۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا جہاں حیرت اور خوشی کا احساس گلے ملتا ہوا صاف نظر آرہا تھا۔

"میرا مہمان خصوصی تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے بے وقوف۔" یہ سب کچھ جبین کی توقع کے بالکل خلاف تھا۔ اس کے لیے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ یقین اور بے یقینی کی اس کیفیت میں اس نے وہی کیا جو عام طور پر ایسی صورت میں لڑکیاں کیا کرتی ہیں۔ یعنی اس نے سر میز پر رکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ارے ارے۔" وہ اس کے رونے پر بوکھلا گیا۔ "چپ کر جاؤ لڑکی! لوگ کیا کہیں گے! یہ ہوٹل ہے، خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔"

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟" بمشکل سسکیوں کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

درمیان اس نے شکوہ کیا۔

"تمہارے دل کا حال جاننے کے لیے۔"

"بڑی خوشی ہو رہی تھی نا۔ مجھے جلا کر۔" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"سب شامل تھے اس ڈرامابازی میں۔" اس نے دوپٹے کے آنچل سے آنسوؤں کو صاف کیا۔ سب کے باہر جانے کی وجہ اب سمجھ میں آئی تھی۔

"اس ڈرامے کو کامیاب کرنے میں تمہارا ہی ہاتھ ہے۔ تم نے کیسے یقین کرلیا کہ میں کسی دوسری لڑکی میں دلچسپی لے سکتا ہوں۔ تمہیں میرا اعتبار کرنا چاہیے تھا۔ اتنا عرصہ ساتھ رہنے کے باوجود تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی۔" افسر نے ایک ملامت بھری نظر اس پر ڈالی۔

"مردوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔" اُدھر شرمندگی کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

"دوسرے مردوں کو ڈالو جہنم میں۔ میں اپنی بات کررہا ہوں۔" وہ جھلایا۔

"مجھ پر تو اعتبار ہونا چاہیے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں تمہارا سچا اور کھرا عاشق ہوں۔ تمہارے سوا کہیں نہیں جانے کا۔"

دھیمے لہجے میں اپنی بے لوث چاہت کا اظہار کرتا وہ اسے اپنی ہی ذات میں معتبر کر گیا۔ جبین کی آنکھیں پھر آنسوؤں سے لبریز ہونے لگیں۔

"ان آنسوؤں کو بہنے سے روک لو۔ کہیں ایسا نہ ہو میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں۔" وہ پھر پٹری سے اتر گیا۔

"زبان سنبھال کر بات کرو۔ مجھے فضول گوئی بالکل پسند نہیں ہے۔" وہ جھینپ گئی۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی تمہارا وقت ہے۔" اس نے لمبا سانس کھینچ کر سینے پر ہاتھ رکھا۔

"کبھی اپنا بھی وقت آئے گا۔ جب ہم بدولت مجازی خدا کے عظیم عہدے پر فائز ہوں گے اور تم ادنیٰ کنیز کی طرح ہمارے آگے پیچھے پھرا کروگی۔" وہ کھلی آنکھوں سے سپنا دیکھ رہا تھا۔

"پھر میں تمہاری خدمت میں عرض کروں گا۔ تم سے کہوں اک بات، پروں سے ہلکی۔ رات میری ہے، چھاؤں تمہارے ہی آنچل کی۔"

"کٹ۔" شوبی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ "یہ شیریں فرہاد کا ایکٹ یہاں نہیں چلے گا۔"

"آگئے۔ ولن سارے رومینٹک موڈ پر جھاڑو پھیرنے کے لیے۔" افسر کو اس وقت ان کی مداخلت سخت ناگوار گی۔

"اور تم چھپ کر ہماری باتیں سن رہے تھے! جب دو پیار بھرے دل بات چیت کررہے ہوں تو ان کی باتیں سننا اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے۔" وہ ڈپٹ کر بولا۔

"ہم نے تو کچھ نہیں سنا۔" طارق نے ڈھٹائی سے کہا۔

"تم خود اتنا اونچا بول رہے تھے کہ سب خود بخود سنائی دے رہا تھا۔"

"اب کچھ کھلاؤ گے بھی یا ہم بھوک سے فوت ہو جائیں!" سامعہ نے اس کی توجہ مینو کی طرف دلائی۔ شفا نے بھی محسوس کرلیا تھا کہ جبین خوامخواہ پزل ہو رہی ہے۔ لہٰذا منٹوں میں موضوع تبدیل ہو گیا۔

○

رمضان بس چند دنوں میں رخصت ہونے والا تھا۔ یہ مبارک ساعتیں بھلا کب ٹھہرتی ہیں۔ آخری عشرہ یہ اعلان کرتا ہوا جا رہا تھا۔

"تم جتنی رحمتیں سمیٹ سکتے ہو، سمیٹ لو۔ پھر یہ مقدس اور پرنور گھڑیاں نصیب ہوں کہ نہ ہوں۔" خوش نصیب تھے وہ لوگ جو صحیح معنوں میں اس بابرکت مہینے سے فیض یاب ہو پائے تھے۔ شفا کے لیے تو یہ پہلا موقع تھا۔ رمضان کی رونقیں اور عید کی تیاریاں اس کے لیے بہت انوکھی تھی۔ وہ روز رات کو شاپنگ کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے۔ اپنے دیس کی گلیوں میں آوارہ گردوں کی طرح پھرنا شفا کو

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

بہت اچھا لگ رہا تھا۔ کراچی کی رونقیں اور اجالے اسے کشش کرتے تھے۔ یہ ٹھیک تھا کہ یہاں برطانیہ کی طرح صفائی نہیں تھی۔ جگہ جگہ سبزے اور پھولوں کے بجائے کچرے کے ڈھیر لگے تھے لیکن یہاں کی فضاؤں میں ہواؤں میں چاہت کی بہت انمول سی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ سڑکوں پر جگمگاتی روشنیوں میں اپنائیت کا احساس تھا جو کہیں اور نہیں مل سکتا تھا۔ وہ جی بھر کر انجوائے کر رہی تھی اپنے کراچی کی رونقوں کو اپنے [illegible] پیار بھری لڑائیوں کو اور اپنوں کی چاہتوں کو۔ [illegible] ایسے ہی لمحوں میں اسد کا خیال اسے یوں اداس کر [illegible] جیسے کھلے ہوئے چاند کو بادل کا کوئی ٹکڑا اچانک ڈھانپ لے۔

عید بس ایک یا دو دن کے فاصلے پر تھی۔ اگلے روز چاند نکل آتا تو رمضان کو الوداع کہہ کے عید کو خوش آمدید کہنے کی تیاریاں شروع ہو جاتیں۔ انہوں نے جی بھر کر شاپنگ کی تھی۔ چوڑیوں اور مہندی کی خریداری چاند نکلنے سے مشروط تھی کہ چاند رات کو بازاروں میں باجماعت پھرنے کا اپنا ہی لطف تھا۔

شفا اس وقت چھت پر اکیلی تھی۔ ابھی ابھی سامعہ نیچے گئی تھی' بڑوں کو چائے بنا کر دینا تھا' مینا جبین کو بلانے گئی تھی تاکہ کورم پورا ہو جائے۔

"پتا نہیں سب نے اسد کو کسی فالتو پرزے کی طرح نظر انداز کیوں کر رکھا ہے!" اس کی سوچ کا دھارا اسد کی طرف جا نکلا۔ وہ کسی بھی موقعے پر ان کے ساتھ شریک نہیں ہوا تھا۔

"اس کا حلیہ بھی تو ایسا ہوتا ہے کہ ساتھ چلنے والا زمین میں گڑ جائے۔" تپ کر اس نے سوچا۔

"لیکن اس طرح اس کے حال پر چھوڑ دینا بھی تو صحیح نہیں ہے۔" وہ اس کے بارے میں ہمدردانہ غور کر رہی تھی۔

"سب اسے اپنے جیسا بنانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟! اس کی عقل کے گھوڑے کو گھاس چرنے سے منع کرنا ان سب کا فرض تھا جو اس کے اپنے تھے لیکن سب کا طرز عمل ایسا ہے جیسے کوئی [illegible]

خلاف معمول بات ہی نہیں۔ خالہ جانی کو دیکھو' بھانجے کی محبت میں ہلکان ہو رہی ہیں۔ یوں ذکر کرتی ہیں جیسے اس کی تمام حرکات و سکنات انتہائی پسندیدہ ہوں۔ ممی اور ڈیڈی تک کو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نظر نہیں آتی۔ آخر یہ کیا چکر ہے!" وہ چھت پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلنے لگی۔ اتفاق سے اسد اور افسر برابر والی چھت پر موجود تھے انہوں نے شفا کو دیکھ لیا تھا' ایک مزیدار سی ملاقات کا موقع مفت میں مل [illegible] فوراً" بلال کو اسد کا وہ یونیفارم لانے بھیجا گیا جو وہ دو دن [illegible] خرید کر لایا تھا۔ دونوں چھتیں چونکہ ملی ہوئی [illegible] لیے اسد لنگور کی طرح چھلانگ لگا کر بہت آسانی سے شفا کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو... شفا جی!"

جس کو وہ سوچ رہی تھی اس کی آواز سن کر اچھل پڑی لیکن [illegible] پر نظر پڑتے ہی کوفت کے مارے برا حال ہو گیا۔ [illegible] محسوس ہونے لگا کہ کس نمونے کے بارے میں [illegible] رہی تھی۔

"کیسا لگ رہا ہوں؟" وہ شاید [illegible] گلفام سمجھ رہا تھا۔ میرون نیٹ کی شرٹ پر [illegible] پھولوں والی زرد ٹائی اور پیرٹ گرین پینٹ۔ شفا کا جی چاہا کہیں جا کر ڈوب مرے۔ یہ کام مسز گنوار کہلانے سے زیادہ بہتر تھا۔

"کیسے مزاج ہیں سرکار کے؟" اس نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے پوچھا۔

"بہت بدمزاج ہوں میں۔" وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورنے لگی۔ تبھی اس نے ہاتھ بڑھا کر گلاب کی ایک پوری شاخ پتوں اور کانٹوں سمیت اسے پیش کی۔

"یہ پھول لے لیجیے۔"

"آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے! اس کا کیا کروں گی میں!" وہ چیخی۔

"جب بالوں میں لگا لیں۔" وہ کچھ سہم کر بولا۔

"میرا سر [illegible] ایسا ہو کہ وہ بال [illegible] لگوا رہے [illegible]"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.Com

شفا کا بلڈ پریشر ہائی ہونے لگا۔ اسد نے بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کی۔

"آخر آپ مجھ سے اتنی خفا کیوں رہتی ہیں؟ کیا خرابی ہے مجھ میں!" وہ اس کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔

"خرابی آپ میں نہیں آپ کے گھٹنے میں ہے جہاں دماغ ہوتا ہے۔" وہ دانت پیس کر آگے بڑھی تو اسد نے پیچھے سے اس کے آنچل کا کونا اپنی مٹھی میں دبا لیا۔

"ہو چاہتے ہیں تم کو یوں ان کا دل نہ توڑو
اب ہنس کے بات کر لو جھگڑے کی بات چھوڑو۔"

وہ اس کا آنچل تھام کر مضحکہ خیز آواز میں گا رہا تھا اس بات سے بے نیاز کہ اس کے گلے کا اسپیکر پھٹ چکا ہے۔

"ہم سے لگایا جو دل اپنے تو بھاگ پھوٹے
اچھا چلو یہ مانا تم سچے ہم ہی جھوٹے۔"

شفا کا جی [illegible] بھاگ کے ساتھ ساتھ اس کا سر بھی پھوڑ ڈالے [illegible] جل جل [illegible]۔

"شٹ اپ! راستہ چھوڑو میرا۔" وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو کر بولی۔ ایک جھٹکے سے اپنا آنچل چھڑایا اور سیڑھیوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ پھر جاتے جاتے رک کر بولی۔

"اگر نیٹ کا کرتا بنا لیا جاتا تو زیادہ اچھا تھا اور ہاتھ میں ڈھائی گز کا دوپٹہ بھی ہو تو جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی ہے وہ بھی پوری ہو جاتی۔" طنزیہ انداز میں مشورہ دے کر وہ [illegible] اسد جو کافی دیر سے برداشت کر رہا تھا بے ساختہ ہنس پڑا۔

"واہ! کیا خوب صورت اور [illegible] مشورہ دیا ہے شفا نے!" افسر منڈیر کے پیچھے سے برآمد ہوا۔ دونوں کافی دیر تک شفا کا لال بھبوکا چہرہ یاد کر کے ہنستے رہے۔ بعد میں طارق اور شولی کو اتنے اچھے تماشے سے محروم رہ جانے پر افسوس ہوا۔ شفا بھاپ سے چلنے والے انجن کی طرح دھواں اڑاتی نیچے آئی تھی۔

"کیا ہوا؟" سامعہ نے معصوم بن کر اس سے پوچھا۔

"میں اس کاٹھ کے الو سے ہرگز شادی نہیں کر سکتی۔" اس نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہا۔ "میں ممی اور ڈیڈی سے صاف منع کر دوں گی۔"

"تم میں اتنی ہمت ہے؟" جبین نے اسے جوش دلایا۔ وہ مینا کے ساتھ ابھی پہنچی تھی۔

"ہاں ہے۔" اس نے قطعی لہجے میں کہا۔

"بس رہنے دیں۔ ابھی سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گا جب خالہ اور خالو جان کے سامنے جائیں گی۔" مینا کو اسے اتنی بے باکی کی توقع نہیں تھی۔

"یہ بات ہے تو ابھی دیکھ لو۔" شفا کو غصہ آ گیا اور وہ اپنے ڈیڈی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ کیا کیا تم دونوں نے! اب وہ انکار کر دے گی۔" سامعہ نے دونوں کو گھورا اور شفا کے پیچھے دوڑ گئی لیکن اس کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی وہ کمرے میں گھس چکی تھی۔

"اب کیا ہو گا! اسد بھائی تو مجھے قتل کر دیں گے۔" جبین نے تصور میں اسد کو اپنے گلے پر چھری پھیرتے دیکھا۔

"شولی بھائی میرا قیمہ بنا کر چیل کوؤں کو کھلائیں گے۔" مینا نے جھرجھری لی۔

"افسر ہمارے لیے کوئی خوفناک سی عرفیت ایجاد کرے گا اور پھر ہم اسی نام سے مشہور ہو جائیں گے۔" سامعہ نے بھی خیال آرائی کی۔

"یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ ابھی تو یہ سوچیں کہ جب بڑوں پر ہماری شرارت کا پول کھلے گا تو ہماری کتنی عزت افزائی ہو گی۔" مینا نے جھٹ آنسو بہانا شروع کر دیا۔

"لڑکے تو صاف بچ جائیں گے اور پھنسے گی ہماری گردن۔" جبین نے اپنی نازک سی گردن کو حسرت سے [illegible]۔

"یہ سب [illegible] بھائی کا کیا دھرا ہے۔ انہی کا دماغ الٹی [illegible] سوچتا ہے۔" مینا نے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

غصے سے کہا۔

"اب کتنی ڈانٹ پڑے گی!"

"چلو لڑکوں کو بتا دیں تاکہ وہ پٹنے کے لیے تیار رہیں۔" جبین نے کہا۔ وہ افسر کی طرف آگئیں۔ جہاں فساد کی جڑ (افسر) اپنی تمام شاخوں (یعنی تمام لڑکوں) کے ساتھ موجود تھا۔

"یہاں آپ لوگ خوش گپیوں میں مصروف ہیں اور وہاں آپ کی قل خوانی کا انتظام ہو رہا ہے۔" جبین نے جاتے ہی اعلان کیا۔

"قل خوانی ہو ہمارے دشمنوں کی۔" افسر نے اسے گھورا۔

"شفا باجی نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ اسد بھائی سے شادی نہیں کریں گی۔" مینا نے یہ روح فرسا خبر سب کو سنائی۔

"کیا؟" اسد دل تھام کر رہ گیا۔

"اب بڑوں کو ہماری شرارت کا علم ہو جائے گا۔ پھر ہم ہوں گے اور ہمارے ابوؤں کا ڈنڈا ہو گا' امیوں کی جوتیاں ہوں گی اور ہمارے سر۔" جبین کی بات پر سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"اف شوبی بھائی! اب کیا ہو گا!" تنویر روہانسا ہو گیا۔

"ہو رہے گا کچھ نہ کچھ' گھبرائیں کیا!" شوبی نے اس کی سنجیدہ بات کا انتہائی غیر سنجیدہ جواب دیا۔

"خیر ہمارا تو کچھ نہیں ہو گا۔ میں اور بلال تو آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہی نہیں تھے۔ ہم صاف مکر جائیں گے۔"

"ویسے بھی ہم بچے ہیں۔ بڑوں کی بہکاوے میں آگئے تھے۔" بلال نے بھی تنویر کی تائید کی۔

"ایک جھانپڑ دوں گا اگر زیادہ ٹرٹر کی تو۔" شوبی کو غصہ آگیا۔ "ہم پٹیں گے تو تم کو بھی پٹنا ہو گا۔"

"سب شامل تھے اس شرارت میں اس لیے باجماعت مار کھائیں گے۔" طارق نے فیصلہ دیا۔

"کس گدھے نے یہ منحوس تجویز پیش کی تھی؟" اسد کا صدمے کے مارے برا حال ہو رہا تھا سب کی نظریں بیک وقت گدھے (افسر) کی طرف اٹھ گئیں۔

"میری طرف کیا دیکھ رہے ہو!" وہ چڑ گیا۔

"سارا قصور ان لڑکیوں کا ہے۔ یہ شفا کو روک نہیں سکتی تھیں۔ ایسے تو بڑا دعویٰ کرتی ہیں مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کا۔"

"اچھا اور خود تو جیسے بڑے معصوم ہیں' فرشتے ہیں۔" جبین غصے سے چیخی۔

"ارے یہ تم لوگ کن فضولیات میں پڑ گئے! سوچو میرا کیا بنے گا!" اسد نے دہائی دی۔

"شفا سے شادی نہ ہوئی تو تمہیں بھی جلن دے دوں گا۔"

"یار! لعنت بھیجو اپنی شادی پر۔" شوبی ملنے والی متوقع سزا کے خیال سے پریشان ہو رہا تھا۔

"کیوں لعنت بھیجوں میں؟ میری شادی کیا فالتو ہے!" اسد نے اس کی گردن دبوچ لی۔

"تمہاری شادی کو کوئی خطرہ نہیں ہے سمجھے!" شوبی نے بمشکل اپنی گردن اس کے ہاتھوں سے آزاد کرائی۔ "شفا نے تمہارے بے ہودہ حلیے کی وجہ سے انکار کیا ہے نا! تو جب اسے معلوم ہو گا کہ یہ سب ایک مذاق تھا پھر معاملہ سیٹ ہو جائے گا۔ مسئلہ صرف ہماری عزت افزائی کا ہے جو بڑوں کے ہاتھوں شفا کو پریشان کرنے کے جرم میں کی جائے گی۔"

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس مذاق سے انکل اور آنٹی یہ نتیجہ اخذ کر لیں کہ میں ایک غیر سنجیدہ اور غیر ذمے دار بندہ ہوں۔ لہٰذا وہ مجھے اپنی بیٹی کے لیے ناموزوں سمجھتے ہوئے نامنظور کر دیں۔ یہ بات بڑوں تک ہرگز نہیں پہنچنی چاہیے تھی۔" اسد کی دلیل میں وزن تھا۔

"واقعی! اس طرف تو میرا دھیان ہی نہیں گیا۔" افسر سوچ میں پڑ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملہ زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ "گھڑی کے ساتھ ساتھ سب کی صورت پر بھی بارہ بج رہے تھے۔

"اس وقت بہت رات ہو گئی ہے۔ ہم چپکے سے جا کر سو جائیں گے۔ اب کل ہی ہماری کلاس لی جائے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کی وہ بھی ٹھیک ٹھاک قسم کی۔" شوبی گھر جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ سحری کا وقت خیر و عافیت کے ساتھ گزر گیا۔

"شاید ابھی ابو جانی کو بتایا نہیں گیا ہے۔ انکل اور آنٹی ابھی خود اس معاملے پر غور کر رہے ہوں گے۔" شوبی نے اندازہ لگایا۔

"شام تک کھنچائی ہو گی۔" یہ طارق کا خیال تھا۔ آج تو ویسے بھی افطار پر سب کو اکٹھا ہونا تھا۔ شاید آخری روزہ ہو یہ ان کے ہاں کا دستور تھا۔ آخری دو روزے تینوں گھرانے مل کر افطار کرتے تھے۔ سارا دن خاموشی سے گزر گیا۔

"مجھے تو یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ لگتی ہے۔" سامعہ نے شوبی کے کان میں گھس کر سرگوشی کی۔

"اور سب سے زیادہ ڈانٹ مجھے پڑے گی۔ سب سے پہلے دنیا میں آنے کا جرم جو سرزد ہو گیا ہے مجھ سے۔" شوبی نے بھی جواباً سرگوشی کی۔

"ہو جی [illegible] ایسے تیر ماریں گے کہ بندہ اپنی نظروں میں ذلیل ہو کر رہ جائے۔"

"اتنا ڈر بھی تو اسی لیے لگ رہا ہے کہ جوتوں کی مار کے بجائے لفظوں کی مار پڑے گی۔ لفظوں کی چوٹ کبھی تو زیادہ لگتی ہے۔" مینا نے بھی اظہار خیال کیا۔

"تم لوگ کن سرگوشیوں میں لگے ہو۔ اب افطار کی تیاری شروع کرو۔ زیادہ وقت نہیں ہے۔" شفا کی امی نے قریب سے گزرتے ہوئے ٹوکا۔ سامعہ خاموشی سے کچن میں چلی گئی۔

[illegible] شفا اور [illegible] بھی آ گئیں۔ انہوں نے [illegible] شفا کچھ ہلکی پھلکی [illegible] تھی جیسے کوئی [illegible] سے اتر گیا ہو۔ ان سے [illegible] افطار کے بعد وہ شفا کو بتائے بغیر اسد [illegible] کر اکٹھے عید کا چاند دیکھ سکیں۔

"[illegible] ساری رات سوچنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بات اتنی سنگین نہیں ہے۔" افسر نے چھت [illegible] سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "ہم نے

اپنی شرارت سے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ لہٰذا ہم شفا اور اس کے ممی ڈیڈی سے معذرت کر لیں گے اور سر جھکا کر بڑوں کی ڈانٹ سن لیں گے۔ بات ختم۔" اس کی تقریر جاندار تھی۔ سب کے چہرے کھل اٹھے۔ پریشانی دور ہوتے ہی سب کو یاد آ گیا کہ آج متوقع چاند رات ہے۔ آسمان پر چاند کی تلاش شروع ہو گئی۔

"یہ رہا چاند۔" اچانک بلال چلایا۔ سب کی نظر آسمان کی طرف اٹھی۔

"کہاں ہے؟"

"آسمان کی طرف نہیں۔ میری طرف دیکھیں۔" وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"یہ چاند ہے!!" افسر نے اسے گھورا۔ "یہ چاند کے نام پر بھدا (دھبہ) ہے۔" بلال کا منہ بن گیا۔

"سب ناقدرے ہیں یہاں۔"

"قدر کیسے ہو بیٹا! پھول کی قدر تو صرف مالی کر سکتا ہے اور یہاں مالی کوئی نہیں ہے۔" شوبی نے جھک کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"دیکھو تو اس کی شکل کتنی ملتی ہے پھول ـــــ گوبھی سے۔" بدک کر بلال نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"چھوٹوں کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہیے۔" تاسف سے اسے دیکھتا ہوا وہ [illegible] کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس کی جگہ تنویر ہوتا تو [illegible] آ جاتی۔

"نظر آ گیا عید کا چاند۔" مینا نے اچھل کر نعرہ لگایا۔ آسمان کے مغربی کنارے پر باجل سی لکیر کی طرح وہ دیکھنے والی نگاہ سے کہہ رہا تھا۔ مجھے دیکھو کہ میں قدرت کا ایک انمول شاہکار ہوں، وہ احساس ہوں جو خالق کائنات کی مصوری پر ایمان کی شمع روشن کرتا ہے، جو بندے کو معبود کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔ تو پھر مانگو اس رازق اس داتا اور اس سخی سے جو [illegible] حساب دینے والا ہے۔ انہوں نے سب [illegible] ہاتھ اٹھا دیے۔

"[illegible] چاند کے خالق! بس اتنا ہو کہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

جب جب یہ چاند کھلے میں اسے اپنے پیاروں کے ساتھ دیکھوں' شفا کی ہمراہی میں۔" اسد کے ہونٹوں پر یہی دعا آکر ٹھہر گئی تھی۔ سب عید مبارک' عید مبارک کا شور مچا رہے تھے۔

"تم کیا بیمار بکرے کی طرح منہ لٹکائے کھڑے ہو!" شوبی نے اسے ٹھوکا دیا۔

"دیکھو۔ عید کا چاند کتنا لگ رہا ہے!"

"میں کیا دیکھوں! میرا چاند تو بدلی میں چھپ گیا ہے۔" اس کے سنجیدگی سے کہنے کے باوجود سب کو ہنسی آگئی۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم کھود کر باہر نکال لیں گے۔" افسر نے اسے تسلی دی۔

"میں لے کر آتی ہوں۔ بھائی کے چاند کو۔" جبین نے سیڑھیوں کا رخ کیا۔

"سامعہ' مینا!" شفا آوازیں دیتی ہوئی ادھر ہی آرہی تھی۔

"لیجیے چاند کچے دھاگے سے بندھا خود چلا آرہا ہے۔" وہ رک کر شرارت سے اسد کو دیکھنے لگی۔

"تم لوگ بغیر بتائے ہی چاند دیکھنے یہاں چلے آئے مجھے اکیلا۔" وہ انہیں شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ اسد پر نظر پڑتے ہی ٹھٹک کر رک گئی۔ سیاہ جینز کی پینٹ پر سرمئی شرٹ پہنے وہ خاصا باوقار اور سوبر نظر آرہا تھا۔ شفا کی آنکھیں کانوں تک پھیل گئیں اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اسے یوں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اسد سر کھجانے لگا۔

"شفا جی! مانا کہ اسد بہت حسین ہے لیکن یہاں ہم بھی موجود ہیں۔" طارق کے ٹوکنے پر وہ جھینپ گئی۔

"اسد آج جو اور جیسا نظر آرہا ہے وہی ہے' پچھلا گیٹ اپ تو محض تمہیں ستانے کے لیے تھا۔" شوبی نے اعتراف جرم کیا۔

"ہم تمہیں یہ سب بتانے ہی والے تھے' تم نے خوامخواہ انکار کر دیا۔ اب سب کو ڈانٹ پڑے گی۔"

جبین نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"انکار! ام م۔ میں نے تو انکار نہیں کیا۔" وہ گڑبڑا گئی۔ شفا کے انکشاف پر وہ اچھل پڑے (خوشی کے مارے)

"تم جو غصے میں انکار کرنے گئی تھی ہمارے سامنے!" سامعہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"گئی تو تھی۔" اس نے سر جھکا لیا۔

"لیکن ممی اور ڈیڈی کے سامنے جا کر خیال آیا وہ اس منگنی سے کتنے مطمئن ہیں۔ میرے انکار کرنے سے ان کا دل ٹوٹ جائے گا کہ ان کی بیٹی نے ان کی خوشیوں کا پاس نہیں رکھا۔ میں اپنی خوشی کے لیے ان کو دکھ دینے جا رہی تھی۔ بس پھر میں نے کچھ نہیں کہا۔ سر درد کا بہانہ کر کے ممی سے کچھ دیر مالش کروائی اور واپس آگئی۔" اس نے سادگی سے بتایا شکر ہے بات بڑوں تک نہیں پہنچی تھی۔

"شفا باجی! آپ کے سامنے اسد بھائی احمق اعظم کے طور پر پیش ہوتے تھے اس کے باوجود آپ شادی کے لیے تیار ہو گئیں!" مینا کو برطانیہ پلٹ لڑکی سے ایسی قربانی کی امید نہیں تھی بلکہ شاید کسی کو بھی نہیں تھی۔

"میں نے برطانیہ میں ضرور پرورش پائی ہے لیکن میری رگوں میں مشرق کا پاکیزہ اور مقدس خون گردش کر رہا ہے۔" وہ سر جھکائے دھیرے دھیرے کہنے لگی۔

"میں یہ ریت کیسے فراموش کر سکتی تھی کہ مشرق کی گود میں پلنے والی لڑکیاں اپنے والدین اور بزرگوں کے ہر فیصلے پر خوشی خوشی سر جھکا دیتی ہیں۔ ہم سفر میں ہزار خامیاں ہوں تب بھی کوئی نہ کوئی خوبی تلاش کر کے اسی کے سہارے زندگی کا سفر تمام کر دیتی ہیں۔ محبت کی ایک نظر کے لیے ساری زندگی تیاگ دیتی ہیں' خود مٹ جاتی ہیں لیکن وفا کے آنچل کو داغدار نہیں ہونے دیتیں۔ میرا خمیر بھی تو اسی مٹی سے اٹھا ہے نا!" دھیمے سروں میں اپنے پاکیزہ اور انمول خیالات کا اظہار کرتی وہ سب کے دل میں اتر گئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"دوسرے لفظوں میں تم نے خود کو اس سرکس کے مسخرے کے ساتھ گزارا کرنے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ بھئی واہ کمال ہو گیا!" قمر چہک کر بولا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ ان کی عادتیں بدلنے کی کوشش کروں گی۔" وہ جھجک کر بولی۔

"واہ ابھی سے یہ ارادے ہیں۔" سب کورس میں ہنسے تو وہ شرمندہ ہو گئی۔

"ہمم... میں جاؤں اب۔" اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

"ارے رکو عید کا چاند تو دیکھتی جاؤ۔" قمر نے لپک کر اس کا بازو پکڑا اور کھینچ کر اسد کے سامنے کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھو عید مبارک۔" شفا اس کے انداز پر خجل ہو گئی۔ اسد کی شوخ نگاہیں اسی کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"[illegible] کی طرف سے عید کی مبارک باد قبول کرو۔" [illegible] سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا۔

"اب تو [illegible] پر کوئی اعتراض نہیں [illegible]" جواب میں ایک [illegible] مسکراہٹ اس [illegible] بکھر گئی۔ اس [illegible] سوال کا جواب [illegible] نہیں تھا اور شاید لفظوں [illegible] نہیں۔ اس نے سر اٹھا کر آسمان کی [illegible] عید کا چاند انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور [illegible] کا چہرہ اس چاند سے زیادہ روشن تھا۔ [illegible] کا جواب مل گیا تھا۔ شفا کے چہرے [illegible] لبوں پر کھیلتی شرمیلی [illegible] اور اس [illegible] کے کاجل پر لکھی [illegible] اسد کو یہ احساس [illegible] کی راہوں [illegible] سارے سفر میں وہ تنہا [illegible] شفا [illegible] اس کے ساتھ ہے اپنی تمام تر [illegible] ساتھ۔

اے روپ نگر کے شہزادے!
او روپ نگر کے شہزادے!
بات میری سنتا جا رے!
کہنا کیا ہے
ابرو کا اشارہ
ہونٹوں پر تیرے
مسکان یہ کیسی
سرد فضا میں
سورج کی کرنوں جیسی
چال میں تیری
مستی کیسی ہے
دنیا جیسے قدموں میں پڑی ہے
مزاج ایسا
روٹھا کیوں ہے
دور آکاش پر جیسے
تنہا تیکھا چاند کھڑا ہے
دل تیرا ہے مگر
سیپی جیسا
جس میں پیار میرا چھپا ہے
ہونٹوں سے کچھ کہتا نہیں ہے
آنکھوں سے
چپ رہتا نہیں ہے
او تیکھے تیکھے نینوں والے!
ضدی ضدی لہجوں والے!
بس اتنا سمجھ لے!
جگ کی یہ بڑائی ہے
وہ جب بھی برسے
جھک کر برسے

سیما فاروق سحر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

افسانہ

چاند رات کی چاندنی

"اب سمجھ آیا ہمیں یہ اماں کے گھر سحری اور افطاریاں روز کیوں پابندی سے بھجوائی جا رہی تھیں، اصل مقصد تو تمہارا اس لڑکے کو ہتھیانا تھا۔" بڑی آپا کے الفاظ تھے یا کسی خنجر کی تیز دھار جو دل میں گہری ضرب لگاتے چلے گئے۔ حالانکہ آپا جانتی تھیں۔ وہ پہلی مرتبہ تو کوئی گئی نہیں تھی، جس گھر کی چوکھٹ سے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

چوکھٹ ملی ہو جس اماں کی دادی کی طرح سی شفقت میں پلی بڑھی ہو اس کے تحت یہ الزامات زمین میں زندہ دفن کر دینے کے مترادف تھے۔ بڑی آپا اپنا غصہ کتنی ہی دیر زہریلے الفاظوں کے ذریعے نکالتی رہیں۔ باقی تین بڑی بہنوں نے بھی خوب تماشا دیکھا۔ آپا نہ جانے کتنی دیر اس پر خنجر کی گہری ضرب لگاتی رہتیں۔ اگر بیچ میں ابا نہ آجاتے، ابا نے غصے اور نفرت سے آپا کو دیکھا تھا اور سخت لہجے میں بولے۔

''اس پر الزام لگانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکو کہ تم لوگ کتنے سیدھے راستے پر ہو۔ فرض کی ادائیگی تک کا تو کبھی خیال نہ آیا۔ خدا کے آگے سجدہ کیے ہوئے تم لوگوں کو مہینے گزر جاتے ہیں اوپر سے کسی پر الزام لگاتے ہوئے خوف بھی محسوس نہیں ہوتا اور پھر سوچتی ہو تم لوگوں پر نعمتیں برسیں، ارے تم لوگوں کو تو سبق حاصل کر کے خدا سے بہتری کی دعائیں مانگنی چاہیے۔ بجائے اس کے کہ حسد کرو، تم لوگ جیسے جینا چاہتی ہو جیو لیکن آج کے بعد اگر تم لوگوں میں سے کسی نے بھی ناز پر الزام لگایا تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔'' وہ سخت کٹھور لہجے میں بولتے ہوئے اور تنبیہہ نگاہ ڈالتے ہوئے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وہ بھی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

نہ رکی تیزی سے سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ وہ سب اپنی جگہ ساکت سی کھڑی رہ گئیں۔

☆.....☆

نماز کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ایک پل کے لیے سمجھ ہی نہ آیا کیا مانگے کس کے لیے مانگے ان کے لیے جن کی نفرت شاید کبھی ختم نہیں ہو سکتی تھی۔ ہمیشہ بس یہی تو خواہش کی تھی گھر میں اتفاق اور محبت قائم ہو لیکن جس طرح بڑی آپا نے تذلیل کی تھی اس کے بعد تو وہ ان سے آنکھ ملانے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ آج پھوٹ پھوٹ کر رونے کا دل چاہ رہا تھا۔ خود پر ضبط کیے ہوئے آنسو بہہ گئے تھے۔ گہرے دکھ، تاسف اور افسوس کے ساتھ۔ ہاں ایک حقیقت یہ تھی کہ وہ اپنی چاروں بڑی بہنوں جیسی بالکل نہ تھی۔ وہ چاروں جتنی زیادہ زندگی کے رنگوں میں رنگی ہوئی تھیں، وہ اتنا ہی ان سب سے دور تھی۔ اس کی تربیت میں دادی کا عکس نمایاں تھا۔ سب میں چھوٹی ہونے کے ناتے وہ دادی کے زیادہ قریب تھی۔ پھر انہوں نے اسے اپنے طرز سے پالا مذہب، ثقافت، روایت، تمیز و تہذیب..... ہر چیز سے روشناس کروایا۔ دادی اس میں اپنا آپ ڈال گئیں اور ایسی جگہ پر رہ گئی جہاں ان چیزوں کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ ان کا گھرانہ بھی معاشرے کے ان گھرانوں کی فہرست میں شامل تھا جو اپنی روایتوں اور مذہب کی اہمیت کو بھلا بیٹھے تھے اور اس میں بہنوں کا بھی زیادہ قصور نہ تھا۔ ماں نے جو تربیت کی بیٹیوں نے بھی وہی طرز اپنایا اور زیادہ افسوس تو ابا پر ہوتا تھا کہ انہوں نے بھی کبھی کوئی روک ٹوک ہی نہ کی۔ اس کی بہنیں تربیت کی اس تخلیق کے مراحل سے نکل چکی تھیں، جس میں کسی گیلی مٹی کے برتن کو اپنی مرضی سے کسی بھی طرز کا بنا لیا جائے لیکن اب وہ برتن سوکھ کر پتھر بن چکا تھا۔ جس کے ساتھ کھینچا تانی کا مطلب ٹکڑے ٹکڑے ہونا تھا۔ آج ابا بولے تو لیکن تب جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تھا۔ اسی لیے بڑی آپا نے الزام بھی آسانی سے لگا دیا۔ جو سراسر غلط تھا۔ اماں اور دادی میں اسے کبھی کوئی فرق سمجھ ہی نہ آیا تھا۔ اماں اپنی اولادوں کی بے اعتنائی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ ان کے پڑوس میں آ بسی تھیں۔ دادی سے ان کا سگی بہنوں سے بھی زیادہ پیار تھا۔ پھر اماں کے شوہر کے گزر جانے کے بعد دادی نے ان کا اور بھی خیال رکھا تھا۔ اماں کی اولادیں تو بس فقط خیریت ہی دریافت کر جاتیں اور وہ بھی تن تنہا اپنے نماز روزے میں مگن خود کو پرسکون محسوس کرتی تھیں۔

دادی شروع ہی سے انہیں رمضان کیا عام دنوں میں بھی کھانا بھجواتیں، اماں کا حصہ پہلے نکلتا بعد میں دستر خوان لگتا اور یہی عادت دادی کے گزر جانے کے بعد اس نے بھی اپنائے رکھی اور کبھی کسی کو اعتراض بھی نہ ہوا۔ کیوں کہ یہ کام بھی معمول کی طرح ہی انجام دیا جاتا۔ لیکن بہنوں کو اب اعتراض ہونے لگا تھا۔ وہ نہیں سہہ پا رہی تھیں کہ ان کے جوان جہان بیٹھے ہوئے اس کا شاندار رشتہ آیا اور ماں باپ نے طے بھی کر دیا۔ حالانکہ اس صورت حال میں اس کی قطعی کوششیں نہ تھیں۔

سکندر مرزا جیسا شخص کسی بھی لڑکی کا خواب بن سکتا تھا۔ لیکن اس نے کوئی خواب نہیں بنا تھا۔ بلکہ سکندر مرزا نے اسے اپنے خواب کی تعبیر بنایا تھا۔ فقط اتفاقیہ ملاقات کو ایک جھلک کے تحت اس کی زیرک نگاہوں نے ایک لمحہ میں اس کی سادگی اور معصومیت بھانپ لی تھی۔ وہ بڑے لاڈ سے اماں کی گود میں سر رکھے باتیں کر رہی تھی کہ اچانک اس کی آمد ہوئی تھی اور وہ یکدم بوکھلا کر سیدھی ہو بیٹھی۔ نیوی کے وائٹ یونیفارم میں ملبوس ایک شاندار پرسنالٹی کا مالک تھا وہ شخص اسے دیکھ کر یہی لگا تھا کہ وہ اپنی جاب سے سیدھا ہی یہاں آیا ہو۔ جبھی آمد بھی اچانک ہوئی۔ اماں کے وہ سبھی خاندان والوں کو جانتی تھی۔ یہ الگ بات تھی کہ کبھی ملنا بھی نہ ہوا کسی سے، اماں کے اس پوتے کو بھی پہلی بار اس گھر میں

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھا تھا۔ انجان لوگوں سے ویسے ہی وہ ملنے سے کتراتی تھی لیکن یہاں مجبوری اماں کی رشتے داری کی تھی اور پھر بڑی مشکل سے وہ سلام کرتی تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ پیچھے سے کسی نے اسے بہت گہری نگاہوں سے دیکھا تھا۔

☆.....☆

اگلے دن اماں اسے اپنی روداد سنا رہی تھیں، ساتھ ہی چہرے پر اداسی کے آثار بھی نمایاں تھے۔ ان کا پوتا کافی عرصے سے ان سے ناراض تھا۔ اپنے دادا دادی کے لاڈلے ہونے کی بنا پر اتنا قریب بھی تھا لیکن بچپن میں ہی اس نے جدائی بھی برداشت کی وہ انہیں واپس آنے کا کہتا اور بوڑھے میاں بیوی بے بسی سے کوئی جواب نہ دیتے پھر جب شعور کی منزلیں طے کرنے لگا تو دادا دادی کی بے بسی بھی سمجھ آنے لگی۔ پھر ایک دن بڑی معصومیت سے کہا۔ ”اب آپ لوگوں کو اس دن لینے آؤں گا جب میرا اپنا گھر ہوگا۔“ بچپن کی کہی معصوم سی بات کو اس نے پورا کیا اور آج انہیں لینے آگیا لیکن دکھ یہ تھا اس کے دوستوں جیسے دادا زندہ نہ تھے اور دادی کو مزید تنہائی میں جھونکنا نہیں چاہتا تھا۔

”تو چلی جائیں آپ جب وہ آپ سے اتنا پیار کرتا ہے تو مان لیں اس کی بات۔“ ان کے گھٹنوں کے پاس بیٹھی اس نے متانت بھرے لہجے میں کہا۔ بات دل لگی کہ اسے دور ہو جانے کا دکھ شاید مشکل سے برداشت ہونا تھا۔

”چلی تو میں جاؤں میری بچی لیکن اب اس گھر اور یہاں کی یادوں سے الگ ہونے کا دل نہیں چاہتا۔“ وہ خفیف سے لہجے میں بولیں۔

”تو اس سے کہیں وہ آپ کے ساتھ رہ لے۔“ اپنے طور پر اس نے مشورہ دیا آگے سے اس کی بات سن کر پوتے کی بات کا خیال آیا تھا جو لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

”مجھے کہتا ہے گھر میں نے بنالیا ہے جس میں آپ میرے ساتھ رہیں گی اور باقی کی کمی آپ کی پیاری سی بہو آکر پوری کردے گی، بے شرم۔“ وہ اسے ہنستے ہنستے بتا رہی تھیں۔ آگے سے وہ کچھ بول ہی نہ پائی۔ واقعی بے شرمی اور بے باکی ہی لگی اسے دادی کے سامنے اس قدر دل کھول کر فیوچر پلاننگ بتائی جاتی رہی تھی۔

پھر اگلے کچھ روز بعد اماں کے کہے اس جملے کا مفہوم بھی بخوبی سمجھ آگیا۔ اماں اپنی بہو کے ساتھ بڑے چاؤ سے اپنے لاڈلے پوتے کا رشتہ اس کے لیے مانگنے آئی تھیں۔ اماں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا جب کہ خود وہ حیران پریشان رہ گئی تھی۔ تصور میں معاً اس شخص کا سراپا نمودار ہوا تھا۔ یقیناً وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل بننے کے قابل تھا لیکن یہاں معاملہ کچھ سنگینی اختیار کر گیا تھا۔ ابھی چاروں بڑی بہنیں کنواری بیٹھی تھیں جن میں بظاہر کوئی کمی نہ تھی لیکن پھر بھی بات نہ بن پاتی، نہ جانے کیا مصلحت تھی ایسے میں پہلے چھوٹی کی شادی ہو جانا بہنوں کے لیے ناقابل قبول تھا۔ گھر میں اس بات کو لے کر تناؤ بڑھ گیا تھا۔ بہنوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا ان سے پہلے ہرگز اس کی شادی نہیں ہو سکتی تھی۔ جب کہ امی ابا کی یہی رائے تھی۔ اس رشتے کو منظوری دے دی جائے ایسا رشتہ شاید انہیں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا۔ بڑی آپا نے امی کو اپنے ساتھ شامل کرنا چاہا آخر کو ان کا اتنا گٹھ جوڑ جو تھا۔ ہمیشہ کا ساتھ دینے والی ماں اس بار ایسا نہ کر پائیں وہ خود بھی بیٹیوں کی بڑھتی ہوئی عمر سے پریشان تھیں۔ ایسے میں اس شاندار رشتے کو کھونا نہیں چاہتی تھیں۔ نازو سے ان کی بڑی آپا جیسی بے شک قرابت نہ تھی لیکن تھی تو وہ بھی باقیوں کی طرح ان کے دل و جان کا ٹکڑا اس کا حق مارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ بڑی بہنوں کو ماں سے یہ توقع نہیں تھی۔ آخر کو ان کے پاس غصہ کرنے کے سوا کچھ نہ بچا پھر ابا کی طرف سے اس کی رضامندی پوچھی گئی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

وہ جو پہلے بھی گھر کے ماحول سے خوف زدہ تھی کہ کچھ بول ہی نہ پائی یہ بات الگ تھی کہ۔

اس شخص کا خیال کسی خوب صورت احساس کی مانند محسوس ہوتا لیکن اپنی رضامندی دے کر خود غرض نہیں بننا چاہتی تھی۔ بہنوں کا بھی احساس تھا۔ ہار کر اس نے ابا سے سب صاف کہہ دیا۔

"بیٹا! بہنوں کے لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ابھی زندہ ہیں اور اپنی اولادوں کے لیے بہتر ہی سوچیں گے۔ بیٹا اللہ نے جس کا جو وقت مقرر کیا ہے اسے تب ہی ملے گا اگر میں سچ کہوں تو تمہاری امی اور میں دل سے اس رشتے کو پسند کرتے ہیں۔ تم اماں کی زیر شفقت میں رہو گی۔ میرے لیے اس سے زیادہ سکون بخش بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔" وہ متانت سے بولے۔ ان کی آنکھوں میں جھلکتی بیٹیوں کی فکرمندی نے جیسے اس کے لب ہی سی دیئے۔

اور آخر رشتے کو اوکے کر دیا گیا۔ جس کا نتیجہ آج کی یہ تلخ کلامی نکلی تھی جس پر گھنٹوں اس نے آنسو بہائے تھے۔ آج وہ خالی الدماغ کتنی ہی دیر دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے بیٹھی رہی۔ یوں لگتا تھا جیسے ساری خواہشیں ساری امنگیں ختم ہو گئی ہوں۔

☆.....☆

آج آخری روزہ تھا اور ہر سال کی طرح دل آج بھی ملول تھا۔ آج بھی اکیلے ہی سحری کرنا تھی کیوں کہ اس کے اور ابا کے علاوہ کبھی اس گھر میں کوئی روزہ تو رکھتا نہ تھا اور ابا بھی کبھی کبھار ہی سحری کرتے تھے۔ زیادہ تر دودھ پی کر روزہ رکھ لیتے، اس کے بعد کچن کے ڈائننگ پر وہ بے دلی سے نوالے توڑ رہی ہوتی تھی۔ اس لمحے دادی کی شدت سے یاد آتی وہ اس کے من پسند قیمہ پراٹھے بناتی تھیں اور دونوں ہی بڑے چاؤ سے کھاتیں اماں کے پاس جانے کا بھی کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ بھی صرف دودھ پیتیں اور عبادت میں مشغول ہو جاتیں۔ ایسے میں وہ انہیں پریشان کرنا نہ چاہتی۔

یہ بات تو اب عام ہو گئی تھی ہر سال ہی ایسا ہوتا تھا لیکن اب کی بار رنجشوں کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

وہ جائے نماز لپیٹ سوچتی چلی گئی تھی پھر کچن کا رخ کیا۔ کچن میں داخل ہوتے ہی جو سامنے منظر نظر آ رہا تھا وہ یقیناً ناقابل یقین تھا۔ ساری بہنیں تندہی سے سحری بنانے میں لگی ہوئی تھیں۔ جو کسی حیرت سے کم بات نہ تھی۔

"ارے آؤ نازو! دیکھو میں تمہاری پسند کا پراٹھا بنا رہی ہوں۔" بڑی آپا نے خوشگوار اپنائیت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں یہ منظر کسی معجزے سے کم نہ تھا۔

"کیا ہوا اتنی حیرت سے کیوں دیکھ رہی ہو۔" وہ سب دبی دبی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولیں۔

"نہیں وہ میں....." وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

"میں جانتی ہوں تمہاری حیرت کا مطلب جو حق بجانب ہے۔" بڑی آپا نے پیار سے اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے کہا۔ آپا کا یہ انداز کس قدر اچھا لگ رہا تھا وہ شاید لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔

"آئم سوری نازو! میں نے تمہیں بہت تکلیف پہنچائی ہے ناں۔" وہ محبت سے چور لہجے میں بولیں۔

"نہیں آپا! ایسا مت کہیں آپ بھی اپنی جگہ کسی تک صحیح تھیں۔" وہ فوراً بولی۔

"نہیں نازو! ہم صحیح نہیں تھے ہم صحیح تو شاید کبھی بھی نہ تھے، زندگی میں کوئی بھی فرض درست طریقے سے ادا نہ کیا، پھر خود تو کبھی کوئی نیکی کی نہیں اور تمہاری نیکیوں پر کیچڑ اچھال دیا یقیناً ہم جیسوں سے ہی اللہ ناراض ہوتا ہے۔" وہ صاف گوئی سے بولیں۔ شاید احتساب کا مرحلہ انہوں نے پار کر لیا تھا۔

"نہیں آپا! آپ ایسا مت سوچیں آپ اچھی ہیں بہت اچھی۔" وہ ان کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔

"نازو! دعائیں نصیب کھولتی ہیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے مجھے اور جانتی ہو تمہیں اس بوڑھی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عورت کی دعائیں لگی ہیں۔ جس کا کوئی نہ تھا، اس کی بے بسی میں تم ان کی ساتھی بنیں اور دیکھو اللہ نے تمہیں ان کے توسط سے ہی نوازا ایسے میں ہم انگلی اٹھانے والے کون ہوتے ہیں۔ اللہ کے کاموں میں خلل ڈالنے والا یقیناً عذاب کا شکار ہوتا ہے مجھے اس بات کا اعتراف ہو گیا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں صرف پشیمانی تھی، کچھ دیر سے ہی صحیح پر انہیں اعتراف ہو گیا تھا اور اس سے بڑی خوشی کی بات اس کے لیے کچھ نہیں ہو سکتی تھی۔

''جب آپ کو یہ اعتراف ہے تو آپ کو اس بات پر بھی یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ ہی ہے جو ہماری خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ آپا وہ آپ کے نصیب بھی اچھے کرے گا۔'' وہ یقین سے بولی اور وہ اثبات میں گردن ہلا گئیں۔ ایک پختہ یقین کے ساتھ۔

''چلو بھئی اب یونہی ایک دوسرے سے فلسفے جھاڑتی رہو گی سحری بھی بنانی ہے وقت نکل گیا تو بنا سحری کے روزہ رکھنا پڑے گا۔'' چھوٹی آپا نے ماحول کے جمود کو توڑتے ہوئے کہا تو وہ دونوں مسکرا دیں۔

سالوں بعد گھر میں ایک ساتھ سحری کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا گیا تھا۔ ورنہ ایسا تو دادی کے ہوتے ہوئے ہی ہوتا تھا۔ ابا یہ سب دیکھ کر بھی اٹھے تھے۔ انہوں نے فوراً ہی جیب میں سے ہزاروں کے کڑکتے نوٹ آپا کو تھما دیے تھے۔ ان سب ہی نے حیرت سے دیکھا تھا۔

''ارے بھئی حیران مت ہوں، یہ تم سب کی عید کی تیاری کے پیسے ہیں۔'' وہ ہنستے ہوئے بولے تو وہ سب بھی خوشی سے جھوم اٹھیں۔ پچھلے گزرے تناؤ والے ماحول میں عید کی تیاری کا کسی کو خیال تک بھی نہ سوجھا تھا۔ ابا کے یاد دلانے پر احساس ہوا تھا انہوں نے ایک چوڑی تک نہ خریدی تھی لیکن اس انعام سے بڑا انعام تو وہ تھا جو اللہ نے عطا کیا تھا۔

☆.....☆

وہ اماں کے گھر کے برآمدے میں دیوار سے ٹیک لگائے آسمان پر جھلملاتے ستاروں کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ رات کی سیاہی میں ان کی جھلملاہٹ کشادہ آسمان کو روشنیوں سے منور کر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا دور دستوں تک آسمان نے نورانی چادر اوڑھ لی ہو۔ چاند رات کی چاندنی ماحول میں رقص کرتی نظر آتی تھی۔ آج برقی قمقموں سے سجے بازار روشنیوں سے جگمگاتے شہر خوشی سے جھومتے بچوں کی قلقاریاں اور مہندی چوڑیوں سے سجے ہاتھوں کے ہاتھ تہوار کی رونق کا احساس دلا رہے تھے۔ بابرکتوں والا مہینہ ایک ایک کی جھولی میں نعمتیں ڈالتا تیزی سے کب گزر گیا تھا پتہ ہی نہ چلا تھا اور ہر بار کی طرح اس کے لوٹ جانے کی اداسی نے اسے آن گھیرا تھا بھلے سے وہ ہر سال آنے کا وعدہ کرتا تھا لیکن زندگی کی ضمانت تو نہ دیتا تھا۔ نہ جانے وہ کون بدنصیب ہوتے ہیں جن کے پاس ان کی برکتیں سمیٹنے کا بھی وقت نہیں ہوتا۔ ان بدنصیبوں میں کبھی اس کا گھرانا بھی شامل تھا لیکن اس بار اسے اپنی نعمتوں سے فیض یاب کر رہا تھا۔ سالوں کی تشنگی آج پوری ہو گئی تھی جیسے بڑی آپا جو پورا رمضان لڑتی ہی رہی تھیں۔ اس بات سے قطعی انجان کہ خدا نے آج کے دن کتنی خوشیوں سے نوازا وہ جو ہر چیز سے مایوس ہو چکی تھیں لمحہ بھر کی بدلی سوچ نے ان کی زندگی میں کتنی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔

روزہ افطار کے بعد خاندان سے آئے مہمانوں نے امی ابا کا منہ میٹھا کرواتے ہوئے بڑے چاؤ سے آپا کا رشتہ مانگا تھا۔ خاندان، لڑکا سب ہی کچھ اچھا تھا۔ پھر انکار کی بھی کوئی گنجائش نہ نکلی۔ البتہ بڑی آپا نے کچھ شرمندگی اور حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن وہ حیران نہ ہوئی تھی۔ اسے خدا پر بھروسا تھا۔ وہ مانگنے والوں کو بھی نوازتا ہے اور جو نہیں مانگتا انہیں بھی نوازتا ہے۔ وہ فوراً یہ خوشی کی خبر اماں کو سنانے کے لیے پلیٹ میں مٹھائی ڈالے دوڑی چلی آئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیکن اماں کو نوافل پڑھتے دیکھ کر وہیں کھڑی انتظار کرنے لگی آسمان کی وسعتوں کو دیکھتے ہوئے سوچ کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔ خبر ہی نہ ہوئی ہوش تو تب آیا جب اپنے پیچھے کسی آہٹ کا احساس ہوا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا سکندر اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس کے دیکھنے پر مسکرایا تھا۔ سادہ سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس اس کی مردانہ وجاہت پر کشش لگ رہی تھی۔

"خیریت یہاں اکیلے کیوں کھڑی ہو؟" وہ بولا۔

"وہ میں..... اصل میں یہ مٹھائی لائی تھی اماں کے لیے۔ لیکن وہ نوافل ادا کر رہی تھیں تو اس لیے یہیں پر انتظار کر رہی تھی۔" کچھ گھبراتے ہوئے اس نے وضاحت دی اس ایک ملاقات کے بعد آج اتفاق ہوا تھا کہ وہ یوں آمنے سامنے کھڑے تنہا بات کر رہے تھے۔

"مٹھائی کیوں؟" وہ چونکا۔

"بڑی آپا کی بات طے ہوگئی ہے۔" وہ بات سے بات نکالتا بڑے موڈ میں تھا جب کہ اس کا بات کرنا دوبھر ہو رہا تھا۔ ایک حقیقت یہ بھی تھی کہ اس میں ان لڑکیوں جیسا اعتماد نہیں تھا جو مردوں سے آنکھ ملا کر بات کر لیتی تھیں۔ دادی کے پلو سے بندھنے کی وجہ سے کبھی اعتماد ہی پیدا نہ ہوا۔ سکندر اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر محظوظ ہوا تھا۔ اس نے بہت سے خوب صورت چہرے دیکھے تھے۔ لیکن ان میں حیا شاید کبھی نہ دیکھی تھی۔

"مجھے مٹھائی نہیں کھلاؤ گی۔" اسے مشکل میں ڈالتا ہوا محظوظ ہوتے ہوئے بولا۔

"ہاں کیوں نہیں لیجیے۔" اس نے بھی جان چھڑانے کے لیے جھٹ پلیٹ آگے کر دی۔ جب کہ اس کی ذومعنی بات کا قطعی بے نیازی سے اظہار کیا اس کی غیر ہوتی حالت پر ایک دبی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ایک پیس اٹھا کر منہ میں ڈال لیا تھا۔

"بہت مبارک ہو اپنی آپا کو میری طرف سے بھی مبارک باد دینا۔"

"جی ضرور، اچھا میں اماں کو دیکھتی ہوں شاید وہ فارغ ہوگئی ہوں۔" آخر فرار کے لیے یہی صحیح لگا ورنہ اس کی موجودگی سے دھڑکنوں میں جو شور سا اٹھ رہا تھا ڈر تھا کہ کہیں اس کی خبر ہی نہ ہو جائے۔

"نازو!" پیچھے سے اس نے پکارا تو اس کے بڑھتے قدم تھم سے گئے۔

"جی۔" اس نے پلٹ کر غلافی آنکھوں کی گھنیری پلکوں کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اپنے اور میرے رشتے پر رضامند ہو؟" وہ متانت سے بولا تھا اور وہ چونکی تھی۔

"کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"ویسے ہی شاید تسلی کے لیے کہ میری ہونے والی جیون ساتھی کو میرا ساتھ دل سے قبول ہے بھی کہ نہیں۔" وہ آنکھوں میں شرارت سموتے ہوئے بولا۔

"اگر آپ مجھے نہ پسند ہوتے تو شاید یہ رشتہ بھی نہ ہوتا۔" سنجیدگی سے اس نے صاف گوئی کا اظہار کیا تھا اور پلٹ گئی تھی اور پیچھے سے یہ من کر دل سے خوش ہوا تھا۔

"اچھا سنو۔" اس نے پھر پکارا اب کے وہ مصنوعی جھنجلاہٹ ظاہر کرتے ہوئے پلٹی تھی۔

"اب کیا پوچھنا ہے آپ کو؟"

"پوچھنا نہیں کہنا ہے۔" اس کی کیفیت پر اس کی آنکھوں میں شوخی کی ایک چمک ابھری تھی۔

"کیا؟" وہ چونکی تھی۔

"چاند مبارک ہو۔" وہ دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو آگے سے وہ بھی مسکرا دی۔

"آپ کو بھی۔" لبوں پر سجی خوب صورت مسکراہٹ اس کے سپرد کرتے اب کے وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی اور وہ اسے تب تک جاتا دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئی تھی۔ آسمان سے برستی نور کی بارش دلوں کو خوشی سے منور کرتی چلی گئی تھی۔ عید کی خوشیاں اس بار آنے والی زندگی کے کئی پرمسرت پیغام دے گئی تھیں۔

.....☆.....

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

روشنی فاطمہ

اندھیری رات میں قندیل جلاؤ

سنہری دھوپ پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی اگرچہ موسم گرم تھا۔ مگر ٹھنڈی ہوا نے دھوپ کی حرارت اور تمازت کو ختم کر دیا تھا۔ دوپہر کے تقریباً تین بج رہے تھے۔ سب ہی اپنے کمروں میں تھے۔ دوپہر کے سناٹے نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور یہی سناٹا تو شاید اس کے بھی وجود کا حصہ بن گیا تھا۔

کتنے ہی عرصے سے وہ اس گھر میں رہ رہی تھی مگر سوائے اپنے کمرے کے پورا گھر اجنبی لگتا تھا۔ تایا جان، شہباز بھائی اور ولید اگرچہ اس سے محبت کرتے تھے۔ اس کا خیال رکھتے تھے۔ کوئی بھی تو ضرورت ایسی نہ تھی جو پوری نہ

مکمل ناول

ہو سکی ہو۔ مگر تائی جان کا رویہ اسے ہر پل اس گھر میں اجنبی ہونے کا احساس دلاتا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ اپنے گزرے ہوئے ماضی اور حال کے درمیان موازنہ کرتی رہی۔ بچپن میں امی اور ابو کے ہمراہ کیسے دن اور رات گزارے تھے اس نے۔ زندگی میں سب کچھ ہونے کے باوجود، اتنی محبتیں پانے کے باوجود وہ کس قدر تنہا تھی۔

"آئمہ آپی!" وہ اور نہ جانے کتنی دیر تک ماضی کے جھروکوں میں کھوئی رہتی اگر ولید کی آواز اسے حال میں نہ لاتی۔ اس کی پکار پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"ندا آپی کا فون ہے۔" اس کے پلٹنے پر اس نے اپنی آمد کی وضاحت کر دی۔ اس کے پیچھے وہ نیچے چلی آئی۔

"کتنی بے مروت ہو تم آئمہ!" دوسری جانب سے ندا کا شکوہ و شکایت نامہ شروع ہو گیا۔

"چلو تم تو با مروت ہو نا۔" اس نے شرمندہ ہوئے بغیر کہا۔ وہ اس کی اس عادت کی عادی تھی۔

"آج میں تمہیں فون کرنے ہی والی تھی یا شاید تمہارے گھر ہی آ جاتی۔" اس کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے اس نے اپنے پروگرام سے آگاہ کیا۔

"واقعی!" اس نے بے یقینی سے لہجے سے تصدیق چاہی۔

"تو پھر کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"

"اچھا خیر چھوڑو یہ بتاؤ تمہارا آگے کا کیا پروگرام ہے؟ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لو گی یا نہیں؟" اس نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

"یونیورسٹی میں تو نہیں لیکن پرائیویٹ پڑھنے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔"

"کیوں؟" اس نے حیرت کا اظہار کیا۔ "یہ بات تم اچھی طرح جانتی ہو کہ یونیورسٹی میں داخلہ نہیں لے سکتی میں۔ پھر بھی تم پوچھ رہی ہو۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

READING
http://reading
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''اوآئی سی، تو تمہاری تائی جان نے یہاں بھی دیوار کھڑی کردی۔ یار! یہ آخر تمہاری تائی جان چاہتی کیا ہیں؟''

''فی الحال یہ غیبت کا موضوع کلوز کردو ورنہ تمہارا اکاؤنٹ بھی خالی ہو جائے گا اور میرا بھی۔'' بات کا رخ تائی جان کی طرف ہوتا دیکھ کر اس نے اس کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔

''تم یہ بتاؤ کہ کب آرہی ہو؟'' اس نے پھر اس کو آزمائش میں ڈالا۔ ابھی وہ جواب نہ دے پائی تھی کہ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ تائی جان پشت سے گھورنے میں مصروف ہیں اس نے پلٹ کر اس کی موجودگی کا یقین کیا۔ وہ ہاتھ میں توریوں سے بھرا تھال اور چھری لیے اس کے فون بند کرنے کی منتظر تھیں۔

''فی الحال کچھ کہہ نہیں سکتی۔ دو چار دن میں آجاؤں گی۔ اچھا اللہ حافظ۔'' دوسری طرف سے کچھ نہ چاہتے ہوئے فون رکھنا پڑا۔

کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے انہوں نے تھال ڈائننگ ٹیبل پر رکھا اور وہ ان کی لائی سبزی کو بغیر کچھ کہے خاموشی کے ساتھ کاٹنے لگی۔ اسی وقت تایا جان چلے آئے۔

''ارے بھئی ہماری بیٹی کیا کر رہی ہے؟'' اس کے ساتھ والی چیئر گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے انہوں نے اسے اپنے مخصوص انداز سے مخاطب کیا۔

''رات کے کھانے کی تیاری۔'' ان کی مہربان صورت نے کچھ دیر پہلے والے آف موڈ کو بحال کر دیا تھا۔

''بیٹا! تم گھر کے کام کاج کر کے تھکتی نہیں ہو؟'' وہ محبت سے نرم لہجے میں پوچھ رہے تھے۔ وہ اس کو ہر وقت ہی مصروف پاتے تھے آفس جانے کے ٹائم پر بھی وہ کچن میں ہوتی اور جب واپس آتے تب بھی کوئی کام ہی کر رہی ہوتی تھی۔ اس نے حسب عادت سر نفی میں ہلایا۔

''پھر بھی بیٹا! تم بالکل گھر کی ہو کر رہ گئی ہو۔ بس گھر کے کام کاج میں اور تم ہو نہ کوئی سیر سپاٹا۔ یکسانیت تو انسان کو بالکل بور کر دیتی ہے۔ بیٹا! کہیں آیا جایا کرو یہ کام تو ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی چینج تو ہر انسان کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ کیا خیال ہے بیٹا! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟'' بات کے آخر میں انہوں نے اس سے تائید چاہی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر بیٹا! تم نے کیا سوچا ہے؟''

''کس بارے میں؟'' اس نے سوالیہ نگاہوں سے ان کو دیکھا۔

''بیٹا! تم یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا چاہ رہی تھیں نا۔'' انہوں نے بات کو واضح کیا۔

''جی تایا جان! میں سوچ رہی ہوں کہ پرائیوٹ ماسٹرز کرلوں۔''

''کیوں بیٹا! یونیورسٹی سے کیوں نہیں؟'' وہ حیران ہوئے۔ کیونکہ جب وہ بی اے کر رہی تھی تو اس نے یہ ہی ارادہ کیا تھا کہ وہ ایم اے کراچی یونیورسٹی سے کرے گی۔

''تایا جان! یونیورسٹی میں آنے جانے کی پرابلم ہوگی۔ شہباز بھائی تو صبح دس بجے نکلتے ہیں ان کو صبح مجھے چھوڑنے کے لیے جلدی اٹھنا پڑے گا اور تایا جان آپ کا آفس تو یونیورسٹی سے بہت فاصلے پر ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گھر کا سارا کام تائی جان کو کرنا پڑے گا۔ ان کو کافی مشکل ہو جائے گی۔'' اس نے سہولت سے اپنی بات کی وضاحت کی حالانکہ پس منظر کچھ اور تھا۔ تائی جان اس کے یونیورسٹی میں داخلے کے سخت خلاف تھیں اور اپنے ان خیالات کا اظہار وہ باتوں ہی باتوں میں کئی بار کر چکی تھیں۔ وہ تائی جان کا نام نہیں لینا چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ گھر میں اس کی وجہ سے بدمزگی ہو۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"کہیں تم نے آمنہ کی وجہ سے تو یہ فیصلہ نہیں کیا؟" وہ اس کی آنکھوں کو کھوجتے ہوئے بولے۔

"نہیں تایا جان!" اس نے جلدی سے سر اٹھا کر انکار کیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے گھر بیٹھ کر پڑھنے میں سہولت رہے گی۔" اس نے جھٹ سے بات بنا کر ٹالا۔

"یہ کیوں نہیں کہتیں کہ رنگ کالا ہو جانے کی فکر سے تم نے ارادہ بدلا ہے۔" شہباز کی شوخ آواز پر دونوں نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ہی اس کی بات پر مسکرا دیے۔

"آپ کب آئے شہباز بھائی؟" آمنہ نے فوراً پوچھا۔

"تمہاری تو نظر کمزور ہو گئی ہے لڑکی! دیکھ نہیں رہیں ابھی آیا ہوں۔" اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے وہ اس کے برابر چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"چائے لاؤں آپ کے لیے؟" وہ جھٹ سے تھال ہاتھ میں تھامے کھڑی ہو گئی۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔" وہ مسکرایا۔

"اور تایا جان! آپ؟" اس نے پلٹ کر پوچھا۔

"نہیں تم ہمیں ایک گلاس پانی پلا دو۔" انہوں نے اخبار اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جی ابھی لائی۔" وہ سعادت مندی سے کہتی کچن کی سمت چل دی۔

☆☆☆

"مے آئی کم ان مس آمنہ احسان!" ندا نے دروازے کی اوٹ سے جھانک کر شرارت سے اجازت طلب کی۔

"اور اگر میں اجازت نہ دوں تو؟" اس نے ہاتھ میں پکڑے ہیئر برش کو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر شرارت سے پوچھا۔

"تو میں پھر بھی اندر آ جاؤں گی۔" وہ کہتے ہوئے اندر چلی آئی۔

"بے وفا لڑکی! وعدہ کرنے کے باوجود تم گھر نہیں آئیں۔" اس نے حسب عادت آتے ہی شکایت کا دفتر کھولا۔

"نہ سلام، نہ دعا اور لگ گئیں شکایتیں کرنے اور کوئی داوے میں نے کب وعدہ خلافی کی ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا نہ دو چار دن میں آؤں گی اور میرے خیال میں تو دو دن بھی پورے نہیں ہوئے ہیں۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔

"مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا تھا چار دن کا اور کیا معلوم تم پھر بھی نہ آتیں۔" اس نے پھر منہ پھلایا۔

"تم مجھے ایسی سمجھتی ہو بڑے افسوس کی بات ہے۔" اس نے ناراضی سے اس کو دیکھا۔

"اے یار اتم تو برا مان گئیں۔" ندا نے اس کے نزدیک ہو کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی خفگی اب بھی قائم تھی۔

"یار! جانے بھی دو۔ سارا وقت تو یوں ہی روٹھنے، منانے میں گزر جائے گا۔" ندا نے اس کو بلکہ شاید خود کو ٹوکا تھا۔ کیونکہ شروعات تو اسی نے کی تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ تم نے ایڈمیشن لیا کہ نہیں؟" اس نے پوچھا۔ اس کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ کر وہ فوراً بولی۔

"شکر ہے تم نے ایڈمیشن تو لیا۔" اس کی بات پر اس نے استفہامیہ نگاہوں سے اس کو دیکھا۔

"بھئی! تمہارا کیا اعتبار تمہیں اگر تائی جان منع کر دیتیں تو تم تو بغیر کسی احتجاج کے ان کی بات مان لیتیں۔"

"اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے محترمہ؟" اس نے بات کا رخ اب اس کی جانب موڑ دیا۔

"کیوں میں نے ایسا کیا کیا ہے؟" اس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

''اچھا جناب تو اب یہ بھی مجھ کو ہی بتانا پڑے گا۔'' آئمہ نے اس کو دیکھا۔

''آرٹس لینے کا ارادہ آپ نے فیانسی کی مرضی سے نہیں کیا تھا۔'' اس کی بات پر وہ خجل سی ہو کر بولی۔ ''وہ تو امی کا فیصلہ تھا۔''

''چلو مان لیتے ہیں مگر اس فیصلے میں تمہاری اپنی مرضی تو شامل نہیں تھی نا۔'' اس کے کہنے پر اس نے جواباً اثبات میں سر ہلا کر قائل ہونے کا ثبوت دیا۔

''اب کیا یوں ہی باتیں کرتی ہو گی یا کچھ تو اضع بھی کرو گی مابدولت کی۔'' اس نے بات بدلتے ہوئے اس جانب توجہ دلائی۔

''اچھا! تو اب بن بلائے مہمان کی تواضع بھی کرنی پڑے گی۔'' اس نے شرارتی لہجے میں کہا۔

''آئمہ! اب تم سدھر جاؤ۔'' اس نے اپنے گود میں دھرے تکیے کو ہاتھ میں لے کر اس کو ڈرایا۔

''اچھا بابا! ابھی کچھ منگواتی ہوں۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ جب ولید سے کہہ کر واپس آئی تو وہ کبرڈ کھولے کھڑی تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' اس نے کمرے میں آتے ہی تفتیشی انداز میں پوچھا۔

''اُف تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔'' وہ چونک کر پلٹی۔

''اچھا یہ تو بتاؤ کر کیا رہی ہو؟'' اس نے اپنا سوال دہرایا۔

''تمہارے جہیز کی تیاری دیکھ رہی ہوں۔'' اس کی بات پر اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''کیا اول فول بک رہی ہو؟''

''تم نے اپنی شادی کی تیاری بھی شروع کر دی اور ہمیں خبر تک نہ ہونے دی۔'' وہ اب بھی باز نہ آئی۔

''یہ تم سے کس نے کہا؟'' اس نے پوچھا۔

''بھئی! یہ تیاری خود ہی بتا رہی ہے۔'' اس نے الماری میں ٹنگے ہوئے ڈریسز کی سمت اشارہ کیا۔

''یہ تو شہباز بھائی کی شادی کے لیے بنائے ہیں اور کچھ تو بہت پرانے ہیں اس میں۔'' اس نے وضاحت سے بتایا اور بیڈ پر آ بیٹھی۔

''ویسے کب ہو رہی ہے شہباز بھائی کی شادی؟'' اس نے الماری بند کر کے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے دریافت کیا۔

''ایمن بھابھی کی امی دبئی سے واپس آ رہی ہیں عید پر۔ بس اس کے بعد ہی تاریخیں رکھی جائیں گی۔ اور ہاں تمہیں ضرور آنا ہے سمجھیں۔'' اس نے بتانے کے ساتھ ہی اس کو ہدایت کی۔

''آؤں گی اگر تم نے بلایا تو......''

''میں تو ضرور بلاؤں گی لیکن......''

''اگر تائی جان نے اجازت دے دی تو۔'' اس نے تلخ ہوتے ہوئے اس کا جملہ پورا کیا۔ اس کی آنکھیں اس کی بات کی تصدیق کر رہی تھیں کہ وہ یہ ہی کہنا چاہتی تھی۔

''یار! یہ تمہاری تائی جان ہیں یا بلا۔'' آدھی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ اسی وقت ولید اندر چلا آیا۔

''کیسی ہیں ندا آپی؟'' اندر آتے ہی اس نے ہمیشہ کی طرح خوش اخلاقی سے پوچھا۔

''الحمد اللہ! بالکل ٹھیک اور تم مجھے پہلے سے کچھ کمزور دکھائی دے رہے ہو۔'' اس نے جواب دینے کے ساتھ ہی اس کے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے تبصرہ کیا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"ایگزام کے دوران اس کی صحت ایسی ہی ہو جاتی ہے۔" اس کے بجائے آئمہ نے جواب دیا۔
"او کے آپ لوگ باتیں کریں مجھے تیاری کرنی ہے۔" اس کے سر پر ایگزام بری طرح سوار تھے وہ بنا تاخیر کیے باہر نکل گیا۔ اور وہ دونوں اس کے لائے ہوئے برگرز اور کولڈرنک سے انصاف کرنے لگیں۔

☆☆☆

کتنی ہی دیر سے دروازے پر بیل ہو رہی تھی۔ گھر میں کوئی موجود نہ تھا۔ اتفاق تھا کہ تائی جان بھی قریبی مارکیٹ گئیں ہوئی تھیں۔ حسب معمول ولید کالج، شہباز بھائی اور تایا جان آفسز میں تھے اور وہ خود کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ زور شور سے ہوتی بیل نے اس کو ہاتھ روکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ہاتھ میں پکڑی پیاز اور چھری رکھ کر وہ دروازے کی جانب لپکی۔

"کون؟ کون ہے؟" اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔
"جی شہباز بھائی ہیں۔" باہر سے آواز آئی۔
"وہ تو گھر پر نہیں ہیں۔ مگر آپ کون ہیں؟" اس نے جواب دینے کے بعد سوال کر ڈالا۔
"میں کامران رضوی۔ ان کا دوست ہوں۔" جواباً دوسری طرف تعارف کروایا گیا۔ اس نے خلاف آداب سمجھتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔
"السلام علیکم۔" ایک اجنبی کو یوں سلام کرتے ہوئے اسے عجیب سا محسوس ہوا تھا۔ لیکن آداب کا تقاضا بھی تو یہ ہی تھا۔ سلام کا جواب دینے کے بعد اس نے بتانا شروع کیا۔
"دراصل میں آج ہی لاہور سے آیا ہوں۔ ان کا کانٹیکٹ نمبر مجھ سے Miss place ہو گیا ہے اور ان کا آفس مجھے معلوم نہیں ہے۔ گھر کا ایڈریس بھی میں نے بہت مشکل سے ڈھونڈا ہے۔" ہاتھ میں بڑا سا سفری بیگ تھا۔ اور چہرے پر تھکن کے آثار اس کی بات کی غمازی کر رہے تھے۔
"آپ پلیز مجھے ایک گلاس پانی پلا دیں گی۔" اس نے کچھ لمحہ رک کر تقاضا کیا۔
"جی ابھی لاتی ہوں۔" اس نے دروازے کو ہلکا سا بند کیا اور پانی لینے اندر چلی گئی۔ پانی لے کر وہ واپس آئی تو وہ گیلری میں ہی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ سے پانی لے کر وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ غالباً وہ بیٹھنے کے لیے مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا اس کی کیفیت کو وہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ لیکن گھر میں تنہا ہونے کے باعث وہ اسے اندر نہیں بلانا چاہ رہی تھی۔ مگر یوں باہر کھڑا رکھنا بھی تو برا لگ رہا تھا۔
"آپ اندر آجائیے۔" اس نے کچھ جھجکتے ہوئے اسے اندر بلانے کی پیشکش کر دی۔ وہ بھی ذرا ہچکچاتے ہوئے اندر آ گیا۔ وہ شاید اس کی کیفیت کو بھانپ گیا تھا۔
"آپ لاہور سے یہیں آئے ہیں؟" اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے اس نے پوچھا۔
"جی ہاں یہاں پر دراصل شہباز کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے اس لیے میں یہاں چلا آیا۔ خواہ مخواہ آپ کو زحمت ہوئی۔" وہ اٹھنے لگا تو وہ بولی۔
"ارے نہیں زحمت کیسی۔ آپ ٹھہریے میں ان کے آفس کا ایڈریس اور سیل نمبر دے دیتی ہوں۔" وہ بلا تاخیر جلدی سے پین اور کاپی لے آئی۔ اسی لمحے کھلے دروازے سے تائی جان کی آمد ہوئی۔ وہ حیران و پریشان کبھی اس کو کبھی اس اجنبی کو دیکھنے لگیں۔
"السلام علیکم آنٹی!" ان کے اندر آتے ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ آئمہ نے جلدی سے اس کو ایڈریس تھمایا۔ اس نے تائی جان

SCANNED BY FAMOUSUROUNDNOVEL
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کی جانب نگاہ ڈالی وہ کڑے تیوروں سے اسے گھور رہی تھیں۔

''اچھا میں چلتا ہوں۔'' ان کے خطرناک تیوروں سے گھبرا کر وہ فوراً ہی باہر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ دروازہ بند کر کے جانے لگی تو انہوں نے کرخت آواز سے اسے پکارا۔

''آئمہ!'' وہ وہیں رک گئی۔

''کون تھا یہ؟''

''یہ شہباز بھائی کے دوست تھے لاہور سے آئے ہیں۔'' اس نے فوراً بتایا۔ مبادا وہ کچھ اور نہ سمجھ لیں۔

''شہباز کا دوست تھا یا تمہارا؟'' وہ درشت لہجے میں بولیں۔

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟'' ان کی اس الزام تراشی پر وہ ہکا بکا سی رہ گئی۔

''ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔ میں ذرا ماریٹ کیا چلی گئی تم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو گھر بلا لیا۔ یہ ہی ہے نا وہ جس سے تم فون پر گھنٹوں باتیں کیا کرتی ہو۔'' انہیں اپنی بھڑاس نکالنے کا تو جیسے سنہرا موقع ہاتھ آ گیا تھا ان کا یہ لہجہ اس کے لیے نیا تھا۔ ان کے طنز وہ ضرور سہتی آئی تھی لیکن ایسا زہر خند لہجہ پہلی بار اپنایا تھا انہوں نے۔ وہ کہنا تو چاہتی تھی لیکن چاہنے کے باوجود اس کی زبان تو جیسے گم ہو گئی تھی۔ وہ کچھ دیر شاک کی کیفیت میں رہی پھر سنبھل کر بولی۔

''تائی جان آپ زیادتی کر رہی ہیں۔ وہ صرف شہباز بھائی کا دوست ہے اور میں نے اسے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا، نہ تو میں اس کو جانتی ہوں اور نہ ہی وہ۔'' اس کی آواز بھی بلند ہوگئی۔

''ہاں، ہاں زیادتی ہی تو کی ہے ہم نے تمہارے ساتھ اس گھر میں جگہ دے کے۔'' وہ طنز آمیز لہجے میں تیز آواز سے بولیں۔

''ارے اگر تمہیں ماموں کے گھر ہی رہنے دیتے تو اچھا تھا یوں روز روز کی......'' وہ نہ جانے کیا کہنے والی تھیں جب ولید گھر میں داخل ہوا وہ ان کو اس طرح، اس لہجے میں آئمہ سے بات کرتے ہوئے چونک کر رہ گیا تھا۔ ولید کی نگاہ بچا کر وہ ایک قہر آلود نگاہ اس پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی تھیں جبکہ وہ وہیں جامد سی کھڑی تھی۔ آج ان کے دل میں چھپی باتیں عیاں ہو گئیں تھیں۔ تمام گھر والوں کے سامنے وہ کتنی مہربان نظر آتی تھیں۔ لیکن حقیقت میں کتنی کڑواہٹ ان کے لہجے اور رویے میں۔ وہ دکھ سے سوچتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔

اس کا نصیب اس کو ماموں کے گھر سے یہاں لے آیا تھا کہ آج وہ ان کے رحم و کرم پر تھی۔ تایا جان کی موجودگی ایک تحفظ کا احساس دیتی تھی۔ لیکن ان کی عدم موجودگی اس کی تنہائی اور اکیلے پن کے احساس کو مزید گہرا کر دیتی۔

کتنی دیر وہ اپنی بدنصیبی پر روتی رہی۔ یہاں تک کہ نیند اس پر غالب ہوگئی۔ شام تایا جان نے اس کے دروازے پر دستک دی تو وہ اٹھ بیٹھی۔

''دروازہ کھولو بیٹا! عصر کا وقت ہو رہا ہے۔'' بند دروازے کے پیچھے سے تایا جان کی آواز ابھری۔ اس نے گھڑی کی سمت نگاہ ڈالی۔ ساڑھے پانچ ہو رہے تھے۔ کتنا وقت بیت گیا تھا اسے پتہ ہی نہ چلا۔ اس نے فوراً دروازہ کھول دیا وہ بیڈ پر آ بیٹھی تو وہ بھی اس کے پیچھے چلے آئے۔

''کیا بات ہے بیٹا! طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟'' انہوں نے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو تشویش سے دیکھا۔ اس نے گردن ہلا دی۔

''چ چ تم نے یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے؟'' وہ مطمئن نہ ہوئے۔

''کیا ہوا ہے مجھے ٹھیک تو ہوں۔'' اس نے خود پر نگاہ ڈالی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''کہاں ٹھیک ہو یہ بکھرے ہوئے بال، یہ شکن آلود کپڑے۔'' انہوں نے نشاندہی کی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا بس گود میں ہاتھ دھرے نہ جانے کیا سوچتی رہی۔

''اچھا تم ایسا کرو جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر ہم دونوں باہر چلیں گے۔'' وہ اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''مگر تایا جان!'' وہ ان کو جاتا دیکھ کر کہنے لگی۔

''اگر مگر کوئی نہیں بس جلدی سے تیار ہو کر نیچے آؤ۔'' وہ اس کو ٹوکتے ہوئے بولے اور باہر نکل گئے۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے کہنے پر تیار ہو کر نیچے چلی آئی۔ تایا جان اس کو سی ویو لے گئے تھے۔ پھر کتنا وقت انہوں نے وہاں پر گزارا۔ پھر وہاں سے وہ اکرام انکل (تایا جان کے دوست) کے ہاں لے گئے ان کی بیٹی تانیہ سے اس کی کافی دوستی تھی۔ اس کے ساتھ کچھ لمحے گزار کر اس نے خود کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کیا تھا۔ پھر وہ رات گئے گھر لوٹے۔

☆☆☆

''مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔'' آمنہ بیگم تہہ شدہ کپڑوں کو الماری میں رکھتے ہوئے بولیں۔

''کہیے کیا بات ہے؟'' وہ کتاب پر نظریں جمائے جمائے بولے۔

''میرے خیال میں اب ہمیں آئمہ کے لیے کوئی لڑکا دیکھنا چاہیے۔'' وہ الماری بند کر کے ان کے سامنے براجمان ہو گئیں۔

''کیوں بھئی اتنی جلدی بھی کیا ہے تمہیں؟'' انہوں نے چشمے کے پیچھے سے ان کو دیکھا۔

''جلدی۔'' وہ ان کی بات پر حیرت سے چیخیں۔

''پورے چھ برس ہو چکے ہیں اسے ہمارے پاس رہتے ہوئے۔'' وہ شاید یہ کہنا چاہ رہی تھیں کہ اسے ہمارے سر پر سوار ہوئے چھ برس گزر چکے ہیں۔

''تو کیا ہوا بیگم! تین چار سال اور سہی۔'' انہوں نے اطمینان سے کہا۔

''تین چار سال۔'' وہ آنکھیں پھاڑتے ہوئے اونچی آواز سے چلائیں۔

''بھئی! وہ ابھی تعلیم مکمل کر رہی ہے اور پھر کون سا کوئی لڑکا دیکھا ہے ہم نے ابھی۔'' انہوں نے کتاب بند کر دی۔

''تین چار سال تک لڑکی کو سنبھالنا بہت مشکل ہے۔ لڑکی کی سرپرستی کرنا اتنا آسان نہیں ہے اکبر صاحب!'' وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولیں۔

''آئمہ بہت سمجھدار لڑکی ہے۔ اس سے نہ تو آج شکایت ہے اور نہ کل ہو گی۔'' وہ اس کی طرف سے بالکل مطمئن تھے۔

''ہونہہ! بھلا آپ کو اس سے کیا شکایت ہو گی۔ آپ نے تو آنکھیں بند کر رکھی ہیں اس کی طرف سے۔'' وہ تند لہجے میں بولیں۔

''مطلب کیا ہے تمہارا اس بات سے؟''

''مطلب کیا ہونا ہے میرا۔ مزید کئی سالوں تک مونگ دلے گی ہمارے سینوں پر۔ اب مزید خرچا برداشت نہیں کر سکتی میں۔ فون کے لیے لمبے لمبے بل اور دوستوں کی خاطر داریوں کے لیے میرے پاس اب پیسے نہیں ہیں۔'' وہ اس کا وجود برداشت کرنے کو بالکل تیار نہ تھیں۔ انہوں نے ترشی سے صاف لفظوں میں اپنے دل کی بات کہہ ڈالی۔

''بیگم! شاید آپ بھول رہی ہیں کہ وہ میرے مرحوم بھائی کی نشانی ہے اور وہ میرے لیے کبھی بوجھ نہیں رہی۔۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
http://kitaabghar.com READING

www.Paksociety.Com

میری بیٹی ہے اور اس کا خرچ آپ کو نہیں اٹھانا ہے۔ وہ کل بھی میری ذمہ داری تھی اور آج بھی میری ذمہ داری ہے۔ آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' ان کی بات پر وہ طیش میں آ گئے۔ کچھ پل رکنے کے بعد ان کو وارن کرتے ہوئے بولے۔

''اور آپ کان کھول کر سن لیں۔ آئندہ میں اس بارے میں کوئی بات نہیں سنوں گا۔'' وہ پھر رکے نہیں دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند کرتے باہر نکل گئے۔

☆☆☆

''لگتا ہے پڑھائی رات تک ہوتی رہے گی۔ اتنے ڈھیر برتن پڑے ہیں کچن میں مگر کسی کو احساس کہاں۔ گھر کے کاموں سے جان چھڑانے کا بہت اچھا حل نکالا ہے۔ اتنے ڈھیر پیسے پڑھائی میں خرچ کیے ہیں اس سے تو بہتر تھا کہ میں اتنے ہی پیسوں میں نوکرانی رکھ لیتی کام کروانے کے لیے۔'' لاؤنج میں بیٹھی وہ نوٹس تیار کر رہی تھی جب کمرے سے ان کی درشت آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ وہ کیا کہتی ان سے بس چپ چاپ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ ان کے رتبے کا لحاظ تھا اسے، رشتے کا احترام ملحوظ تھا ورنہ وہ ان کی ان کڑوی کسیلی باتوں کا جواب دے سکتی تھی۔

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کچن میں چلی آئی۔ یہاں گندے برتنوں کا انبار اس کا منتظر تھا وہ کتنی مشکل سے وقت نکال کر بیٹھی تھی سوچا تھا صبح ناشتے کے بعد تھوڑی بہت پڑھائی کر لے گی مگر ان کو اس کے ذرا سے پڑھنے پر بھی اعتراض تھا تمام کام نمٹانے کے بعد ہی وہ اسٹڈی کے لیے بیٹھتی ورنہ گھر کے کام کاج اسے ایک پل کے لیے بھی سکون نہ لینے دیتے تھے۔ برتن دھونے کے بعد وہ اب کچن کی صفائی کرنے لگی۔ تائی جان وہاں بھی سر پر سوار ہو گئیں۔

''ذرا پودوں کو بھی پانی بھی دے دیا کرو سارے مرجھا کر رہ گئے ہیں۔'' وہ غالباً کوئی غلطی تلاشنے میں مصروف تھی جوں ہی کوئی کوتاہی ہاتھ لگی وہ اسے باتیں سنانے چلی آئیں۔

''دیواروں سے نہیں کہہ رہی ہوں تم سے کہہ رہی ہوں میں۔'' اس کو خاموش پا کر وہ سخت لہجے میں بولیں۔

''جی...... جی تائی جان!'' وہ گھبرا کر بولی۔

''ہونہہ کام کاج آتا نہیں ہے اور چلیں ہیں پڑھائی کرنے۔ ارے پڑھائی کام نہیں آتی لڑکی کا سلیقہ کام آتا ہے۔'' وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے کی سمت چل دیں تھیں۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ ان کا غصہ اس کے پڑھنے پر ہے یا پڑھائی پر ہونے والے خرچے پر۔ ان کی طنزیہ باتوں کا صرف ایک ہی نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ اس کے وجود کو برداشت کرنے پر مجبور ہیں ورنہ اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو وہ کب کا اسے اس گھر سے بے دخل کر چکی ہوتیں۔

گھر کے ماحول میں کھنچاؤ بڑھتا جا رہا تھا تائی جان تو پہلے ہی اس سے خوش و مطمئن نہ تھیں۔ اس بات کا اندازہ تو اس نے پہلے ہی دن لگا لیا تھا مگر صرف تایا جان کی محبت کے زیر سایہ رہنے کے احساس نے اس کو مطمئن کر دیا تھا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا، ان کا رویہ بد تر سے بدتر ہوتا جا رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے کاموں میں اتنی غلطیاں نظر آنے لگیں تھیں ان کو۔ ہر بات پر طنز و تلخی تھی۔ اس حبس زدہ، گھٹن زدہ ماحول میں اس کا سانس رکنے لگا تھا۔ یوں ہر پل زہریلی اور نفرت بھری نگاہ وہ کیونکر برداشت کر سکتی تھی۔ اپنے وجود کو مجرم محسوس کر رہی تھی وہ۔

''کس قدر الجھ کر رہ گئی ہے زندگی۔ پل پل سانس لینا دشوار ہو رہا ہے اس حبس زدہ ماحول میں کیسے رہوں گی میں۔ نفرت بھری نگاہیں، طنز آمیز باتیں کیسے جینے دیں گی مجھے۔ اے اللہ! کیسا نصیب لکھا ہے تو نے۔ کب تک ان کے رحم و کرم پر رہوں گی میں۔ ان کی مرضی کی زندگی آخر کب تک جیوں گی میں۔'' اس کے آنسو سیلاب کی طرح بہتے چلے گئے۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

☆☆☆

''اچھا رونا تو بند کرو آئمہ۔'' ندا نے اس کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ وہ جب سے آئی تھی وہ بغیر کچھ کہے روئے جا رہی تھی۔

''بتاؤ تو سہی آخر ہوا کیا ہے؟'' اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر اس نے نرمی سے دریافت کیا۔ پھر اس نے دل کی تمام جمع شدہ باتیں اس سے کہہ ڈالیں۔ اس سے شیئر کر کے اس کو اپنا آپ ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔

''تم بھی بہت بے وقوف ہو آئمہ! ان کی تمام باتیں چپ چاپ سن لیں۔ اتنا طنزیہ لہجہ، ایسا الزام تم نے کیسے برداشت کر لیا؟ بہت احمق ہونے کا ثبوت دیا ہے تم نے۔'' وہ اس کو ڈانٹنے لگی۔

''مجھے سخت غصہ آ رہا ہے تمہاری بزدلی پر۔''

''ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں اوپر سے تم بھی مجھے ڈانٹ رہی ہو۔'' آئمہ نے خفگی سے کہا اور آنکھوں میں رکے ہوئے آنسوؤں کو ٹشو پیپر سے صاف کرنے لگی۔

''تو اور کیا کروں؟ تمہاری چپ ہی نے تو ان کو شیر کیا ہے اگر پہلی بار ہی دوبدو جواب دے دیا ہوتا تو یوں طنز کے تیر نہ چلاتیں۔''

''تو اب بتاؤ کہ میں کیا کروں؟ مجھ سے اب مزید برداشت نہیں ہو سکتا ان کا نفرت آمیز رویہ۔'' وہ شکستگی سے بولی۔

''ہاں اس مسئلے کا ایک حل نکل سکتا ہے؟'' اس نے ذرا سوچتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں تم جلد از جلد شادی کر لو اور یہاں سے نکلنے کی کرو۔'' اس نے حل پیش کیا۔

''کیا!'' وہ چیخ پڑی۔

''کتنا بے وقوفانہ مشورہ دے رہی ہو تم؟'' وہ اس کی تجویز پر ہرگز مطمئن نہ تھی۔

''صحیح تو کہہ رہی ہوں یہ ہی ایک حل ہے۔''

''نہیں ندا! یہ اتنا آسان نہیں ہے۔'' اس نے انکار کیا۔

''کیوں کیا مشکل ہے؟'' اس نے الٹا اس ہی سے پوچھا۔

''کوئی کھیل نہیں ہے ندا! جو میں آج ہی کھیل لوں۔ کوئی حل بتاؤ ندا! جو مجھے اس ماحول سے نجات دلا سکے۔'' وہ پریشانی سے بولی۔

''ہوں۔'' وہ سوچنے لگی۔ پھر کچھ لمحے کے بعد بولی۔

''تم جاب کیوں نہیں کر لیتیں؟ اس طرح نا صرف تمہیں Financialy سپورٹ مل جائے گی بلکہ اس ماحول سے دور ہونے کا بھی موقع مل جائے گا۔''

''ہاں یہ تم ٹھیک ہو مگر......'' وہ ایک بار پھر اس کی تجویز پر غور کرنے لگی۔

''کیا؟'' اس نے پوچھا۔

''تائی جان تو اس کی بھی مخالفت کریں گی۔ وہ کبھی بھی نہیں مانیں گی۔'' مایوسی سے کہنے لگی۔

''تائی جان تائی جان۔'' وہ زچ ہو کر بولی۔ ''آئمہ تمہیں ان سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تو کبھی بھی اجازت نہیں دیں گی۔'' وہ قدرے سخت لہجے میں بولی۔ پھر لہجہ نرم کرتے ہوئے اسے سمجھانے لگی۔

''تم صرف تایا جان سے بات کرو، ان سے پرمیشن لو۔'' اس کی بات پر آئمہ نہ جانے کیا سوچنے لگی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"اگر تم کہو تو میں تایا جان سے بات کروں؟" اس نے اس کی پریشان صورت دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ تو ہر لمحہ اس کی مدد کو تیار رہتی تھی۔

"نہیں یار! میں خود ہی بات کرلوں گی۔ تمہارا تو یہی احسان کافی ہے ندا کہ تم میرا دکھ بانٹ لیتی ہو۔" اس کی آنکھیں تشکر سے بھیگنے لگیں۔

"کیا میں تمہاری دوست نہیں ہوں۔ تمہارا دکھ میرا دکھ ہے آئمہ! تمہاری ہر خوشی اور غم میں ساتھ دینا میرا فرض ہے۔ اس میں کوئی احسان نہیں ہے۔"

"نہیں ندا! اپنے بھی پرائے ہو جایا کرتے ہیں۔ خوشی میں تو ہر کوئی ساتھ دے دیا کرتا ہے مگر غم میں سب ہی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ سب کو اپنا مطلب عزیز ہوتا ہے۔ کوئی بغیر غرض کے کسی کے کام نہیں آتا۔" اس کی آنکھوں میں ماضی کے تلخ تجربوں کا عکس اتر آیا۔

"مگر میں ان میں سے نہیں ہوں۔" ندا کی سچائی اس کی آنکھوں سے واضح تھی۔

"تم پر تو مجھے پورا مان ہے ندا!"

"ہاں یہ ہی بھروسہ اور اعتماد تو ہماری دوستی کی بنیاد ہے۔" ندا نے اس کی بات میں اضافہ کیا۔

"اچھا بھئی! ٹائم کافی ہو گیا ہے اب چلنا چاہیے۔ بھائی گھر آ گئے ہوں گے۔" گھڑی پر نگاہ پڑتے ہی وہ اٹھنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ یار!" اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے اس کو بٹھانے کی کوشش کی۔ اور پھر پوچھنے لگی۔

"کیا بھائی منع کرتے ہیں تمہیں یہاں آنے سے؟"

"نہیں یار! وہ دراصل آج ہمارا گھومنے پھرنے کا پروگرام ہے اگر لیٹ ہوگئی تو غصہ کریں گے۔" اس نے وضاحت سے بتایا اور سینڈل پیر میں ڈال بیگ کو کاندھے پر لٹکایا۔

"اچھا تم اپنا خیال رکھنا ٹھیک اور جب تایا جان سے اجازت لے لو تو مجھے فون کر دینا بلکہ میں خود تمہیں فون کروں گی۔" مصافحہ کرکے وہ الوداع کہتی باہر نکل گئی۔

☆☆☆

وہ بڑی مضطرب سی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کن الفاظ میں مدعا ان تک پہنچائے۔ تایا جان بظاہر تو ٹی وی دیکھنے میں منہمک تھے لیکن دوسرے صوفے پر بیٹھی آئمہ کی کیفیت ان سے مخفی نہ تھی۔

"آئمہ بیٹا!" وہ اس کو مضطرب دیکھ کر اس کو پکار بیٹھے۔

"جی تایا جان!"

"بیٹا! کوئی بات کرنی ہے؟"

"جی...... جی تایا جان! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔" وہ جلد از جلد ان سے بات کر لینا چاہتی تھی۔

"ہاں کہو کیا بات ہے؟" وہ ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"وہ تایا جان! بات دراصل یہ ہے کہ میں..." وہ اپنے ہاتھوں پر نظریں جماتے ہوئے بولی۔

"بولو بیٹا! میں سن رہا ہوں۔" وہ اس کو خاموش پا کر بولے۔

"وہ تایا جان! میں گھر میں فارغ رہتی ہوں سوچ رہی ہوں کہ..." وہ رک گئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''جاب کرلوں۔'' اس نے آہستگی سے کہہ کر ذرا کی ذرا نگاہ اٹھا کر ان کا ردعمل جاننے کی کوشش کی۔ وہ کچھ تو خاموش رہے پھر بولے۔

''بیٹا! خیال تو تمہارا ٹھیک ہے لیکن مصروف رہنے کے لیے تم شارٹ کورسز کرسکتی ہو۔'' اس کے خیال کو رد کیے بغیر انہوں نے اپنی رائے دی۔

''جی تایا جان! لیکن میں جاب کرنا چاہتی ہوں۔'' اس نے پھر اپنی بات کو دہرایا۔

''یہی تو جاننا چاہتا ہوں بیٹا! کہ تم جاب کیوں کرنا چاہتی ہو؟'' وہ اس کے چہرے کو پڑھ سکتے تھے۔ اس کے چہرے پر تحریر پریشانی انہیں اس کے پس منظر کو جھانکنے پر مجبور کررہی تھی۔ وہ سوچ میں پڑ گئی تھی کہ انہیں تمام حقیقت سے آگاہ کرکے انہیں پریشان کردے یا کوئی بات بنا کر انہیں ٹال دے۔

''کیا کوئی مسئلہ ہے؟ کوئی پریشانی ہے بیٹا! تو مجھ سے کہو؟ تمہیں پیسوں کی وجہ سے کوئی پریشانی ہے؟ اگر ایسی کوئی بات ہے تو کہو بیٹا؟'' وہ خلوص سے پوچھنے لگے۔ اس نے فوراً نفی میں سر کو جنبش دی۔

''میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے بیٹا! کہ تمہاری ہر ضرورت کو پورا کروں۔ تمہاری کوئی خواہش ایسی ہے جو پوری نہ ہوئی ہو۔ اگر پھر بھی کوئی ضرورت......'' وہ نرم لہجے میں بول رہے تھے۔ ان کی بات پوری کرنے سے پہلے وہ اٹھ کر ان کے پاس چلی آئی۔

''نہیں تایا جان! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' وہ ان کی اس مہربان شخصیت سے خوفزدہ تھی کہ اس کی اس بات پر کہیں ان کا دل نہ دکھ جائے۔

''تایا جان! مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شکوہ ہے۔'' پھر وہ ان کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولی۔

''تایا جان! آپ ہی تو وہ شخصیت ہیں جس نے مجھے جینے کا حوصلہ دیا۔ سہارا دیا ہے مجھے جینے کا۔ آپ تو میرے لیے گھنا سایہ ہیں آپ کی چھاؤں میں، میں خود کو کس قدر محفوظ تصور کرتی ہوں۔ اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔'' اس کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔

''ارے بیٹا! تم تو رونے لگیں۔'' اس کی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو دیکھ کر وہ پریشان ہوگئے۔

''بیٹا! میں جانتا ہوں کہ تم نے کبھی کوئی بیجا خواہش نہیں کی تم تو بہت صابر بچی ہو۔ بیٹا! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے تم جاب کرسکتی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' ان کے کہنے پر اس کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

''لیکن بیٹا! اپنا خیال رکھنا اچھے، برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ خود کو اچھے لوگوں کے درمیان رکھنے کی کوشش کرنا۔ مجھے تم پر پورا مان اور بھروسہ ہے۔ لیکن اس دنیا پر نہیں ہے۔''

''آپ فکر نہ کریں تایا جان! میں ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھاؤں گی۔ آپ پورا اطمینان رکھیں۔ آپ کا یہ مان ہمیشہ قائم رہے گا۔'' اس نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ انہوں نے دھیما سا مسکراتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

''تھینک یو بیٹا!''

''ابو! آپ کا فون آیا ہے۔'' ولید نے آکر اطلاع دی تو وہ اس کے پیچھے چل دیئے اور وہ مطمئن ہوگئی جیسے بہت بڑا مسئلہ حل ہوگیا ہو۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
READING
http://kitaabghar.com
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

☆☆☆

پھر اس نے دو آفسز میں جاب کے لیے اپلائی کر دیا۔ اس کو پورا یقین تھا کہ اسے کسی ایک میں سے تو اسے اپائنٹ کر لیا جائے گا اور یہ ہی ہوا انٹرویو کے اگلے دن ہی اس کا اپائنٹمنٹ لیٹر اس ہاتھوں میں تھا۔

اگلے دن وہ آفس جانے کے لیے تیار تھی۔

''بیٹا! تم آفس شہباز کے ساتھ جاؤ گی یا میں تمہیں ڈراپ کر دوں؟'' وہ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی تو تایا جان نے اس سے پوچھا۔

''نہیں تایا جان! آج ولید نے چھٹی کی ہے، بائیک پر اس کے ساتھ چلی جاؤں گی۔'' اس نے چائے کا گھونٹ لیا۔

''ارے نہیں اتنی قیمتی جان کو میں ولید کے حوالے نہیں کروں گا۔'' انہوں نے جوس کا گلاس تھماتے ہوئے ولید کی جانب دیکھا جو بڑے انہماک سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ ان کے کہنے پر فوراً اس کے کان کھڑے ہو گئے۔

''خیر اب میں اتنی بھی گئی گزری بائیک نہیں چلاتا۔''

''چلو تم نے یہ تو مان لیا نا کہ تم گئی گزری بائیک چلاتے ہو، اتنی نہ سہی اتنی تو چلاتے ہو نا۔'' تایا جان نے اس کی بات پکڑی۔ تو ان کے سمیت آئمہ بھی ہنس دی۔ جبکہ ولید نے تلخی سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

''بھئی! تم ایک جان پر ہی پریکٹس کرو فی الحال۔'' آئمہ نے بھی شرارت سے کہا۔

''پھر آپ ڈراپ کریں گے تایا جان؟'' اس نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں بیٹا! چلو۔'' انہوں نے اس کو جانے کے لیے تیار دیکھا تو ڈائننگ ٹیبل سے جائے اٹھاتے ہوئے بولے۔

''ارے تم کہاں جا رہی ہو؟'' تائی جان کی ابھی آمد ہوئی تھی۔ اس کو تیار دیکھ کر وہ حیرانی سے پوچھنے لگیں۔

''امی! آئمہ آپی نے آفس جوائن کر لیا ہے۔'' ولید نے خوشی سے بتایا۔

''ہائیں!'' وہ حیرت سے بے ہوش ہونے کو تھیں۔ آئمہ کے قدم آہستہ ہو گئے۔

''چلو بیٹا! کہاں رہ گئیں؟'' تایا جان نے پلٹ کر اس کو پکارا تو وہ تیز تیز چلتی باہر نکل آئی۔ اس کو آفس ڈراپ کر کے وہ اپنے آفس کی جانب ہو لیے۔ آفس پہنچتے ہی سب سے پہلے اس نے (ایم ڈی) عبداللہ صاحب کے کمرے میں حاضری دی۔

''السلام علیکم سر!'' اجازت لینے کے بعد اس نے سلام کیا۔ اس کے سلام پر انہوں نے فائل بند کرتے ہوئے سر اٹھایا۔

''وعلیکم السلام، آیئے آیئے۔ ٹائمنگ تو آپ کی بالکل ٹھیک ہے۔ بیٹھیے۔'' انہوں نے اس کو کھڑا دیکھ کر سامنے رکھی سیٹ کی جانب اشارہ کیا۔

''تھینک یو سر!'' وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

''سب سے پہلے میرے خیال میں آپ کا انٹروڈکشن کروایا جائے۔''

''اور سر پورے اسٹاف کا بھی۔'' اس نے مسکراتے ہوئے ان کی بات میں اضافہ کیا۔

''یہ آر رائٹ مس.....'' تھوڑا سا رک کر انہوں نے سوچا پھر یاد آجانے پر فوراً بولے۔ ''مس آئمہ! I am right؟'' انہوں نے اس سے تصدیق چاہی۔

''جی سر!'' اس نے مسکرا کر گردن ہلائی۔

''چلیے۔'' اس کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ ان کے پیچھے روم سے باہر نکل آئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

پورے اسٹاف کی ایک لمبی قطار موجود تھی۔

"یہ ہمارے سب سے سینئر ورکر ہیں مسٹر اجمل۔" عبداللہ صاحب نے قطار میں کھڑے ہوئے سب سے پہلے شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔ وہ اپنے تعارف پر ذرا مسکرائے۔ پھر عبداللہ صاحب ذرا سے آگے بڑھتے ہوئے بولے۔

"یہ ہیں مسٹر ریحان دو سال سے یہاں پر کام کر رہے ہیں۔" اس نے جھک کر سلام کیا تو آئمہ نے بھی سر ہلا کر جواب دے دیا۔

"یہ ہیں مسٹر امجد۔" اس نے ذرا سا سر کو جنبش دی۔

"اور یہ ہیں سلمان یہ ارشد۔" انہوں نے یکے بعد دیگرے دونوں اشخاص کی جانب اشارہ کیا۔ ان دونوں نے سر ہلا کر نشاندہی کی۔

"اور یہ ہیں مسٹر فردوس۔"

ارشد کے برابر کھڑے شخص نے اپنے دانتوں کی نمائش کی تو جواباً وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

"اور یہ ہیں مسٹر فہد ان کے بغیر تو ہمارا آفس نامکمل ہے۔" انہوں نے بڑے فخر سے ان کا تعارف کرایا۔ اس نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ گرے کلر کی پینٹ پر وہائٹ اور لائٹ گرے کلر کی شرٹ میں، آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے وہ کافی سوبر اور ڈانسلیجنٹ لگ رہا تھا۔ اس نے بھی ایک نگاہ اس پر ڈالی اور پھر دوبارہ نگاہیں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں عبداللہ صاحب کا احترام واضح نظر آ رہا تھا۔ اس کے کھڑے ہونے کا مؤدبانہ انداز بہت بھلا لگا تھا۔

"اور یہ مسز اسلم ہمارے آفس کی بہت ذمہ دار اور خاص طور پر ڈسپلنڈ ورکر۔" سب سے آخر میں کھڑی خاتون نے مسکرا کر اس سے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے کر دیا جو اس نے بلا تامل تھام لیا۔

"نائس ٹو میٹ یو۔" مسز اسلم نے مسکرا کر کہا۔

"سیم ٹو یو۔" اس نے جواباً کہا۔

"چونکہ مس آئمہ ابھی نئی ہیں۔ ان کو آفس ورک کا کوئی Experence نہیں ہے اس لیے ان کو کسی کام میں کوئی بھی پرابلم ہو تو آپ سب ان کا حوصلہ بڑھائیے گا۔ امید ہے کہ آپ لوگوں کا تعاون ان کے ساتھ رہے گا۔" عبداللہ صاحب کی اس بات سے اس کو بہت ڈھارس ملی تھی۔

"جی سر ہماری پوری کوشش ہوگی کہ جہاں کہیں ان کو ہماری ضرورت پڑے ان کی مدد کریں۔" مسٹر اجمل نے ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے یقین دلایا۔ پھر وہ اپنے روم کی جانب بڑھ گئے تو وہ بھی ان کے پیچھے چلی آئی۔ وہ ان کے بیٹھنے کی منتظر اپنی سیٹ کے آگے کھڑی رہی۔

"بیٹھیے۔" اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے بھی اپنی سیٹ سنبھالی۔ پھر وہ اس کے کام کے متعلق تفصیلات بتانے لگے۔

☆☆☆

"بہت مبارک ہو پرسنل سیکرٹری کی جاب۔" ندا نے اگلے دن ہی مبارک باد کا فون کر دیا۔

"تھینک یو یار! دیکھو میں کتنی خوش قسمت ہوں کہ مجھے دو دن میں ہی جاب مل گئی۔" آئمہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

"جناب لڑکیوں کو اتنی جلدی ہی مل جایا کرتی ہے۔" اس نے مدبرانہ انداز میں اسے بتایا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''جی نہیں یہ جاب صرف میری قابلیت کی بناء پر ملی ہے۔'' اس نے اکڑ کر اس کے خیال کو رد کیا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے ایم ڈی کی ایج کتنی ہے؟'' ندا نے بے تکا سا سوال داغا۔

''کیا! Age؟ تمہیں یہ سوال پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ پوچھ سکتی ہوں میں؟''

''بتاؤ تو؟''

''مجھے کیا پتہ بھئی؟'' وہ جھلاتے ہوئے بولی۔

''اچھا چلو پھر یہ بتاؤ کہ وہ میرڈ ہیں یا ان میرڈ؟'' اس نے پھر بے پر کی ہانکی۔

''ندا یہ کیا اول فول سوال کر رہی ہو تم؟'' اسے اس کی فضول باتوں سے سخت چڑ ہو رہی تھی۔

''بتاؤ تو سہی۔'' وہ بے چینی سے بولی۔

''میرڈ ہوں گے ساٹھ سال سے اوپر کی عمر کا شخص ان میرڈ تو نہیں ہو سکتا۔'' اس نے اس کی ساری بے چینی کو دور کر دیا۔ اس کی بات سن کر اس نے ایک لمبی سانس خارج کی۔

''پھر تو تمہاری اس بات سے متفق ہوں کہ تمہیں جاب میرٹ کی بنیاد پر ملی ہے۔'' وہ قائل ہو گئی۔

''چلو تم نے مانا تو سہی۔ تم اپنی سناؤ ندا کب تک احمر بھائی کے سر پر سوار ہونے کا ارادہ ہے؟''

''فی الحال تو ان کی امی کا جہاز پر سوار ہونے کا ارادہ ہے۔

''سوار ہونے کی بات چل ہی رہی ہے تو ذرا تم یہ بتاؤ کہ احمر بھائی گھوڑے پر تو سوار ہو کر نہیں آئیں گے؟''

''میں ٹانگیں نہ توڑ دوں گی۔'' اس نے تنک کر کہا۔

''کس کی۔ احمر بھائی کی؟''

''نہیں گھوڑے کی۔'' پھر وہ دونوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس دیں۔

☆☆☆

خود کو وہ فریش سا محسوس کر رہی تھی۔ حالانکہ آفس میں جاب کرنے کے بعد گھر کے کام اور آفس کو ایڈجسٹ کرنا اس کے لیے خاصا مشکل ہو گیا تھا۔ صبح ناشتے کے بعد برتن وغیرہ دھونے کے بعد ہی وہ آفس کے لیے نکلتی۔ آفس سے آنے کے بعد شام کو تائی جان اس کے لیے ڈھیر سارے برتنوں کا انبار لگا کر رکھتیں۔ ان سے نمٹ کر وہ رات کے لیے اور اگلے دن دوپہر کے لیے سالن بنا کر فریز کرتی۔ رات کے لیے چاول یا روٹی جو بھی پکنی ہوتی وہ بھی اس کے ذمے تھی۔ وہ تو شکر تھا کہ تایا جان نے اوپر کے کاموں کے لیے ماسی کا انتظام کر دیا تھا ورنہ وہ بھی اسی کے پلے پڑتا۔

☆☆☆

''آئمہ کے لیے کوئی رشتہ دیکھیے آپ۔'' وہ بڑے سکون سے ٹی وی پر خبریں دیکھنے میں مگن تھے جب وہ ان کے سکون میں خلل ڈالتے ہوئے بولیں۔

''کیوں اب کیا ہو گیا؟''

''کیا ہو گیا! یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں آپ۔'' وہ سخت لہجے میں بولتی ہوئی ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

''ہاں تو ایسا کیا ہو گیا ہے جو آپ اس طرح کہہ رہی ہیں؟'' وہ ان کے سخت لہجے پر زچ ہو گئے۔

''یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارے خاندان کی کسی لڑکی نے آج تک باہر قدم نہیں نکالا ہے اور آپ نے اس کو جاب کی اجازت دے دی۔'' وہ سخت معترض تھیں اس کے جاب کرنے پر جس کا اظہار آج انہوں نے کر ہی دیا تھا۔

''اچھا تو یہ بات ہے۔'' وہ بات کی تہہ تک پہنچتے ہوئے بولے۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

"تم آخر اس سے اتنی نالاں کیوں ہو آمنہ؟"

"بس میں نے کہہ دیا ہے اس کے لیے جلد از جلد کوئی رشتہ تلاش کیجیے۔" ان کے سوال کو نظر انداز کر کے انہوں نے تند لہجے میں اپنی بات دہرائی۔

"شہباز کی شادی ہو جانے دو اس کے بعد آئمہ کے لیے بر تلاش کریں گے۔" وہ دوبارہ ٹی وی کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"شازیہ بھی یہی چاہتی ہے کہ وہ پہلے یہاں سے رخصت ہو جائے۔" ان کے منہ سے بات پھسل گئی۔ وہ اپنی بھانجی پر الزام نہیں ڈالنا چاہتی تھیں۔

"اچھا تو وہ بھی آپ کی طرح نادر خیالات رکھتی ہے۔" وہ طنز سے بولے۔

"ہاں بھئی خالہ کا کچھ تو اثر آئے نا بھانجی پر۔ آمنہ! آخر تمہیں اس معصوم سے کیا بیر ہے؟ کیوں اس کو گھر سے نکالنے پر تلی ہوئی ہو تم؟" وہ یکدم ہی آگ بگولہ ہو گئے۔

"اکبر صاحب اتنے سالوں سے برداشت کر رہی ہوں آپ کے مرحوم بھائی کی "معصوم بچی" کو اب جلد از جلد یہاں سے رخصت کرنے کا انتظام کریں اور ویسے بھی شہباز کی شادی کے بعد اس کے لیے یہاں رہنا مشکل ہوگا۔" وہ بلند آواز سے ترش لہجے میں بولیں۔

"تم چاہتی ہو کہ میں آنکھ بند کر کے اسے کسی سے بھی بیاہ دوں تو یہ تمہاری بھول ہے آمنہ۔ اگر تمہاری بھانجی کو اتنا ہی انتظار ہے تو انتظار کرے اس وقت کا جب تک آئمہ کی کسی مناسب جگہ پر شادی نہیں ہو جاتی۔" اکبر صاحب نے دوٹوک لہجے میں فیصلہ سنایا۔

"آپ اس کی وجہ سے شہباز کی شادی التواء میں ڈال دیں گے؟" انہوں نے بے یقینی کی کیفیت میں ان سے پوچھا۔ وہ ان کے قطعی انداز پر پریشان ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ جس فیصلے پر اڑ جائیں تو پھر ان کو کوئی ان کے فیصلے سے نہیں ہٹا سکتا۔ وہ ان کو یکسر نظر انداز کر کے ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر آمنہ بیگم کی ہمت نہ ہوئی کہ مزید کچھ کہتیں اس لیے خاموشی سے اٹھ کر وہاں سے چلی گئیں۔

☆☆☆

"اسے پورا ایک مہینہ ہو گیا تھا اس آفس میں کام کرتے ہوئے۔ تمام ورکرز کا بھرپور تعاون اس کے ہمراہ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اسے عبداللہ صاحب جیسے نرم مزاج کے مالک کے ماتحت کام کرنے میں کوئی دشواری نہیں تھی ان کا مشفقانہ سلوک اس بات کا احساس ہی نہیں ہونے دیتا تھا کہ وہ ان کی سیکرٹری ہے۔ وہ اس کو بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھتے تھے۔

"آئمہ!" وہ فائل میں سر دیے کچھ لکھنے میں مصروف تھی جب عبداللہ صاحب کی شیریں آواز نے اس کے متحرک ہاتھوں کو روک دیا۔

"جی سر!" بالآخر اس نے پین اور فائل بند کر دیا۔

"آج میری کوئی میٹنگ تو نہیں؟" انہوں نے پیپر پر کچھ لکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی سر آج آپ کی شام پانچ بجے رحمان صاحب سے میٹنگ ہے۔" اس نے ڈائری میں دیکھتے ہوئے انہیں بتایا۔

"سر! لیکن ابھی تو آپ کی دوا کا وقت ہو گیا ہے۔" گھڑی کی جانب نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے یاد دلایا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''آئمہ بیٹا!'' وہ پیپرز سمیٹ کر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

''جی سر!''

''یہ ذمہ داری آپ کی تو نہیں ہے؟''

''سر! آپ نے مجھے بیٹی سمجھا ہے تو پھر اس ناطے مجھے آپ کا خیال رکھنا ہی چاہیے۔'' اس نے دراز سے گولیوں کی شیشی نکالتے ہوئے خلوص سے جواب دیا۔ جگ سے گلاس میں پانی بھر کر ایک گولی نکال کر انہیں دی۔ پھر واپس اپنی سیٹ پر آ کر دوبارہ فائل کھولنے لگی تھی کہ عبداللہ صاحب نے اسے بلالیا۔

''آئمہ! ذرا ادھر آئیے۔''

''جی سر؟'' اس نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ فائل آپ مسٹر فہد کو دیجیے گا۔ سلطان آرکیڈ کے میٹنگ ڈائریکٹر کو ای میل کریں اور ان سے میٹنگ کا ٹائم کنفرم کریں اور ہاں بلیک کلر کی فائل ان کے پاس ہو تو وہ لے کر آیئے۔'' انہوں نے اس کو ہدایات دی۔ فائل لے کر کمرے سے نکل گئی۔ فہد کے چیمبر میں پہنچی۔ وہ کچھ لکھ رہا تھا۔

''مسٹر فہد!'' اس کو متوجہ کرنے کے لیے اس نے مخاطب کیا۔

''جی فرمایئے؟'' اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

''وہ سر نے یہ فائل دی ہے اور کہہ رہے ہیں کہ سلطان آرکیڈ کے میٹنگ ڈائریکٹر کو ای میل کر دیں اور ان سے میٹنگ کی ٹائمنگ فکس کرلیں۔'' اس نے ہو بہو ساری بات ایک ہی سانس میں اس کے گوش گزار کر دی۔

''آپ کی بات مکمل ہوگئی۔ اور کچھ بھی کہا ہے انہوں نے۔'' اس نے دراز کی جانب بڑھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں اور کچھ تو نہیں کہا۔''

''میں نے سلطان آرکیڈ کو ای میل کر دی تھی اور کل صبح گیارہ بجے ان کے میٹنگ ڈائریکٹر احتشام رضوی صاحب سے میٹنگ ہے اور یہ فائل میں نے کمپلیٹ کر دی ہے یہ لے جایئے۔'' اس نے دراز سے نکالی ہوئی فائل آگے بڑھائی۔ وہ تو اس کی قابلیت کی معترف ہوگئی تھی بناء کہے اس نے فائل اس کے حوالے کر دی تھی۔

''کس قدر ذمہ دار ہے فہد۔'' وہ سوچتی ہوئی واپس عبداللہ صاحب کے روم میں چلی آئی۔ فہد نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ اس سے عبداللہ صاحب کو بھی آگاہ کر دیا۔

''او کے مس آئمہ! اب آپ گھر چلی جایئے ویسے بھی آج کافی دیر ہوگئی ہے آپ کو۔'' انہوں نے گلاس وال سے شام کے بڑھتے ہوئے اندھیرے کو دیکھا۔

''او کے سر!'' اس نے اپنی ٹیبل پر آ کر پھیلے ہوئے پیپرز اور فائل کو ٹھیک طرح سے رکھا اور ٹیبل کی سائیڈ پر رکھے پرس کو کاندھے پر لٹکا کر انہیں خدا حافظ کہتی ہوئی باہر نکل آئی۔

☆☆☆

آج تو وہ کچھ زیادہ ہی لیٹ ہوگئی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ باس کی گاڑی اسے پک کرنے نہ آسکی تھی۔ اس لیے اس کو بس سے جانا پڑا۔ ساڑھے دس پر وہ آفس پہنچی۔ معمول کے مطابق اس نے سب سے پہلے سر عبداللہ کے روم کی راہ لی۔ ان کی سیٹ خالی تھی وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی کہ وہ کیوں نہیں آئے کیونکہ تین مہینے میں ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ وجہ جاننے کے لیے روم سے باہر نکل آئی۔

''آج سر نہیں آئے کیا؟'' اس نے مسز اسلم کے چیمبر کی دہلیز پر رک کر پوچھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''ان کے کسی عزیز کی طبیعت خراب ہوگئی تھی اس لیے آتے ہی چلے گئے۔''مسز اسلم نے اس کی پریشانی وحیرانی کو بھانپتے ہوئے تفصیل سے آگاہ کیا۔

''مگر آج تو میٹنگ ہے گیارہ بجے۔''اس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''تم فکر مت کرو میں سر سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔''وہ اس کو تسلی دیتے ہوئے فون ملانے لگیں۔ کافی دیر تک انہوں نے ٹرائی کیا مگر رابطہ نہ ہوسکا۔

''مس آئمہ!''اسی وقت فہد کی آواز نے متوجہ کیا۔

''جی۔''وہ پلٹی۔

''سر عبداللہ نے ابھی فون کر کے بتایا ہے کہ وہ میٹنگ کے لیے نہیں آسکیں گے۔''

''تو پھر کیا ہوگا میٹنگ کا؟''وہ متفکر ہوئی۔

''انہوں نے کہا ہے کہ میں اور مس آئمہ آپ میٹنگ ڈیل کرلیں۔''اس نے مزید بتایا۔

''جی!''وہ حیران ہوئی۔

''Any problem Miss Aima?''اس کی حیران سی صورت دیکھ کر اس نے دریافت کیا۔

''No۔''اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''تو پھر چلیے۔''اس کے کہنے پر اس نے قدم بڑھا دیے۔

''ظہور کہاں ہیں؟''آئمہ نے ڈرائیور کی عدم دستیابی پر فہد سے پوچھا۔

''وہ سر کے ساتھ گئے ہیں۔''

''اوہ اچھا۔''فہد نے اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے ہی والا تھا کہ اس کو پیچھے کا ڈور کھولتے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

''مس آئمہ! آپ کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے پر کوئی اعتراض ہے؟''

''جی!''وہ چونکی پھر آہستگی سے سر کو نفی میں ہلا دیا۔

''تو پھر آپ فرنٹ سیٹ پر آئیے۔''اس کے کہنے پر وہ پیچھے کا ڈور بند کر کے فرنٹ سیٹ پر آبیٹھی۔

''مس آئمہ! آپ مائنڈ نہ کیجیے گا۔ یہ میں نے ایسا اس لیے کہا ہے کہ یہ سب آفس میٹرز میں شامل ہیں اور یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ (سلطان آرکیڈ) احتشام احمد رضوی صاحب ایسی باتوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔''اس کو متذبذب سا دیکھ کر اس نے وضاحت کی۔

''اوکے۔''اس نے جواباً کہا۔ وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا اور وہ بھی بالکل چپ چاپ کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔ نہ جانے کیوں اس کے ساتھ جاتے ہوئے وہ کترا رہی تھی یہ تو اسے خود معلوم نہ تھا۔ اس کے سامنے عجیب گھبراہٹ سی طاری ہو جاتی اسے جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔ اسی طرح خاموشی سے تمام سفر کٹ گیا۔ میٹنگ کے بعد جب واپسی کی طرف گامزن تھے۔ اس نے گاڑی مختلف روٹ پر ڈالی تو وہ کچھ ٹھٹک گئی۔ اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اس سے پوچھے۔ پھر بھی اس نے پوچھ لیا۔

''آپ کہاں جا رہے ہیں یہ آفس کا تو روٹ نہیں ہے؟''اس نے لرزتی ہوئی آواز کو کسی قدر بہتر بنایا تھا۔

''آپ کیا سمجھ رہی ہیں میں آپ کو کہاں لے کر جا رہا ہوں؟''اس کی گھبراہٹ کو بھانپتے ہوئے اس نے جواب دینے کے بجائے اسی سے سوال کیا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

''کیا میں آپ کو شکل سے ایسا دکھائی دیتا ہوں؟'' اس کو خاموش دیکھ کر اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

''دیکھنے میں تو انتہائی شریف انسان نظر آتا ہے یہ پھر یہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ کہیں یہ مجھے.....'' اس سے آگے اس سے سوچا نہ گیا۔ وہ اس کے جواب کا منتظر تھا لیکن وہ اس سے بے خبر سوچ میں گم تھی۔

''کیا میں آپ کو شکل سے ایسا نظر آتا ہوں۔'' اس نے پھر پوچھا۔

''جی!'' وہ چونکی۔ اس نے حیرت سے دیکھا۔

''جی نہیں۔'' وہ نفی کرتے ہوئے جلدی سے بولی۔ وہ اس کی کیفیت سے محظوظ ہو رہا تھا وہ گھبراہٹ میں انگلیاں بری طرح مروڑ رہی تھی۔ اس کو مزید پریشان کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اس نے اصل بات سے آگاہ کیا۔

''یہ آفس کا شارٹ کٹ ہے آپ پریشان مت ہوں۔ ہم آفس ہی جا رہے ہیں۔'' اس نے اس کی جانب نگاہ ڈالی۔ اگلے ہی پل اس کے چہرے پر گہرا اطمینان سا ٹھہر گیا۔ تھوڑی دیر سفر خاموشی سے گزارا پھر فہد نے سکوت کو توڑا۔

''مس آئمہ ایک بات پوچھوں؟''

''پوچھیے۔'' وہ اب قدرے بہتر تھی۔

''آپ نے ایسا کیوں سوچا کہ میں آپ کو کہیں اور لے جا رہا ہوں؟'' اس کے لہجے میں اشتیاق تھا جس سے وہ قطعی بے خبر تھی وہ تو اپنی گھبراہٹ کو دور کرنے کی کوشش میں مگن تھی۔

''مجھے نہیں معلوم کہ آپ کیسے ہیں۔'' اس کے بولنے پر اس نے حیران ہو کر اس کی جانب دیکھا۔ اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

''اکثر بظاہر نظر آنے والی حقیقت باطن سے مختلف ہوتی ہے اگر خالی ڈبے کو کسی خوبصورت گفٹ پیپر میں لپیٹ دیا جائے تو ہمیں دیکھنے میں محسوس نہیں ہوگا کہ یہ خالی ہے لیکن جب ہم اسے اٹھائیں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ اندر سے بالکل خالی ہے۔ کیونکہ ہر چمکتی چیز کو سونا نہیں کہا جا سکتا۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک کہتی ہیں آپ۔'' اس نے تائید کی۔

''چلیں ہم آپ کی نظر میں اچھے تو ہیں۔'' یہ بات اس نے صرف سوچی تھی کہی نہیں۔

جانے کیوں اس کے ساتھ سفر کرنے میں خوشی محسوس کر رہا تھا وہ۔ یوں ہی ان کا سفر اختتام پذیر ہو گیا۔ آفس پہنچ کر سب سے پہلے انہوں نے سر کے بارے میں پوچھا تھا ان کی موجودگی کا سن کر وہ ان کے کمرے میں حاضر ہوئے۔

''جی تو کیا رزلٹ رہا؟'' انہوں نے باری باری دونوں کو دیکھا۔

''رزلٹ تو وہی ہے جو ہونا چاہیے تھا۔'' فہد نے ان کے سامنے براجمان ہوتے ہوئے کہا پھر وہ دونوں ان کو میٹنگ میں ہونے والی ڈسکشن کی تفصیل بتانے لگے۔

☆☆☆

آفس کی طرف سے پہلی بار اس کو بونس ملا تھا۔ اس نے والد، شہباز بھائی، تایا جان اور حتیٰ کہ تائی جان کے لیے بھی کچھ نہ کچھ خرید لیا تھا۔ وہ ہاتھ میں بڑا سا شاپنگ بیگ لیے داخل ہوئی تو لاؤنج میں بیٹھے شہباز بھائی حیرت سے بولے۔

''ارے بھئی! یہ کیا ہے؟''

''میرے خیال میں آپ کی آئی سائیٹ ویک ہیں۔'' اس نے شاپرز کارپٹ پر ڈھیر کرتے ہوئے ان ہی کا کہا

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

جملہ دہرایا۔
''ہوں تو ہماری بلی ہمیں کو میاؤں۔''
''شہباز بھائی سب باتوں کو چھوڑیے اور یہ دیکھیے۔'' اس نے شاپرز کے درمیان سے ایک ڈبہ نکال کر انہیں تھمایا۔
''ارے کیا ہے یہ؟'' وہ اس کے ہاتھ سے ڈبہ لیتے ہوئے پوچھنے لگے۔
''ارے آپ دیکھیے تو سہی۔''
''او تو یہ شرٹ لائی ہو میرے لیے۔'' ڈبے سے اس کے فیورٹ بلیو کلر کی شرٹ برآمد ہوئی تو وہ خوشدلی سے اس کا شکریہ ادا کرنے لگا۔
''تھینک یو سو مچ آئمہ!'' اس کی خوشی کو دیکھ کر اسے بہت اچھا لگا۔
''یہ ولید کہاں ہے نظر نہیں آرہا؟'' اس نے ادھر ادھر تلاش میں نگاہیں دوڑائیں۔
''ہمیں کس نے یاد کیا؟'' وہ تولیے سے بال رگڑتا وہیں چلا آیا۔
''لو نام لیا اور شیطان حاضر۔'' شہباز نے اس کو آتا دیکھ کر شرارت سے کہا۔
''بھئی جہاں شیطان کے سربراہ موجود ہوں وہاں حاضری تو دینی پڑے گی۔'' وہ بھی اس کی طرح جواب دیتا نیچے کارپٹ پر ہی بیٹھ گیا جہاں آئمہ اپنی شاپنگ بکھرائے ہوئے تھی۔
''یہ لو ولید! یہ تمہارے لیے۔'' اس نے ایک ڈبہ اس کی جانب بڑھایا۔
''میرے خیال میں میری سالگرہ گزر چکی ہے اور عید بھی ابھی دور ہے۔'' وہ سوچتے ہوئے بولا۔
''ارے بھئی تم اپنے ننھے سے دماغ پر زور مت ڈالو۔'' اس نے شرارتی لہجے میں کہتے ہوئے اس کے سر پر چپت ماری۔
''مجھے بونس ملا ہے اس لیے لائی ہوں۔ اگر تمہیں نہیں چاہیے تو تم مت لو۔'' اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔
''ارے نہیں آپ اتنی محبت سے لائی ہیں تو میں انکار کیوں کروں۔'' اس نے جھٹ اس کے ہاتھ سے ڈبہ لے لیا۔
''واہ مائی فیورٹ پرفیوم چارلی بلو۔'' وہ گفٹ دیکھ کر خوشی سے پھول گیا۔
''تھینک یو آپی آپ کتنی اچھی ہیں۔'' وہ مشکور ہوا۔
''وہ تو میں ہوں۔'' وہ اترا کر بولی۔
''تایا جان اور تائی جان گھر میں نہیں ہیں کیا؟'' ان کا خیال آیا تو پوچھا۔
''وہ اندر ہیں اور ابھی ابھی وہ بتا ہی رہا تھا کہ تایا جان چلے آئے۔
''ارے بیٹا! تم کب آئیں؟'' آئمہ کو دیکھتے ہی وہ پوچھنے لگے۔
''بس تایا جان! ابھی آئی ہوں۔ اور یہ دیکھیے تایا جان میں کیا لے کر آئی ہوں آپ کے لیے۔'' اس نے ان کے لیے لائی ہوئی جانماز دیتے ہوئے بتایا۔
''ہمیں نہیں معلوم تھا کہ ہماری چھوٹی سی بیٹی ہمارے لیے تحائف لائے گی۔'' انہوں نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔
''ہم نے ہمیشہ صرف دیا تھا آج تم سے لے بھی لیا۔'' خوشی کے آثار ان کے چہرے پر بھی نمایاں ہو گئے۔
''تایا جان! آپ کو گفٹ پسند آیا؟'' اس نے اشتیاق سے پوچھا۔
''کیوں نہیں بیٹا! بہت پسند آیا ہے۔''

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''ارے بھئی! کیا ہو رہا ہے یہ گھر کو کیوں پھیلا رکھا ہے۔'' آمنہ بیگم حسب عادت شور مچاتی ہوئی آئیں۔
''تائی جان! یہ میں آپ کے لیے لائی تھی۔'' ان کے آتے ہی اس نے شاپر آگے کر دیا۔ انہوں نے شاپر سے شال نکال کر دیکھی۔
''ہوں زیادہ معیاری نہیں ہے۔'' انہوں نے حقارت سے اس کی لائی ہوئی شال کو دیکھا۔ اسے معلوم تھا تائی جان کبھی بھی خوش نہیں ہوں گی لیکن اس طرح کا رویہ اس کے لیے غیر متوقع تھا۔
''چلیے حقیر تحفہ سمجھ کر ہی قبول کر لیجیے۔'' اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ مزید کچھ نہ بولیں بس ایک تلخ سی نگاہ اس پر ڈال کر رہ گئیں۔ وہ مزید وہاں نہیں رکی، جانتی تھی وہ اس کے جاب کرنے کی کس قدر خلاف ہیں پھر وہ کیونکر اس کی لائی ہوئی شے کو پسند کرتیں۔
''آمنہ! اگر تم اس کے لائے ہوئے گفٹ کو خوشی سے قبول کر لیتیں تو کیا ہو جاتا۔'' وہ ان کو خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولے۔
''آپ ہی کو مبارک ہوں اس کے لائے ہوئے گفٹ۔ اتنی سستی اشیاء کبھی میری نگاہ میں نہیں ٹھہرتیں۔'' انہوں نے نخوت سے کہتے ہوئے شال کو پرے پھینکا۔
''آمنہ! تحفہ زر سے نہیں محبت سے خریدا جاتا ہے خلوص اور محبت اہمیت رکھتی ہے نہ کہ تحفے کی قیمت۔'' انہوں نے تیز لہجے میں انہیں سمجھایا پھر کچھ رک کر بولے۔
''ہاں مگر یہ بات سمجھنے کے لیے بھی ایک حساس دل چاہیے تم جیسے کھوکھلے انسان ایسی باتیں بھلا کہاں سمجھ سکتے ہیں۔'' وہ تلخی سے کہتے ہوئے کمرہ چھوڑ گئے۔ ولید اور شہباز تو پہلے ہی جا چکے تھے۔

☆☆☆

''مس آئمہ! آپ نے جو لیٹر لکھا ہے اس میں کافی مسٹیکس ہیں آپ ایسا کریں یہ لیٹر آپ فہد کو دے آئیے۔'' وہ ان کی ہدایات کو نوٹ کرتی ہوئی کمرے سے باہر کی جانب بڑھی ہی تھی کہ سر نے پکارا۔
''یس مس آئمہ!'' وہ واپس پلٹ آئی۔
''آج آپ کو جلد چھٹی چاہیے تھی نا؟'' انہوں نے پوچھا۔
''جی سر!'' اس نے سر ہلا کر تصدیق کر دی۔
''مسٹر ریحان اور اجمل صاحب کو میرے کمرے میں بھیج دیجیے گا اور لیٹر لکھوا کر مجھے دیجیے گا اس کے بعد آپ گھر چلی جائیے گا اوکے۔''
''اوکے سر!'' پھر وہ باہر نکل آئی۔
''مسٹر ریحان اور اجمل صاحب آپ دونوں کو سر بلا رہے ہیں۔'' ان دونوں کو مطلع کرتی ہوئی وہ فہد کے چیمبر میں چلی آئی۔
''فہد صاحب! سر نے یہ لیٹر دیا ہے اس کو آپ ٹائپ کر دیں۔'' وہ سامنے رکھی چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولی اور لیٹر اس کی ٹیبل پر رکھ دیا۔
''کیا ابھی چاہیے؟'' اس نے بدستور کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے ہوئے مصروف انداز میں پوچھا۔
''جی!''
''اوکے لائیے۔'' اس نے ٹیبل سے لیٹر اٹھایا۔ جب تک وہ ٹائپ کرتا وہ خاموش بیٹھی رہی۔ ایک لمحے کو رک کر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اس نے آئمہ کی جانب دیکھا۔ وہ نظریں جھکائے جانے کس سوچ میں غرق تھی۔

''عبداللہ صاحب اس پر کس قدر اعتماد کرتے ہیں اس دن میٹنگ پر انہوں نے مجھے اس کے ہمراہ بھیجا تھا حالانکہ ریحان اور اجمل صاحب بھی تو موجود تھے مگر فہد.....''

''یہ لیجیے۔'' وہ اس کو نہ پکارتا تو وہ اور نہ جانے کیا کیا سوچتی رہتی۔ اس نے غالباً کام ختم کرلیا تھا۔

''جی! جی لائیے۔'' اس کے ہاتھ سے لیٹر لے کر اس نے سر عبداللہ کے حوالے کیا۔ سر پر اسکارف کو درست کرکے، کاندھوں پر بیگ لٹکائے وہ جانے کے لیے تیار تھی۔

''اب جاؤں سر!'' ان کی اجازت کی منتظر وہ ان کی ٹیبل کے پاس کھڑی پوچھ رہی تھی۔

''جی بالکل۔'' انہوں نے فائل سے سر اٹھا کر اسے اجازت دی۔ انہیں الوداع کہتی وہ باہر نکل آئی۔ تایا جان نے آج جلد آنے کا وعدہ کیا تھا دراصل دونوں کا آؤٹنگ کا پروگرام تھا۔ اتفاق تھا کہ آئمہ کے نکلتے ہی فہد بھی نکلا تھا۔ اس کو پیچھے جاتا دیکھ کر تمام ورکرز نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پھر بے نیازی سے کاندھا اچکا کر اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے۔

آفس چھٹی منزل پر واقع تھا۔ لہٰذا آنے جانے کے لیے لفٹ استعمال ہوتی تھی۔ اس نے لفٹ کا بٹن دبایا اور اندر داخل ہوگئی اس کے ساتھ ہی فہد بھی داخل ہوگیا۔ آئمہ اس کو دیکھ کر چونکی تھی۔

''اس کا آفس ٹائم تو پانچ بجے ختم ہوتا ہے یہ جلد واپس کیوں جارہا ہے؟'' وہ ابھی سوچ میں غرق تھی کہ لفٹ یکدم رک گئی اور تمام لائٹس آف ہوگئیں۔ غالباً لائٹ چلی گئی تھی۔

''یہ کیا ہوگیا؟'' وہ گھبرا کر بولی۔

''میرے خیال میں لائٹ چلی گئی ہے۔''

''ہاں ایک تو کراچی میں لوڈشیڈنگ بہت ہوتی ہے۔'' فہد کے کہنے پر لفٹ میں کھڑے بڑے صاحب نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ لفٹ میں بالکل اندھیرا تھا۔ بس دھندلی دھندلی سی پرچھائیں سی دکھائی دے رہی تھی۔

''اب کیا ہوگا؟'' آئمہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اطمینان رکھیے ابھی لائٹ آجائے گی۔'' فہد نے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے تسلی دی حالانکہ اس بات کا علم تو اسے بھی تھا کہ لوڈشیڈنگ کتنی طویل ہوگی۔

''میرا تو دم گھٹ رہا ہے اس اندھیرے میں۔'' وہ روہانسی ہوگئی۔ اس کی موجودگی سے ویسے ہی وہ حواس کھو رہی تھی اوپر سے اس نئی افتاد نے اسے اور ہراساں کردیا تھا۔

''میں کہہ رہا ہوں نا ابھی لائٹ آجائے گی۔'' فہد اس کی روہانسی آواز پر گھبرا سا گیا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی لیکن اس سے یہ گھٹن اور اندھیرا بالکل برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اس گھٹن سے گھبراتے ہوئے پھر بولی۔

''آخر کب آئے گی یہ لائٹ؟'' اس کی آواز سن کر اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ اس نے اب باقاعدہ رونا شروع کردیا ہے۔

''آپ رو رہی ہیں؟'' اس نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں تو میں رو تو نہیں رہی۔'' اس نے گلوگیر لہجے میں اس کو جھٹلایا۔ فہد کو بے اختیار ہنسی آگئی وہ معصومیت سے انکار کررہی تھی۔

''میرا دم گھٹ رہا ہے۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے رو دی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''آپ فکر نہ کریں میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔'' اس نے اعتماد سے کہا۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

''میرا مطلب ہے کہ ہم بھی تو آپ کے ساتھ اسی لفٹ میں بند ہیں۔'' اس نے گڑبڑاتے ہوئے بات بنائی۔

''ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ کے ہسبنڈ۔ ابھی آجائے گی لائٹ۔ آپ فکر نہ کریں۔'' بڑے صاحب بھی ان کی گفتگو میں شامل تھے۔

''جی یہ میرے ہسبنڈ.....'' ابھی وہ پوری بات نہ کہہ پائی تھی کہ لائٹ آگئی۔

''یہ لیجیے لائٹ آگئی۔ آپ تو حق پریشان ہو رہی تھیں۔'' بڑے صاحب لائٹ آجانے پر فوراً بولے۔ وہ اب تک اسی لفظ میں اٹکی ہوئی تھی اور فہد بھی کچھ خجل سا ہو گیا۔

''آپ دونوں یہاں جاب کرتے ہیں؟'' بڑے صاحب نے فہد کی طرف دیکھتے ہوئے اشتیاق سے پوچھا۔

''جی ہاں۔'' فہد نے سر ہلایا اس نے اس کی جانب دیکھا وہ غصے اور خفگی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسے گھور رہی تھی۔ اسے سخت غصہ آرہا تھا کہ اس نے ان کی بات کی تردید کیوں نہیں کی بلکہ وہ تو ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔ حالانکہ وہ تو خود بوکھلا کر رہ گیا تھا وہ بھی اس بات کی تردید کرنا چاہتا تھا مگر موقع ہی نہ مل سکا کہ وہ غلط فہمی کو دور کرتا۔ اسی دوران وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ وہ ایک منٹ کی تاخیر کیے بغیر سب سے پہلے لفٹ سے باہر آئی جبکہ وہ بڑے صاحب سے مصافحہ کرنے کے بعد اس کے پیچھے گیا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی وہ بھی بڑے بڑے ڈگ بھرتا اس کے پیچھے آیا مگر اس کی کار آگے جا چکی تھی۔

☆☆☆

گھر آکر اس کا موڈ اب قدرے بحال ہو گیا تھا لیکن دل میں یہ بات کہیں کھٹک رہی تھی۔ وہ چاہتی تو اس بات کو بھول جاتی مگر دل تھا کہ اس واقعے کو ذہن سے نکالنے پر آمادہ نہ تھا۔ بضد تھا کہ اسے دہرایا جائے وہ ہاتھ منہ دھو کر بالوں میں برش کر کے نیچے آئی جہاں تایا جان اس کے منتظر تھے۔ وہ دونوں ٹائم ضائع کیے بغیر باہر نکل گئے۔ وہ آج خلافِ معمول بالکل خاموش سوچ میں گم تھی۔ سارے راستے ان کی باتوں پر وہ ہوں ہاں کرتی رہی۔ میکڈونلڈ میں انہوں نے اس سے پوچھا۔

''بیٹا! کیا منگواؤں تمہارے لیے۔''

''جو آپ کا دل چاہے منگوا لیجیے۔'' اس نے ان کی مرضی پر چھوڑ دیا۔

''اچھا چلو آج ہم اپنی پسند سے آرڈر کیے دیتے ہیں۔'' انہوں نے ویٹر کو آرڈر دیا وہ کچھ ہی دیر میں ان کا آرڈر لے کر حاضر ہو گیا۔ کھانے کے دوران بھی وہ باتیں کرتے رہے جبکہ وہ سر ہلاتی رہی۔

''ارے بیٹا! ٹھیک سے کھاؤ نا۔'' اس کو چمچے سے کھیلتے دیکھ کر وہ ٹوکے بغیر نہ رہ سکے۔

''کیا اچھا نہیں لگا کھانا۔'' انہوں نے پوچھا۔

''نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' اس نے گلاس اٹھاتے ہوئے انکار کیا۔ وہ اس کی بات سے مطمئن نہ ہوئے تھے۔ ضرور کوئی بات تھی جو وہ چپ چپ تھی۔ واپسی کے سفر کے دوران بھی انہوں نے اس کی خاموشی کو نوٹ کیا تھا۔

''بیٹا! کیا بات ہے آج بہت چپ چپ لگ رہی ہو؟'' ونڈ اسکرین پر نظریں جمائے جمائے انہوں نے اس سے دریافت کیا۔

''نہیں تو۔'' اسنے بدستور انکار کیا۔

''کوئی بات تو ہے بیٹا! طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟'' انہوں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے استفسار کیا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

"جی تایا جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"تو پھر کیا بات ہے؟" وہ کرید تے ہوئے بولے۔ پھر خود ہی کہنے لگے۔

"میرے خیال میں کام کی زیادتی نے تمہیں تھکا دیا ہے۔ تم آرام بھی تو نہیں کرتیں۔ آفس سے آتے ہی گھر کے کاموں میں لگ جاتی ہو تھکن تو ہو گی ہی۔ بیٹا! تم کچھ دنوں کے لیے آفس سے چھٹی لے لو۔ ریسٹ کرلو کچھ دن۔" انہوں نے محبت سے اسے مشورہ دیا۔

"جی تایا جان!" اس نے ہامی بھری۔

گھر پہنچنے کے بعد اس نے سیدھی کمرے کی راہ لی۔ سونے کے لیے لیٹی تو وہی منظر بار بار نگاہوں کے سامنے آ جاتا۔ فہد کی باتیں، اس کا لہجہ اور پھر اس کا جملہ بار بار ذہن میں گردش کر رہا تھا۔

"میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔" اس کی گمبھیر آواز اب بھی اس کی سماعت میں گونج رہی تھی۔ یہ عام سی بات تو نہ تھی اور نہ ہی وہ لہجہ عام تھا۔ یہ بات کوئی یوں ہی تو نہیں کہا کرتا۔ کیا وہ میرے لیے خاص جذبات رکھتا ہے؟ یہ سوال بار بار وہ خود سے کر رہی تھی۔ دل تو اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ اس میں خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں پنہاں وہ اَن کہی باتیں جو اس کے دلی جذبات کی آئینہ دار تھیں انہیں وہ بخوبی پڑھ سکتی تھی وہ چہرہ شناس نہ سہی لیکن لہجے اور رویوں کو پہچاننے کا تھوڑا بہت ہنر ضرور رکھتی تھی۔

"کیا وہ بھی میرے لیے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اور مجھے بھی اس......" اس نے دل کو ٹٹولا۔ دل اس کے نام پر طرح دھڑک اٹھا۔ محبت یوں اچانک ہو جاتی ہے۔ وہ صرف کتابوں اور افسانوں میں پڑھتی آئی تھی لیکن وہ خود بھی محبت کے لفظ سے آشنا ہوگی۔ یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اس کی بولتی آنکھیں اس کی نگاہوں میں گھوم ... آنکھیں بھی جھوٹ نہیں بولتیں یہ تو دل کی تمام باتیں عیاں کر دیتی ہیں۔ اور محبت جیسی سچائی تو آنکھوں سے منعکس ہوا کرتی ہے۔ کسی کی نظر میں آپ کا اہم ہونا خود کو کتنا معتبر بنا دیتا ہے۔ وہ ساری رات اسی بارے میں سوچتے ہوئے گزار دی۔

☆☆☆

آج سر نے تمام اسٹاف کو میٹنگ کے لیے بلایا تھا۔ میٹنگ روم میں سب جمع تھے۔ اتفاق تھا کہ فہد کے بالکل سامنے کی چیئر پر وہ اس کے روبرو تھی۔ خود پر اس نئی حقیقت کے آشکار ہونے کے بعد اس کے لیے فہد کا سامنا کرنا انتہائی مشکل ہو رہا تھا وہ جتنا اس سے کترا رہی تھی وہ اتنا ہی سامنے آ رہا تھا۔ اور ادھر فہد اس کے کترانے کو خفگی کا نام دے رہا تھا وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ اس دن کی بات پر خفا ہے۔ اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس نے بھی ایک لمحے کو اس کی جانب دیکھا پھر وہ نگاہیں چرا گئی۔ میٹنگ کے دوران بھی وہ غائب دماغی سے سر عبداللہ کی باتیں سنتی رہی۔ اس کی عدم توجہی کو انہوں نے بھی نوٹ کر لیا تھا جبھی اس کو ٹوک بیٹھے۔

"Miss Alma Any Problem with you?"

"No Sir!"

... نفی میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اپنی بات کو Continue کرتے ہوئے تمام اسٹاف کی جانب متوجہ ہو گئے۔

میٹنگ کے بعد وہ اسی انتظار میں تھا کہ اس سے Excuse کرلے مگر ایسا موقع ہاتھ نہیں آ رہا تھا وہ سر عبداللہ کے روم میں ہی ہوتی تھی۔

"مس آلمہ!" وہ فائل میں کچھ لکھ رہی تھی جب سر نے پکارا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''جی سر!''

''آپ ارشد صاحب سے فائل لے کر آیئے اور فہد....'' وہ ابھی کچھ بول ہی رہے تھے کہ فہد کے نام پر اس کا دل دھڑک اٹھا۔''مسٹر فہد سے ڈاکومینٹس کی فلاپی لائیے۔''

ان کی ہدایات بغور سنتے ہوئے وہ سر کے روم سے باہر نکل آئی۔ وہ پہلے ارشد صاحب سے فائل لے کر سر کو دے آئی۔ پھر وہ آہستگی سے چلتی ہوئی اس کے چیمبر کی جانب بڑھ گئی۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ واپس چلی جائے لیکن وہ کچھ ہچکچاہٹ کا مقابلہ کرتی اس کے چیمبر کی دہلیز پر رک گئی۔ وہ اس کی موجودگی سے بے نیاز اپنے کام میں مشغول تھا۔ اس نے قدرے ہچکچاہٹ سے پکارا۔''فہد صاحب!''

''ارے آپ!'' اس نے فائل سے نظریں اٹھا کر حیرانی کا اظہار کیا۔

''سر نے ڈاکومینٹس کی فلاپی منگوائی ہے۔'' اس نے وہیں دہلیز پر کھڑے سر کا پیغام پہنچایا۔

''آپ اندر آجایئے۔'' اس کے کہنے پر وہ ذرا اندر چلی آئی۔

''بیٹھیے۔'' اس کو کھڑا پا کر اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''جی بس میں ٹھیک ہوں۔'' اس نے انکار کیا اس نے اس کے چہرے کا جائزہ لیا۔ اس سے بہتر موقع شاید ہی کبھی ملتا۔ اس لیے فہد نے Excuce کرنے کے لیے اس کو ناراضگی دور کرتے ہوئے بات کرنے کی ٹھانی۔

''مس آئمہ! کیا آپ اس دن والی بات پر ناراض ہیں؟'' اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''جی!.... جی نہیں تو۔''

''تو پھر؟''

''تو کیا؟'' اس کی ادھوری بات کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے اس کو دیکھا۔

''ایسی کوئی بات ہے تو آئی ایم سوری کہ آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی۔'' وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولا۔

''اٹس اوکے۔ گزری ہوئی بات کو کیا دہرانا۔'' اس کو شرمسار دیکھ کر وہ رسان سے بولی۔

''اب تو آپ ناراض نہیں؟'' اس نے اس کے چہرے کو کھوجا۔ اس کا نفی میں ہلتا سر دیکھ کر اسے بہت اطمینان حاصل ہوا تھا۔ اس کی نگاہیں مسلسل فرش پر جمی تھیں۔

''آپ فلاپی دے دیجیے۔'' اس نے یاد دلایا۔ زیادہ دیر اس کے روبرو رہنا اس کے لیے محال ہو رہا تھا۔

''جی یہ لیجیے۔'' اتنے میں چپراسی سر عبداللہ کا حکم لے کر حاضر ہوا۔

''آئمہ بی بی! سر آپ کو بلا رہے ہیں۔''

''تم چلو۔ میں آ رہی ہوں۔'' اس کو کہتی وہ اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکل آئی۔ جبکہ فہد تمام کاموں سے ہاتھ روک کر اس کے بارے میں سوچتا رہ گیا۔

☆☆☆

آج اس نے سوچا تھا ندا سے فون پر بات کرے گی اپنے دل کو کھول کر اس کے آگے رکھ دے گی لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے ریسیور واپس کریڈل پر ڈال دیا اور اپنے کمرے میں چلی آئی۔

''کیا مجھے ندا کو اپنے دل کی حالت سے آگاہ کر دینا چاہیے۔''

''نہیں۔'' دل کے کسی گوشے سے آواز ابھری تھی۔

''اس محبت کا کیا انجام ہوگا کبھی سوچا ہے تم نے۔'' اس نے خود سے سوال کیا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"کیا کوئی ایسا ریلیشن افورڈ کر سکتی ہو تم۔ اور تایا جان جو بے انتہا اعتماد کرتے ہیں، مان ہے جنہیں تم پر وہ وعدہ جو تم نے ان سے کیا تھا ایک ہی جھٹکے سے توڑ دو گی تم کیا ان کا یہ مان و اعتماد پارہ پارہ ہو کر نہ بکھر جائے گا۔" دماغ نے اس کے دل کو بری طرح جھنجھوڑا۔ اور تائی جان اگر ان کو اس بات کی ذرا سی بھی بھنک مل گئی تو اس گھر میں وہ طوفان اٹھے گا جو پختہ بنیادوں کو ہلا کر رکھ دے گا۔ اور تمہیں محبت کرنی چاہیے۔ نہیں...... نہیں آئمہ نہیں۔" ذہن نے ایک نئی حقیقت سے آشنا کیا۔

"اس میں سراسر رسوائی ہے ذلت ہے خود کو باغی کہلوانے کے مترادف ہے یہ محبت۔"

"کیا محبت کرنا میرا حق نہیں ہے۔ میں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں کیا میری ذات صرف دوسروں کی اطاعت کرنے کے لیے ہے کیا میں دوسروں کی مرضی کے مطابق جیوں۔ محبت تو اندھی ہوتی ہے وہ یہ نہیں جانتی کہ ہم اسے مکمل طور پر حاصل کر سکیں گے یا نہیں۔" دل نے دلیل دی۔

"کیا تم تایا جان کا مان توڑ کر خود کو سرکش کہلوانا پسند کرو گی۔ وہ تایا جان جنہوں نے تمہیں اولاد کی طرح سمجھا وہ تایا جان جنہوں نے دنیا کی سرد و گرم سے بچا کر تمہیں بھرپور تحفظ فراہم کیا، دنیا کی ہر آسائش مہیا کی۔ ان کے تمام احسانات فراموش کر کے محبت کو حاصل کرنے کے لیے باغی ہو جاؤ گی۔" اس نے خود سے سوال کیا۔ ذہن و دل کی اس تکرار میں وہ بری طرح الجھ کر رہ گئی۔ اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ غور و فکر میں تمام رات کٹ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ صبح بری طرح بخار میں پھنک رہی تھی۔ اس حالت میں آفس جانا اس کے لیے ناممکن تھا۔ ناشتے پر اس کی عدم موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے تایا جان خود اس کے کمرے میں چلے آئے۔

"ارے بیٹا کیا ہوا تمہیں؟" اس کو بیڈ پر لیٹا دیکھ کر وہ تشویش سے بولتے ہوئے اس کے نزدیک چلے آئے۔

"ارے تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔" اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر وہ پریشانی سے کہنے لگے۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم آفس سے ریسٹ کے لیے چند دن کی چھٹیاں لے لو مگر تم نے بات نہیں مانی۔" وہ محبت سے گلہ کر رہے تھے۔ اس نے تکیے کے سہارے اٹھنے کی کوشش کی مگر سر میں درد کی شدید لہر اٹھی تو دوبارہ ڈھے گئی۔

"بیٹا! آج آفس سے چھٹی کر لو بلکہ دو چار دن کی لے لو۔ میں تمہارے آفس فون کر دوں گا تم فکر مت کرو۔"

انہوں نے فون کر کے ڈاکٹر کو بلا لیا وہ کچھ دیر میں چیک اپ کر کے چلے گئے اس کو تقریباً ایک سو دو بخار تھا۔ جو اتنی آسانی سے ٹھیک ہونے والا نہیں تھا ڈاکٹر صاحب نے اسے مکمل ریسٹ کی تاکید کی تھی۔ دوپہر تک وہ کافی بہتر [illegible]

"ارے بخار کر کے بیٹھ گئی تم؟" ندا آندھی طوفان کی طرح اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ حیران ہوئی کہ اسے کس طرح معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔

"میں نے فون نہ کیا تو تم نے بھی کوئی خیر خبر نہ رکھی وہ تو ولید نے فون کر کے بتایا کہ تم بخار چڑھائے بیٹھی ہو۔ تو میں چلی آئی۔" وہ کاندھے سے بیگ اتار کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا؟ یہ اچانک سے بخار کیسے چڑھ گیا تمہیں؟" اس نے تشویش سے کہا پھر ماتھا چھوا۔

"کہیں کوئی روگ تو نہیں پال لیا تم نے؟" اس نے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"نہیں بھئی!" اس نے دھیرے سے جواب دیا۔

"تو پھر؟" وہ اس کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"کچھ بھی نہیں۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''میں مان ہی نہیں سکتی کوئی چکر ہے ضرور۔'' وہ بھی جیسے جانے بغیر پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔ وہ خوفزدہ تھی کہ کہیں اس نے اس کے چہرے پر عیاں تحریر نہ پڑھ لی ہو۔ اس کو خاموش پا کر وہ خود ہی بولی۔

''مگر تم ایسی باتوں میں کہاں پڑ سکتی ہو تمہاری تائی جان نے تو تمہارے ذہن و دل کو بھی باندھ رکھا ہے۔''

وہ بھلا کیا جانتی کہ اس کے ذہن و دل تو پوری طرح محبت میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس قید سے رہائی کس قدر مشکل تھی یہ تو صرف وہی جانتی تھی۔ دل میں اٹھنے والے طوفان سے تو صرف وہ جنگ کر رہی تھی۔ باہر تو مکمل سکون چھایا تھا۔ اس کو گہری سوچ میں غرق دیکھ کر وہ ٹوکتے ہوئے بولی۔

''کیا سوچ رہی ہو؟''

''کچھ نہیں۔''

''اور یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے؟'' اس کے سراپے پر نگاہ گئی تو وہ تشویش سے پوچھنے لگی۔

''کیا ہوا ہے مجھے ٹھیک تو ہوں۔ آکھو... آکھوں...'' بات کے اختتام پر وہ زور سے کھانسی۔

''خاک ٹھیک ہو۔'' وہ برہم ہوئی۔

''اپنا ذرا بھی خیال نہیں رکھتیں تم۔ اگر خیال رکھا ہوتا تو یہ حال نہ ہوتا تمہارا۔ لاپروائی کی حدیں ختم کر دیں تم نے۔'' اب اس کے لہجے میں سختی در آئی تھی۔

''کیا کروں رکھتی تو ہوں خیال۔'' اس نے بودے پن سے اپنا دفاع کیا۔ پھر اس کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے وہ بولی۔

''اچھا تم آرام کرو میں پھر آؤں گی۔ اور ہاں اب میں آؤں تو تمہیں بالکل ٹھیک ٹھاک ہونا ہے۔'' اس کو تنبیہ و تاکید کرتی وہ باہر نکل گئی۔

☆☆☆

رشیدہ خالہ آج کل عابد کے لیے رشتہ ڈھونڈ رہی ہیں۔ حالانکہ عابد ایم اے پاس ہے اچھی جاب کرتا ہے لیکن اسے اپنے جوڑ کی لڑکی مل ہی نہیں رہی۔'' آمنہ بیگم کی اس گفتگو کو وہ بہت سرسری انداز میں سن رہے تھے۔

''تو پھر؟'' وہ سمجھ نہ پائے تھے کہ وہ انہیں آخر یہ سب کچھ کیوں بتا رہی ہیں۔

''خالہ مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ کوئی رشتہ ہو تو بتاؤں۔ میں نے تو کہہ دیا ہے کہ رشتے تو ہیں لیکن اگر ان کے وارث اجازت دے دیں تو میں بات چلاؤں۔'' انہوں نے ذومعنی انداز سے ان کی جانب دیکھا۔ وہ ہاتھ میں پکڑے خالی کپ کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے ان کو دیکھنے لگے۔ ان کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات نے بات کی تہہ تک پہنچنے میں بہت مدد کی تھی۔ وہ جان تو گئے تھے لیکن وہ تصدیق ہونے تک خاموش رہے۔

''کیا آپ نے آئمہ کے لیے کوئی رشتہ دیکھا ہے کہیں۔'' انہوں نے بات کا رخ تبدیل کیا۔

''نہیں ابھی تو نہیں دیکھا۔''

''آئمہ کے لیے عابد سے بہتر رشتہ نہیں ہو سکتا ہے میرے خیال میں۔'' انہوں نے اپنی بات کے اختتام پر ان کی جانب دیکھا وہ جواب تک پرسکون بیٹھے تھے ایک دم ہی غصے میں آ گئے۔

''آمنہ! تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ وہ چالیس سال کا ادھیڑ عمر کا شخص تمہیں آئمہ کے لیے موزوں لگ رہا ہے۔ ہوش کے ناخن لو آمنہ۔ کیسی باتیں کر رہی ہو تم؟'' وہ سیخ پا ہوتے ہوئے بولے۔

''تو کیا عمر بھر کے لیے اپنے سر پر بٹھائے رکھو۔ عید سے پہلے مجھے اس کا رشتہ طے کرنا ہے فاطمہ تاریخ لینے آ رہی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہے اگلے ہفتے۔ اس کو کیا منہ دکھاؤں گی میں۔'' انہوں نے اپنی پیدا کردہ پریشانی سے آگاہ کیا۔
''میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا آمنہ یوں ہی کسی راہ چلتے سے نہیں بیاہ سکتا میں آئمہ کو۔'' کچن سے جاتی آئمہ نے اپنا نام سنا تو رک گئی۔
''جاہد تمہاری نظر میں اچھا ہوگا۔ لیکن تم یہ بات کان کھول کر سن لو میں اس کا رشتہ اس کے جوڑ کا ہی دیکھوں گا تمہیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' تایا جان کی غصے میں بھری آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی وہ رکی نہیں فوراً اپنے کمرے میں آ کر اپنی قسمت اور بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس کی تقدیر نے اسے کٹھ پتلی کی مانند بنا کر رکھ دیا تھا جسے سب اپنی مرضی کے مطابق چلانے کے خواہش مند تھے۔

☆☆☆

آفس سے چھٹی لیے اسے چھ دن ہونے کو آئے تھے۔ آفس سے مسز اسلم بھی اس کی خیریت معلوم کرنے آ چکی تھیں۔ رمضان کا چوتھا روز تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی تاکید کے مطابق وہ روزے نہیں رکھ رہی تھی۔
وہ کسی حتمی فیصلے پر نہیں پہنچ پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے تایا جان اور تائی جان کے درمیان ہونے والی گفتگو نے اسے مزید پریشانی میں ڈال دیا تھا ان کی گفتگو کا اس نے یہ ہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ تائی جان اپنے خالہ زاد بھائی سے اس کا رشتہ جوڑنے پر بضد تھیں اور وہ اس کو جلد از جلد رخصت کر کے اسے اپنے سر سے بوجھ کی طرح اتار پھینکنا چاہتی تھیں۔ تایا جان آخر ان سے کب تک لڑتے۔ اسے تو خود اپنا وجود بوجھ محسوس ہونے لگا تھا۔ سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹ رہا تھا کہ وہ آخر کہاں جائے۔
''اے اللہ! میری قسمت کھول دے۔ نصیب کے بند دروازے کھول دے۔ میں نے زندگی میں کبھی تجھ سے کوئی شکایت نہیں کی۔ مجھے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ بس اب مجھے اور مت آزما میرے پروردگار! میری مشکلوں کو آسان کر دے۔'' وہ دعا کرتے ہوئے رو رہی تھی۔ نماز پڑھ کر وہ خود کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔
اس نے افطار کے بعد ندا کو فون کر دیا۔
''کیسی ہو ندا؟'' اس نے سلام کے بعد اس کی خیریت پوچھی۔
''تم سناؤ کیسی ہو؟'' دوسری طرف اس نے دریافت کیا۔
''الحمدللہ کافی بہتر ہوں۔'' اس نے جواب دیا۔
''اور سناؤ بڑے وقت کی یاد کیونکر آ گئی تمہیں؟'' ندا نے شوخ لہجے میں پوچھا۔
''ندا! کیا تم گھر آ سکتی ہو ابھی؟'' وہ آج اپنے دل کا سارا غبار نکال دینا چاہتی تھی۔
''ابھی؟'' اس نے حیرت سے پوچھا پھر خود ہی بولی۔ ''اچھا چلو ٹھیک ہے میں ابھی آتی ہوں۔'' پھر وہ کچھ ہی دیر میں اس کے گھر پر موجود تھی۔
''اب بولو کیا بات ہے؟'' اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے پاؤں اوپر کیے۔
''ندا! تائی جان میرا رشتہ طے کرنا چاہتی ہیں اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ۔''
''کیا!'' وہ حیرت سے چیخی۔
''تمہاری تائی جان کا دماغ تو درست ہے۔ تائی جان کا بھائی تو پچاس پچپن کا ہوگا۔'' اس نے اس کی عمر کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔
''تو تم نے کیا فیصلہ کیا؟'' اس نے اس کے چہرے کو دیکھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''کہیں ہاں تو نہیں کر دی تم نے۔'' آئمہ سے اسے کچھ بھی بعید نہ تھا وہ ان کے دباؤ میں آ کر کوئی بھی فیصلہ کر سکتی تھی۔

''نہیں ندا! ابھی باقاعدہ رشتہ نہیں آیا ہے۔ لیکن تائی جان اس رشتے کو جوڑنے پر مصر ہیں۔'' اس نے پریشانی سے بتایا۔

''کیا تم سے کچھ کہا انہوں نے؟'' اس نے پوچھا۔

''نہیں ابھی تو کوئی بات نہیں کی۔'' اس کے بتانے پر ندا نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔

''شکر ہے تم نے بروقت مجھے مشورے کے لیے بلا لیا۔ ورنہ مجھے تم سے کوئی اچھی امید نہیں ہے۔''

''میں کیا کروں ندا؟'' اس کی نم آنکھوں میں بے بسی تھی۔

''تم فکر مت کرو۔ بہادر بنو آئمہ! لوگوں سے ڈرنا چھوڑ دو۔ حالات سے مقابلہ کرنا سیکھو۔'' اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس نے رسان سے سمجھایا۔

''تم بالکل بے فکر ہو جاؤ۔ میں کوئی حل نکال لوں گی۔'' اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر اس کو تسلی دی۔

''کیا کرو گی تم؟'' وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی۔

''ایک حل ہے میرے پاس۔ بس تم فکر مت کرو۔ میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔'' اس نے بھرپور اعتماد سے یقین دلایا۔ وہ جبراً دھیما سا مسکرا کر اسے مطمئن کر گئی۔

''لیکن تم کرو گی کیا؟'' اس نے سوال کیا۔

''بس یہ تو تمہیں وقت آنے پر ہی پتہ چلے گا۔'' وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

''اچھا بھئی اب میں چلتی ہوں۔'' وہ بیگ کاندھے پر لٹکائی کھڑی ہو گئی۔

''تم کیا کرو گی ندا؟'' وہ اب بھی پریشان تھی۔

''میں نے کہا نا تم پورا اطمینان رکھو۔ میں نے اس مسئلے کا حل سوچ لیا ہے۔ وقت آنے پر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔'' وہ اس کو حیران و پریشان چھوڑ کر باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

☆☆☆

آج وہ جب افطاری کی تیاری کر رہی تھی۔

''آئمہ آپی!'' ولید کے پکارنے پر وہ پلٹی۔

''ندا آپی آئیں ہیں۔'' کچن کے دروازے کی دہلیز پر کھڑے ہو کر اسے مطلع کیا۔

''ندا اس وقت!'' وہ حیران ہوئی۔

''آج تو وہ اپنی امی کے ساتھ آئی ہیں۔'' اس کو مزید حیرت میں ڈال کر کچن سے باہر نکل گیا۔ وہ حیران پریشان اصل صورتحال جاننے کے اشتیاق میں بیسن سے سنے ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم میں چلی آئی جہاں تائی جان، ندا اور اس کی امی براجمان تھیں۔

''السلام علیکم آنٹی! کیسی ہیں آپ؟'' اندر آتے ہوئے اس نے سلام کے ساتھ ہی ان کی خیریت دریافت کی۔

''وعلیکم السلام بیٹا! الحمدللہ میں تو ٹھیک ہوں۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آؤ بیٹا! یہاں آؤ۔'' اس کو کھڑا دیکھ کر انہوں نے اس کے لیے اپنے پاس جگہ بنائی۔ سامنے بیٹھی ندا سے اس نے اشاروں ہی اشاروں میں اصل ماجرا جاننے کی کوشش کی تو ندا اسے نظر انداز کر کے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ پھر کچھ دیر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

بیٹھ کر وہ اسے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ آئی۔ کیونکہ افطاری کی تیاری بھی تو پوری کرنی تھی۔ اس کے آتے ہی وہ بے صبری سے پوچھنے لگی۔

''آج تو آنٹی بھی ساتھ آئی ہیں کوئی خاص بات ہے کیا؟''

''ارے اتنی جلدی بھی کیا ہے۔'' اس کی بے چینی کے برعکس وہ اطمینان سے بولی۔

''بتاؤ نا ندا! کیا بات ہے؟'' وہ بے چین ہوئی۔

''کیا ہے آئمہ! تم تو بہت ہی بے صبری ہو۔ تھوڑا سا صبر نہیں کر سکتی تم۔'' اس نے اس کی بے چینی سے مزہ لیا۔

''ندا!'' اس نے خفگی سے آنکھیں دکھائیں۔

''بھئی! میں تم سے دوستی ختم کر رہی ہوں۔'' اس نے بے تکا سا جواب دیا۔

''کیا!'' وہ حیران ہوئی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' وہ مارے حیرت کے بے ہوش ہونے کو تھی۔

''ٹھیک کہہ رہی ہوں میں۔ میں تم سے دوستی ختم کر رہی ہوں اور رشتے داری کرنے والی ہوں۔'' اس نے تجسس میں اضافہ کیا۔ اس کی استفہامیہ نگاہوں کو دیکھتے ہوئے وہ بولی۔

''تمہیں اپنی بھابھی بنا رہی ہوں۔'' اس نے انکشاف کیا گویا دھماکا ہی کر دیا۔

''کیا؟'' اسے یقین نہیں آیا تھا۔

''ارے بھئی! بہری ہو گئی ہو کیا۔'' وہ مزے سے بولی۔

''میں تمہیں بھابھی بنا رہی ہوں۔'' اس کے کان کے قریب آ کر اس نے بلند آواز کے ساتھ بات کو دہرایا۔ اس کی حیرت اب بھی ختم نہ ہو رہی تھی۔ کچھ دیر رک کر اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''ندا! کیا تم مجھ پر ترس کھا رہی ہو؟''

''ارے نہیں بے وقوف لڑکی! تم ایسا تم نے کیوں سوچا؟'' وہ الٹا اسی سے سوال کرنے لگی۔

''میں تم پر ترس کیوں کھاؤں گی بلکہ میں تو بہت خوش ہوں کہ مجھے تم جیسی لڑکی مل گئی اپنی بھابھی بنانے کے لیے۔ بلکہ میں تو خود کو بہت احمق گردانتی ہوں کہ میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا اس بارے میں۔'' اس کے لہجے کی سچائی اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔ اس کو اب مزید یقین کی ضرورت نہ تھی۔

''تم تو ایک بار بھی میرے گھر نہ آئیں۔'' اس نے شاکی نگاہوں سے گھورا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بولی۔

''میں نے سوچا کیوں نہ ایک ہی بار تمہیں اپنے گھر لے آؤں وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔'' وہ شرارت سے بولی۔ یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ یوں اس کا مسئلہ حل کر دے گی۔ واقعی اس نے ایک مخلص دوست ہونے کا حق ادا کر دیا تھا۔ یوں اتنی جلدی مشکل آسان ہوجایا کرتی ہے یہ تو اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ تشکر کے آنسوؤں سے اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں تھیں۔

جاتے جاتے ہی ندا کی والدہ اسے انگوٹھی پہنا کر اپنا رشتہ پکا کر گئی تھیں۔ اس نے تو فوراً ہی رضامندی دے دی تھی۔ اس کو سمجھوتا کرنا ہی تھا۔ بلکہ وہ تو مطمئن سی ہو گئی تھی۔ ندا کا بھائی اسی کی طرح مخلص اور سلجھا ہوا سمجھدار انسان ہوگا۔ ایک دل میں ایک کسک سی اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے تھی جو اسے اندر ہی اندر سلگا رہی تھی۔ وہ جلن کسی طور ختم نہ ہو رہی تھی فہد بار بار اس کی نگاہوں کے سامنے آجاتا۔ اور وہ ہر بار ہی بے چین و بے کل سی ہو جاتی۔

READING
http://preading.com
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

شہباز کی شادی عید کے تیسرے دن قرار پائی تھی۔ رمضان میں عید اور شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ اور وہ بھی بھرپور طریقے سے اس میں حصہ لے رہی تھی۔ ایک طرف تو وہ بہت خوش تھی کہ شہباز بھائی کی شادی تھی تو دوسری طرف وہ انتہائی کرب سے گزر رہی تھی۔ اس نے بھرپور کوشش کی تھی کہ وہ اپنے دل کی اداسی دوسروں سے چھپا سکے جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوگئی تھی تاہم آنکھوں میں ایک اداسی سی ٹھہر گئی تھی۔ دل کی خوشی سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہوتی، شہباز بھائی کے چہرے سے جھلکتے مسرت و شادمانی کے رنگ اس بات کا ثبوت تھے۔ خواہش پوری ہو جائے تو زندگی کتنی آسان لگنے لگتی ہے۔ وہ شہباز بھائی کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔ اور اگر خواہش مکمل نہ ہو تو پھر صرف حسرت بن کر رہ جاتی ہے۔ حسرت، جو مجبور و بے بس کر دیتی ہے۔

پھر وہ وقت بھی آن پہنچا جب شہباز بھائی دلہا بنے بیٹھے سب سے مبارک باد وصول کر رہے تھے۔ تمام چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ صرف ایک وجود ہی تھا جو اپنے بکھرے وجود کو سمیٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دل کو سنبھالنے کے لیے کچھ وقت درکار تھا یہ سوچ کر اس نے خود کو سمجھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ انسان ہی ہے جو صبر و تحمل سے کام نہیں لیتا۔ اور دلبرداشتہ ہو کر اپنی من پسند راہ پر چلنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ بھلا کون کر سکتا ہے۔ جب کاتب تقدیر نے ہی اس کے نصیب میں یہ لکھا تھا۔ تو قسمت سے بھلا کون لڑ سکا ہے۔ اس سے بغاوت کرنے والے کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔ عقلمندی کا ثبوت یہی ہے کہ بخوشی اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔

پورا لان روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ وہ لان کے تنہا گوشے میں کھڑی جگمگاتے چہروں کو دیکھ رہی تھی۔

"آئمہ!" ندا نے اس کو دور سے ہاتھ ہلایا۔ لیکن وہ اسے دیکھ ہی کب رہی تھی۔ وہ تو کہیں اور ہی گم تھی۔

"آئمہ!" اس نے پیچھے سے پکارا تو وہ چونک کر پلٹی۔

"تم آگئیں ندا؟" وہ خوش ہوئی۔

"مگر تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ اوہ، کسی کا انتظار کر رہی ہو۔" وہ شوخ لہجے میں بولی۔ دراصل ندا کی بھی منگنی انوائیٹ تھی اس لیے وہ کچھ زیادہ ہی شرارتی ہو رہی تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ پوری طرح ابھی خیالوں سے باہر نہیں آئی تھی اس لیے اس کی بات کا مفہوم نہ سمجھ سکی۔

"چلو ندا! میں تمہیں ثناء بھابھی سے ملواؤں۔" اس کا ہاتھ پکڑتی وہ اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

"ارے آئمہ آپی! وہ آپ کو ابو جان کافی دیر سے یاد فرما رہے ہیں۔" راستے میں ولید نے اسے دیکھا تو فوراً سے پیشتر پیغام پہنچایا۔

"اچھا، تم چلو ندا میں ابھی آتی ہوں۔" اس کو کہتی وہ تایا جان کی تلاش میں سرگرداں ہوگئی۔ کیونکہ تایا جان آج کے دن بہت اہم شخصیت تھے۔ ان کا دستیاب ہونا اتنا آسان نہیں تھا۔ اس کی نگاہیں ان کی تلاش میں ادھر اُدھر بھٹک رہی تھیں۔ کہ ایک جگہ اس کی نگاہ ٹھہر گئی وہ دھوکا کیسے کھا سکتی تھی۔ اس کو تو وہ لاکھوں افراد میں بھی با آسانی پہچان سکتی تھی۔ وہ بلاشبہ فہد ہی تھا۔ مگر اس کی موجودگی یہاں پر حیران کن تھی۔ اس نے تو اپنے کولیگز میں سے کسی کو انویٹیشن نہیں دیا تھا۔ اس کے قدم خود بخود فہد کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

"آپ!" اسے دیکھ کر حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات فہد کے چہرے پر ابھر آئے۔

"آپ یہاں کیسے؟" وہ بھی حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی۔

"میرے خیال میں ہم انویٹیشن کی وجہ سے موجود ہیں۔" اس نے وضاحت نہیں کی تھی اس لیے وہ سمجھی کہ وہ شادی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

طرف سے شریک ہے۔

"آپ کہاں روپوش ہوگئی تھیں؟ سب ہی نے آپ کو بہت مس کیا۔ اور ..." اس کی بات ابھی ادھوری تھی کہ ندا چلی آئی۔

"آپ دونوں پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟" شاید وہ دور سے انہیں بات چیت کرتے دیکھ چکی تھی۔ باری باری دونوں کو دیکھتے ہوئے حیرت و خوشی سے دریافت کرنے لگی۔ آئمہ حیران ہوئی کہ ندا فہد کو کیسے جانتی ہے۔

"یہ میرے آفس کی کولیگ ہیں۔ سر عبداللہ کی پرسنل سیکریٹری ہیں یہ۔" اس نے تفصیل سے بتایا۔

"بھائی! اگر آپ پہلے ہی آفس کی تمام باتیں بتا دیتے تو یہ کام جلدی ہو جاتا۔" اس نے ذو معنی نظروں سے دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں ہی تعجب سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"بھائی! آپ اتنے حیران کیوں ہو رہے ہیں؟ یہ آئمہ ہے آپ کی ہونے والی شریکِ حیات۔"

"کیا؟" وہ دونوں ہی مارے حیرت کے چیخ پڑے۔

"میرے خیال سے آپ دونوں ہی نے تصویریں نہیں دیکھیں۔" وہ مزید متحیر ہوئی۔ "یعنی آپ دونوں ہم مزاج ہیں۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔" دونوں کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔ وہ تو خود حیران تھے کہ ان کا ملن کس انداز میں ہوا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئے۔

"اچھا بھئی اب میں جا رہی ہوں آپ لوگ ...... آہم آہم۔" معنی خیز انداز میں کہتی وہ وہاں سے کھسک گئی۔

"مجھے یقین ... کھوئی ہوئی محبت یوں اچانک بھی مل سکتی ہے۔ آپ یقین جانیں میں اس روز سے بہت ... ہو گیا تھا ... کہ آپ میری کیفیت سے بے خبر نہیں ہوں گی۔ کیونکہ عقلمند کو تو اشارہ ہی کافی ہوتا ..." وہ کہہ رہا تھا اور وہ ... رہی تھی۔

"... یوں بھی مل جایا ... سوچا بھی نہ تھا۔"

"... صرف ایک بات جانتا ہوں ... تو زمین و آسمان بھی ایک ہو سکتے ہیں۔ اور میری لگن سچی تھی۔" ... سے اعتراف کر رہا تھا۔

"... میری لگن سچی نہ تھی۔" وہ جذبات میں خود کو ...

"... اپنے دل کی حالت جانتا ہوں۔ I realy like you Aimal" اس نے کہا تو اس ...

"... بھی ... اتنی غیر متوقع طور پر۔ میرے تو گمان میں بھی نہ تھا۔" اس کی آنکھیں شدتِ جذبات سے بھر آئیں۔

"... صرف خوشی کا اظہار ... ہے۔" اس کی نم آنکھوں سے گرتے موتی دیکھتے ہوئے وہ اسے ٹوک بیٹھا۔ ... نے جھکی پلکیں اٹھائیں اور بولی۔

"... صرف تشکر اور خوشی کے آنسو ہیں۔"

"... رونے کے تو نہیں ہیں؟ کیونکہ خوف سے ... وہ بھی آپ کی ڈکشنری میں۔" وہ ... والا واقعہ دہراتے ہوئے مسکرایا تو وہ بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

نیلم ریاست

ناولٹ

جنہیں راستے میں خبر ہوئی

"تو میرے پیارے بھائیوں بیٹو اس بات پر غور ضرور کرنا یہاں پر میری بہت سی مائیں بیٹیاں بہنیں بھی مجھے سن رہی ہیں۔ میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ اس فیصلے پر غور ضرور کیجیے گا اور"

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اپنے اعمال کو درست کرلیں اپنے والدین کی عزت کریں ان کی قدر کریں۔"

پورے ہال میں خاموشی طاری تھی۔ جہاں ہر روز افطاری کے بعد خصوصی خطاب اور پھر دعا تراویح پڑھائی جاتی تھیں۔ یہ سب رمضان کریم کی رونقیں تھیں ملک کے بیشتر حصوں کی طرح اس درسگاہ میں بھی سحری اور افطاری میں بہت بڑے پیمانے پر لوگوں کو فری کھانا دیا جاتا تھا۔ لوگ صبح شام جوک در جوک آتے تھے صفیں بچھا کر کھانا لگا دیا جاتا۔ آج چوبیسواں روزہ تھا۔

ادارے کے روح رواں اعتکاف میں بیٹھے بہت سے افراد سے خطاب کررہے تھے۔ سبھی لوگ انہیں انتہائی ادب سے سن رہے تھے مگر باہر گیٹ کے قریب بچی تھوڑی سی جگہ پر گٹھڑی بنا ایک وجود مسلسل جھٹکوں کی زد میں تھا۔ سارا دن نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھانتا مگر دن ڈھلتے ہی یہاں چلا آتا۔ انتظامیہ کے آدمیوں کے ساتھ مل کر کھانا تقسیم کرتا۔ صفائی کروانے میں مدد دیتا۔ نماز پڑھتا، خطاب سنتا اور دعا کے وقت اس کا وجود ایسے ہی جھٹکوں کی زد میں آجاتا۔ نہ جانے کون سے دکھ اس

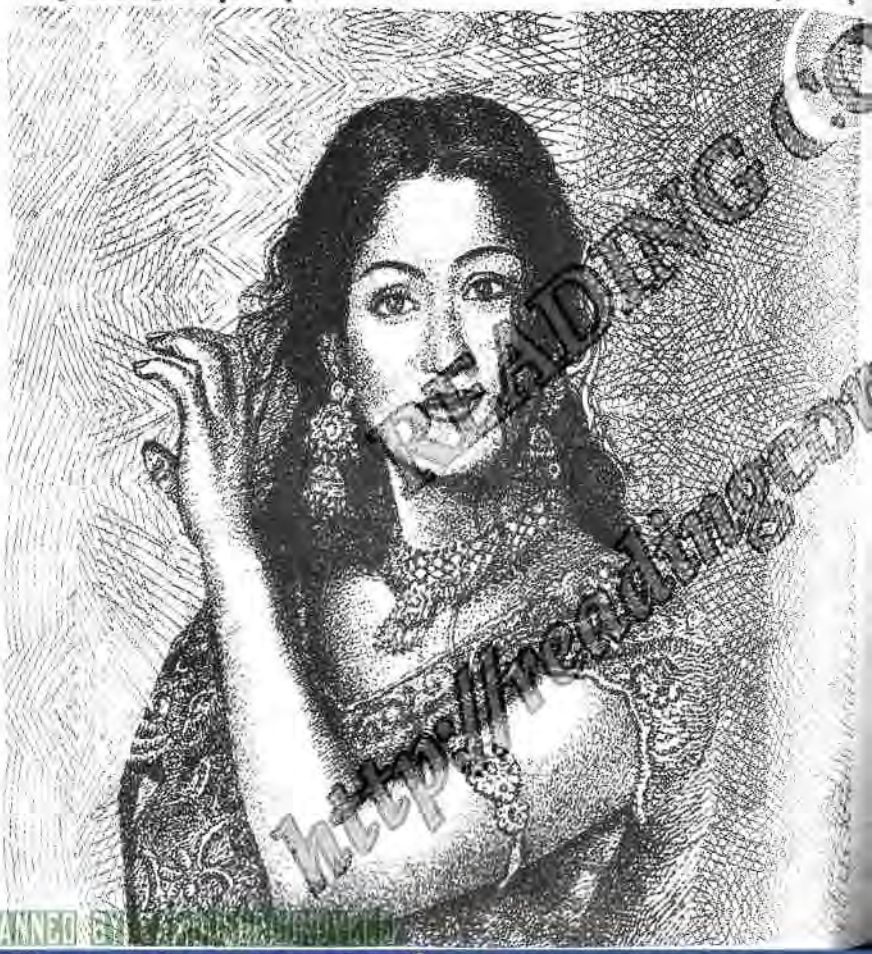

SCANNED BY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کو رلاتے تھے۔ نہ جانے کیا روگ دل میں چھپائے پھرتا تھا کہ آنکھوں کا سیلاب رکتا ہی نہ تھا۔ پیمانہ تو تب ہی چھلکتا ہے ناں جب بھر جائے اس میں اور گنجائش نہ رہے۔ رو رو کر وہیں سو جاتا۔ صبح سحری کرتا نماز پڑھتا، کھانا تقسیم کرتا برتن اٹھاتا کبھی دھلوا بھی دیتا اور پھر مدرسے سے نکل جاتا۔ خطاب ابھی بھی جاری تھا آج کا موضوع ماں تھا۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آج یہاں اس وقت جتنے بھی لوگ موجود ہیں ہم اپنے گریبان میں جھانکیں اپنا تجزیہ خود کریں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے پاس اپنی ماں کے لیے ٹائم ہو۔ آج کس کس نے پوچھا کہ اماں آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ کتنوں نے آج کوشش کی کہ ماں کا دل نہیں توڑنا۔ یقیناً ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ میرے نوجوانو! وقت کی قدر کو پہچانو تمہارے ماں باپ وہ خزانہ ہیں جو ایک دفعہ چھن گیا تو قیامت تک واپس نہیں ملتا، بلکہ جس نے دنیا میں اس خزانے کی قدر نہ کی اس کا آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں ہے۔"

خطاب جاری تھا مگر گیٹ کے قریب ننگی جگہ پر چادر کی بکل میں خود کو گٹھڑی کی طرح لپیٹ کر بیٹھا وجود جھٹکے کھاتا کھاتا یک دم ساکت ہو کر ایک طرف لڑھک گیا۔ کسی کا اس کی طرف دھیان نہ تھا۔

وہ ان گزرے ایک سال اور چودہ دنوں میں اتنا رویا تھا کہ آنکھوں کے سوتے خشک ہو گئے تھے اور شرمندہ اس قدر تھا کہ اس کے قدم شرمندگی کے مارے اپنے گھر کی طرف اٹھتے ہی نہ تھے۔ بس ایک ہی خیال اس کے دماغ میں رہتا کہ کاش کاش وہ اپنی زندگی کے بیتے دنوں کو واپس موڑ سکتا اور اپنی غلطیاں سدھار پاتا مگر گیا وقت اور بہتا پانی کبھی واپس نہیں آتے۔

☆......☆

اس کا سب سے بڑا غرور اس کی ظاہری شخصیت تھی گورا رنگ کھڑے نقوش بلند قامت بھرا ہوا مضبوط جسم بس یہی وہ خوبیاں تھیں جنہوں نے اس کا دماغ ہواؤں میں اڑا رکھا تھا اور دوسری طاقت تھی دوست جگری یار ایک محلے کا ڈرائی کلینر جو چوبیس گھنٹے خدمت میں حاضر جب چاہے جیسا چاہے لباس اٹھایا نہا دھو کر زیب تن کیا۔ دوسرا دوست پہلے سے بھی زیادہ جانثار تھا۔ ایک ورکشاپ پر سینئر مکینک تھا۔ جب بھی مالک سر پر نہ ہوتا وہ داؤد کی فرمائش پر گاڑی چند گھنٹوں کے لیے ادھار دے دیتا۔ اس طرح پہننے کے لیے اچھا لباس اور گھومنے کے لیے نت نئی گاڑی حاصل کرنا اس کے لیے مسئلہ نہیں تھا۔

خوش شکلی کے باعث محلے کی چھوڑ سارے خاندان کی لڑکیاں اپنی جیب میں تھیں۔ نئے سے نئے ماڈل کا موبائل فون قسطوں پر حاصل کیا جاتا۔ قسطیں دینا اس کی سر دردی نہیں تھی۔ بھی نہیں تھی۔ دن رات کتابوں میں گم بہن کس کام کی تھی اپنے بچوں کے ساتھ سر کھپا کر انہیں ٹیوشن پڑھاتی تھی تو اکلوتے بھائی کا اتنا تو حق تھا ناں کہ اس کے موبائل کی قسطیں دے دیتی اور کبھی کبھار بیلنس ڈلوا دیتی آخر اکلوتا جوان بھائی تھا بہن اس کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔ ہر موقع پر ملنے والے گفٹ علیحدہ، بے غیرتی اس انتہا کی کہ کبھی جو لڑکیوں سے چیزیں مانگتے ہوئے شرم آئی ہو۔ بڑے آرام سے یاد دلوایا جاتا کہ اس دفعہ میری سالگرہ پر کیا دے رہی ہو، وہ تو سال میں صرف بارہ مہینے ہیں اگر چوبیس بھی ہوتے تو ہر ماہ اس کی سالگرہ ہونا لازم تھی۔

نت نئے ڈیزائن کی شرٹس، پتلونیں، جوتے، رومال، جیل، پرفیومز، سن گلاسز، مہنگے ریسٹورنٹ میں کھانے، راوی بس چین ہی چین لکھ رہا تھا کیوں کہ یہ ساری چیزیں وہ ڈیڑھ سو کی لسٹ پوری کرتی تھی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

جواس کے فون میں موجود رہتیں۔

اس کا رکھ رکھاؤ۔ اس کے انداز و اطوار اس کی آنیاں اور جانیاں دیکھ کر کوئی بھی انجان آدمی یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ داؤد اکرام، اکرام ریڑھی والے کا بیٹا ہے۔ آپ اگر قسم کھا کر بھی کہتے کہ یہ خوشبوئیں اڑاتا وجود اکرام ریڑھی والے کے گھر میں ہی پیدا ہوا ہے تو کوئی نہ مانتا۔

ارے کہاں صحت مند تندرست و توانا جوان داؤد اکرام اور کہاں وہ فٹ پاتھ پر صبح سے شام کھڑا رہنے والا شکستہ وجود جس کے چہرے کی جھریوں میں ہر آن اضافہ ہوتا ہو۔ ساری عمر کی مشقت چہرے پر رقم ہو، جھکے ہوئے کندھے میلی سی پگڑی پیروں میں دھول سے اٹی ہوئی نیلون کی چپل اور کوئی تو خدا کا خوف کرو وہ تو دیکھنے میں ہی کسی رئیس کی اولاد لگتا اور یہ بابا تو اس کے نوکروں سے بھی گیا گزرا تھا۔

کہاں اس کا باپ ہو سکتا تھا۔ کوئی یہ نہیں جانتا کہ یہ اس کا باپ ہونے کا ہی انعام ہے کہ اکرام ریڑھی والا وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو گیا۔ ہار مان گیا ہے۔ اس نے یہ خیال بھی چھوڑ دیا کہ اس کا کوئی جوان بیٹا بھی ہے۔

سارا مسئلہ تب ہوا جہاں اسے محبت ہو گئی۔ پہلے لڑکیوں کو اس سے محبت ہوتی رہی تھی۔ اس دفعہ اسے کسی لڑکی سے محبت ہوئی تھی۔ فرق تو پڑنا ہی تھا۔ پہلے وصول کرتا رہا تھا۔ اب دینے کی باری آئی تھی اور زوبیہ تھی بھی تو کیسی دودھ ملائی کی بنی چیزیں تو ایک طرف بندے کا جی چاہے بس جان بھی مانگے تو بسم اللہ کر کے سر قدموں میں وار کر دو۔ چھوٹی چھوٹی فرمائشیں تو وہ ماں کے غلے میں سے پیسے لے کر پوری کرتا رہا مگر اس دفعہ فرمائش بڑی آئی تھی۔ زوبیہ نے آئی فون مانگا تھا اور داؤد اکرام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیسے فوراً سے اسے آئی فون لا کر دے۔ قسطوں پر چیزیں دینے والے پٹھان نے بھی انکار کر دیا کہ پہلے پہلا حساب پورا کرو پھر بات کرنا۔ اب آ جا کر رہ گئے گھر والے۔ تو ہمیشہ کی طرح ان کی شامت آ گئی۔

رات کے اندھیرے میں گھر کے بڑے کمرے سے اس کے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

”آخر کیوں اللہ نے مجھے آپ جیسے کنگلوں کے گھر پیدا کر دیا۔ نہ کبھی ڈھنگ کا کھانے کو ملا ہے نہ پہننے کو۔ جب بھی کوئی چیز مانگی ہے بس اپنی مسکین شکلیں دکھا دیتے ہیں۔“

اس سے چھوٹی مائرہ کو علم تھا عقل کا اندھا ہے، کبھی نہیں سمجھے گا اس لیے خاموشی سے ضبط کیا سے سنتی رہی۔

”میں کچھ نہیں جانتا بس مجھے ایک لاکھ روپے چاہیے۔ چاہے گھر بیچیں یا جو مرضی مجھے ہر حال میں ایک لاکھ چاہیے۔ چار دن ہیں آپ کے پاس۔“

مائرہ دھک سے رہ گئی۔ ”دماغ ٹھیک ہے تمہارا کہاں سے آئے گا اتنا پیسہ یہاں کھانے کے لالے پڑے ہیں اور صاحب زادے کی اپنی ہی دنیا ہے۔“

”تم میرے منہ نہ لگو ورنہ منہ توڑ دوں گا میں تمہارا۔ کہاں جاتی ہے ساری کمائی؟ تم کماتی ہو ابا کماتا ہے اماں جو سارا دن لوگوں کے کپڑے سیتی رہتی ہیں کہاں جاتے ہیں اتنے پیسے؟“

مائرہ جانتی تھی کہ اگر آئینہ دکھانے بیٹھی تو وہ اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ اس لیے خون کے گھونٹ پی گئی۔ ایک نفرت بھری نظر اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔

بوڑھے ماں باپ دونوں مجرموں کی طرح سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔

”میں جا رہا ہوں پرسوں جب آؤں تو مجھے رقم چاہیے نہیں تو آگ لگا دوں گا سارے گھر کو زندگی عذاب ہو گئی ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کسی یتیم خانے میں ہی پیدا ہو جاتا۔“

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

حلیمہ بی بی نے اپنے آنسو پلو سے صاف کیے۔ جب کہ اکرام کسی پتھر کے مجسمے کی طرح ساکت بیٹھا رہا۔ داؤد چیخ چلا کر واپس چلا گیا۔ ویسے بھی گھر پر وہ تب ہی آتا تھا جب اسے پیسے چاہیے ہوتے تھے۔

☆.....☆

تیسرے دن گھر آیا۔ ماں نے سلائی مشین کی دراز میں سے نکال کر پچاس ہزار اس کے آگے کر دیے۔ اسے یہ توفیق نہ ہوئی کہ پوچھتا اتنے تنگ حالات میں اتنی رقم کہاں سے لائی ہو۔ گھر کا سامان بیچا ہے یا گروی رکھ آئی ہو، الٹا ماں کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو گیا۔

''اس کو میں سر پر ماروں میں نے ایک لاکھ مانگا تھا۔ اس کا کیا کروں۔''

''میرے پاس اتنے ہی ہیں لے جاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ۔'' ماں نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ بس ٹھہرے ہوئے لہجے میں اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔

''کتنی سخت دل عورت ہو تم اماں! بیٹا اتنے دنوں بعد گھر آیا ہے ایک گلاس پانی تک نہیں پوچھا اور کہہ رہی ہو چلا جاؤں۔ جا رہا ہوں مجھے بھی اس ڈربے میں رہنے کا کوئی شوق نہیں ہے مگر مجھے پچاس ہزار اور چاہیے جیسے یہ ہو گئے ہیں اور بھی نکل آئیں گے پھر جب آؤں تو میرے پیسے تیار رکھنا۔''

آئی فون کی قیمت تو سیدھی ایک لاکھ تھی۔ اس لیے اس نے کچھ سوچ کر پچاس ہزار کا ہی ایک اچھا سا موبائل خرید کر زوبیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ اس نے مایوس سی شکل بنائی تھوڑی دیر تک موبائل کو الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی پھر بڑی ادا سے بولی۔

''چلو اب تم لے آئے ہو تو یہی ٹھیک ہے مگر اس دفعہ عید پر مجھے ڈیزائنر ویئر سے جوڑا چاہیے۔ اپنی مرضی کا اور اس کے بعد عید پر کسی اچھے سے ریسٹورنٹ پر کھانا کھائیں گے۔ یاد رکھنا اب۔''

وہ دل میں خوش ہو گیا کہ چلو فون تو پسند آ گیا۔ اب اماں جو پیسے دے گی اس سے دوسری چیزیں دلوا دوں گا۔

☆.....☆

اگلی دفعہ مقررہ وقت پر جب وہ اپنے گھر آیا تو دروازے پر تالا پڑا تھا۔ منہ سے بڑبڑاتا واپس آ کر گاڑی میں بیٹھ کر زن سے چلا گیا۔ رات کو پھر واپس آیا تو دروازے پر پھر تالا ہی نظر آیا۔

ہمسائی سے پوچھنے پر پتا چلا کہ اماں کی طبیعت خراب تھی سو سبھی اسپتال میں ہوں گے۔

''چلو یہ اب نئی مصیبت۔'' وہ بڑے غصے سے اسپتال آیا تھا۔

جنرل اسپتال کے وارڈ میں حلیمہ بی بی دوائیوں کے زیر اثر غنودگی میں گم تھی۔ چہرے پر زردیاں ملی ہوئی تھیں۔ آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے مگر داؤد اکرام کے پاس دیکھنے والی آنکھ ہوتی تو یہ سب دیکھ پاتا وہ تو ہمیشہ ہوا کے گھوڑے پر سوار رہا تھا۔

رو رو کر مائرہ کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ کبھی وہ ادھر سے ادھر بھاگ بھاگ کر دوائیاں لا رہی تھی۔ کبھی کوئی ٹیسٹ کروا رہی تھی۔ وہ بھی اس نے آج جن بچوں کو ٹیوشن پڑھائی تھی ان سے ایڈوانس ایک ماہ کی تنخواہ لی تھی تو خرچہ اٹھا سکی اس وقت وہ تھکی ماندی بکھری سی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر لکڑی کے بینچ پر بیٹھی تھی۔ ابا پاس اسی طرح بت بنے بیٹھے تھے۔

''یہ اماں نے اب نئے ڈرامے شروع کر دیے۔'' براؤن پینٹ، سفید شرٹ پیروں میں براؤن جوتے لباس سے اٹھتی مہنگی خوشبو۔ مائرہ نے سر اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا جسے وارڈ میں موجود سبھی لوگ ستائش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ نہ جانے کہاں سے اس کے اندر اتنی طاقت آئی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بازو سے پکڑ کر داؤد کو کھینچتی ہوئی

DESIGNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اپنے ساتھ باہر لے آئی۔

"بازو چھوڑو میرا کیا جنگلیوں کی طرح کھینچ رہی ہو۔" مائرہ نے ایک جھٹکے سے بازو چھوڑ دیا۔

"تمہیں انسانوں کی زبان کہاں سمجھ آتی ہے داؤد اکرام! تمہارے ساتھ اگر پہلے دن سے جانوروں کی زبان میں بات کی جاتی تو آج میری ماں کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔" وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو، ایک ہاتھ دوں گا میں تمہیں۔"

"ہاں مارو۔" مائرہ نے اپنے چہرے پر خود ہی تھپڑ مارے۔

"مارو مجھے تمہارے جیسے بھائی ہوں تو تھپڑوں کے علاوہ اور کیا مل سکتا ہے۔"

"جاننا چاہو گے کہ تم ہو کیا؟ میں بتاتی ہوں آج تمہیں آج مجھے تم سے کوئی ڈر نہیں ہے۔ مجھے ایک تھپڑ مارو گے تو میں تمہیں جواب میں دس تھپڑ ماروں گی۔ تم نے میرے ماں باپ کے ساتھ جو ظلم کیا ہے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میری تو ساری دنیا میرے ماں باپ ہیں۔ ان کے سوا میرا ہے کون؟ تمہیں ہم پہ رحم نہیں آتا؟ میں نے اپنے دن رات کی محنت کی کمائی تم پر لٹا دی۔ میری ماں نے لوگوں کے کپڑے سی سی کر اپنی ہڈیاں گلا لیں۔ میرا باپ تمہارا جشہ پالتے پالتے وقت سے پہلے بوڑھا ہو گیا مگر تم ایک ایسی لعنت ہو جس سے جان ہی نہیں چھوٹتی جانتی ہوں میں آج تم کس لیے آئے ہو۔ باقی کا پچاس ہزار لینے آئے ہو ناں تاکہ اپنی دو ٹکے کی سہیلی کو عیدی دے سکو۔"

داؤد غصے سے اس کی طرف مارنے کے لیے بڑھا تھا۔

"خبردار! ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا۔" مائرہ کی آنسوؤں سے دھلی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ جس نے اس کے قدم روک دیے۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں ناواقف ہوں تمہاری دلچسپیوں سے؟ میں بھی اسی دنیا میں رہتی ہوں۔ میں اگر آج تک خاموش رہی ہوں تو صرف تم سے نفرت کی وجہ سے۔ مگر اب نہیں اب بات میری ماں کی زندگی کی ہے جو اس نے تمہاری وجہ سے داؤ پر لگا دی۔ تم اولاد نہیں ہو داؤد تم چوک ہو چونک۔ خون پینے والے۔ تم نے ساری زندگی میرے ماں باپ کا خون پیا ہے۔ ارے بدبخت جس لڑکی کے لیے تم مرے جا رہے ہو میری ماں نے اپنا گردہ بیچ کر دو تمہارے حوالے کی تھی۔ جس کو تحفہ دیتے وقت تم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ آیا اسے تحفے چڑھانے والے تم اکیلے ہو یا اس کے بچاریوں میں تم جیسے اور کھڑے ہیں۔ میری ماں کی زندگی اتنی سستی تو نہیں ہے۔ داؤد تم مر کیوں نہیں جاتے۔ آخر کیا فائدہ ہے تمہاری زندگی کا میرا اتنا بڑا نقصان ہو گیا صرف تمہاری وجہ سے۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں مت بنو میرا مان مت میرے سر پر ہاتھ رکھو پر خدا کا واسطہ ہے مجھ سے میری چھت نہ چھینو، میں نے کبھی ان دونوں کو خوش نہیں دیکھا کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کبھی انہوں نے عید پر نئے کپڑے نہیں پہنے کبھی اچھے کھانے نہیں کھائے کیوں کہ وہ تمہیں اور تمہاری خواہشات کو پال رہے ہیں۔ داؤد اتنی بڑی سزا؟ انہوں نے تمہیں پیدا کر کے اتنا بڑا جرم کر دیا ہے کہ ان سے زندہ رہنے کا حق ہی چھین لو۔ چلے جاؤ یہاں سے کہیں دور کبھی واپس اپنی شکل مت دکھانا۔ تم نے ان کو اتنا توڑ دیا ہے کہ مجھے ان کا خیال اپنے بچوں کی طرح رکھنا ہے۔ میں رکھ لوں گی ان کا خیال۔ بس تم ہماری زندگیوں سے نکل جاؤ۔ میری ماں ہر روز اپنا کھانا تمہارے لیے بچا کر رکھتی ہے کہ ہو سکتا ہے تم گھر چکر لگاؤ تو وہ تمہیں کھانے کو کیا دے گی۔ ساری رات اس کی ایک آنکھ کھلی رہتی ہے کہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اگر تمہیں کہیں خیال آئے کہ گھر پر ماں انتظار کر رہی ہوگی اور تم آؤ تو دروازہ بند دیکھ کر واپس نہ چلے جاؤ۔ اب میں انہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ تم مر گئے ہو۔ تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھالے کہ پھر کسی کے انتظار میں جاگتی نہ رہیں۔"

ابا اندر سے بھاگتے ہوئے برآمد ہوئے اور حواس باختہ سے سیدھے مائرہ کی طرف آئے۔

"ماری بیٹا! چلو دیکھو تو تمہاری ماں کی حالت بگڑ گئی ہے۔" مائرہ کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی۔

"ہائے میری امی۔" وہ تیزی سے واپسی کو مڑی اور پھر رک گئی۔ پلٹ کر ایک نظر داؤد پر ڈالی جو اس کے ہاتھ سے آرہا تھا۔

غصے نفرت سے پورا زور لگا کر اس نے داؤد کو دھکا دیا تھا۔ وہ لڑکھڑا گیا۔

"خبردار اتم اندر نہیں آؤ گے۔ اب کیا میری ماں کی لاش بیچنا چاہتے ہو؟" ابا پہلے ہی اندر جا چکے تھے۔ مائرہ بھی روتی ہوئی پلٹی تھی اور اس کے قدم وہیں زمین نے جکڑ لیے۔ کوریڈور میں پہلے سے ہی کئی مرد و خواتین آجا رہے تھے۔ ان میں سے کچھ دلچسپی اور کچھ حیرت و حقارت سے اس خوش شکل خوش لباس دراز قد جوان کو دیکھ رہے تھے کہ جس نے زندگی میں کبھی تصور تک نہ کیا تھا کہ دبوسی اس کی چھوٹی بہن کسی دن یوں اسے اتنے لوگوں کے سامنے شرمندہ کر دے گی۔ شرمندگی اس درجہ کی تھی کہ وہ کسی کی طرف دیکھے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسپتال سے باہر نکل آیا۔ بنا کچھ سوچے بس تیز تیز قدم اٹھاتا فٹ پاتھ پر چلتا چلا جا رہا تھا۔ اس کو کہیں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ جا کہاں رہا ہے۔ منظور ڈرائی کلینر کی بیٹھک میں جہاں ساری سردیاں گرمیاں اس کا ڈیرہ ہوتا تھا یا اپنے گھر جہاں وہ اس وقت جاتا تھا جب کوئی ضرورت ہوتی مگر آج اس گھر پر تالا لگ گیا تھا۔

خالی الذہنی سے چلتے ہوئے آدھا گھنٹہ بیت گیا تھا۔ جب وہ ایک رہائشی علاقے میں داخل ہوا جہاں بڑی بڑی کوٹھیاں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ ایک گیٹ کے بالکل سامنے گلی کے دوسری جانب لگے پول کے نیچے قدرے اندھیرے میں وہ آخر بیٹھ گیا۔ نگاہیں سامنے گھر کی پہلی منزل پر موجود ایک کمرے پر ٹکی تھیں۔

اگلا پورا گھنٹہ وہ وہیں بیٹھ کر سامنے والی کوٹھی میں موجود اس ایک کمرے کو دیکھتا رہا پھر اپنی جیب سے موبائل نکال کر پہلے لاک کھولا اور Inbox میں موجود نمبر پر ایک نیا میسج بھیجا۔

"Waht are you doing love?"

"تم کیا کر رہی ہو؟"

دوسرے ہی لمحے جواب آگیا۔

"As usual getting ready for bed."

"وہی سونے کی تیاری۔" داؤد کی انگلیاں ایک دفعہ پھر تیزی سے حرکت میں آئیں۔

"تمہاری یہ عادت بڑی اچھی ہے۔ ٹائم کی بڑی پابند ہو۔ مگر آج میں تم سے دیر تک بات کرنا چاہتا ہوں۔" میسج بھیجنے کے بعد اس کی نگاہوں نے پھر اسی کمرے کو فوکس کیا جس کی لائٹ بجھی ہوئی اور پردے گرے ہوئے تھے۔

جلد ہی جواب بھی آگیا۔

"کیوں آج کیا خاص بات ہے اور تمہیں بتایا تو ہوا ہے میری بہن میرے ساتھ سوتی ہے اس کے سامنے بات نہیں کر سکتی جا کر امی کو بتا دے گی۔ میرے لیے مسئلہ ہو جائے گا۔" موبائل کی روشن اسکرین پر ابھری عبارت پڑھتے ہی اس کی انگلیاں ایک دفعہ پھر حرکت میں آئیں۔

"مسئلہ کیا ہونا ہے اچھی بات ہے ناں اگر تمہاری امی کو علم ہو جائے تاکہ میں رشتہ بھیج سکوں۔ کیوں کہ مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔" میسج

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

بھیجتے ہوئے داؤد کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ کسی قسم کا کوئی جذبہ رقم نہ تھا۔

"پاگل ہوگئے ہو کیا؟ دیکھو داؤد میری فیملی بہت سخت ہے اور ویسے بھی میں ابھی پڑھ رہی ہوں اتنی جلدی شادی کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ تم مجھے بتاؤ تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں؟"

"کون سا وعدہ؟"

"تم بھول کیسے گئے ہو؟ یاد رکھنا اب مت بھولنا جانو! تم مجھے ڈیزائنر ویئر دلوار ہے ہو۔ اچھا ابھی میسج مت کرنا میری بہن کمرے میں آگئی ہے۔ کل بات کرتے ہیں۔"

"I love you daoud" ساتھ میں Kiss کا Icon تھا۔

داؤد نے اپنی سپاٹ نظروں سے اسکرین کو پڑھا پھر فون کو واپس جیب میں رکھ دیا۔ ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔ پونے بارہ کا ٹائم تھا۔ پورے سوا بارہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا تو رخ سامنے کوٹھی کی جانب تھا۔ بڑی آسانی سے ایک ہی جست میں دونوں ہاتھوں کی مدد سے وہ دیوار کے اوپر تھا اور لمحے کی تاخیر کے بغیر دوسری جانب کیاری میں کود گیا۔ اس کا ذہن جیسے ہر خطرے سے بے نیاز ہوکر سارا پروگرام ترتیب دے چکا تھا۔ اس لیے وہ بغیر سوچے سمجھے عمل کر رہا تھا۔

"داؤد اکرام دوسروں کو نظر انداز کرتا آیا ہے۔ دھوکا دینا کبھی بھی مشکل کام نہیں رہا مگر یہ کیسے ہوگیا کہ کوئی اسے نظر انداز کر کے اتنا بڑا دھوکا دے؟" "اگر وہ معصوم ہوئی تو جن رستوں سے آیا ہوں خاموشی سے انہی پہ پلٹ جاؤں گا اور جا کر پہلا قتل اس کا کروں گا جس نے اس پر تہمت لگائی ہے اور اگر مائرہ سچی ہوئی تو......!" اس کے آگے اندھیرا تھا۔

پائپ کی مدد سے بغیر کوئی آواز پیدا کیے وہ بالکونی تک آیا۔ اس کے پیروں کی ساری دھمک غائب ہو چکی تھی۔ جیسے ہوا پر چل رہا ہو۔ وہ بے وقوف بھی نہیں تھا۔ پھر بے وقوف بنا کیسے؟

بالکونی میں کھلنے والا دروازہ لاک تھا مگر کھڑکی کھلی تھی جس پر پردہ گرا ہوا تھا۔ کمرے میں نائٹ بلب کی مدہم روشنی پردوں کے نیچے سے جھانک رہی تھی۔

کھڑکی کے آگے کان لگا کر اس نے سننے کی کوشش کی تھی۔ کمرے سے دھیمی دھیمی سرگوشیوں کی آواز آرہی تھی۔ گہرا سانس خارج کرتے ہوئے اس نے کھڑکی کا پٹ پوری طرح کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔

دوسری طرف اپنے بیڈ پر اوندھی لیٹی زوبیہ فون پر کسی کے ساتھ گفتگو تھی۔ ہلکے سے کھٹکے کی آواز پر اس نے سر اٹھایا اور کھڑکی کی طرف دیکھا تھا اور سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

مارے حیرت کے زبان ساتھ چھوڑ گئی۔ ہاتھ سے فون چھوٹ کر بیڈ پر گر گیا اور وہ تیزی سے بیڈ سے اتر گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" بڑی دھیمی سی سرگوشیاں نکلی تھیں۔ شاید وہ سرگوشیوں میں بولنے کی عادی ہوچکی تھی یا پھر ہمت ہی اتنی بچی تھی۔

داؤد نے آگے بڑھ کر مین سوئچ بورڈ کے کئی بٹن ایک ساتھ دبائے سارا کمرہ روشنیوں سے نہا گیا۔

"کیا کر رہے ہو داؤد! تم یہاں کیسے میرے گھر کا میرے کمرے کا تمہیں کیسے علم ہوا؟" وہ آنکھوں کی بڑھتی ہوئی سرخی اپنے اندر اٹھتے غصے کے ابال اور زوبیہ کو اگنور کرتا اسی خاموشی سے اس کے بیڈ کی جانب بڑھا اور زوبیہ کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گرنے والا فون اٹھا لیا۔

کال ابھی بھی جاری تھی۔ داؤد نے فون کان سے لگایا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"ہیلو زوبی! بول کیوں نہیں رہی ہو؟ کیا تم بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتی ہو جتنی میں تم سے کرتا ہوں؟"

ایک اذیت کی لہر تھی جس نے داؤد کے وجود کو جکڑا تھا۔ پھر وہ بولا۔

"میرے بھائی بڑی غلط جگہ پر کنڈی کھٹکھٹا رہے ہو۔ سچا سودا چاہتے ہو تو آج کے بعد یہ نمبر کبھی مت ملانا۔" ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

"یہ کیا بکواس کی تم نے داؤد تمہاری جرأت کیسے ہوئی۔"

"رات کے بارہ بجے اکیلا تمہارے کمرے میں تمہارے ساتھ موجود ہوں ابھی بھی تمہیں میری جرأت پر شک ہے؟" سلیقے سے سجے ہال جنہیں جیل لگا کر خاص اسٹائل دیا گیا تھا جو اس کی وجاہت کو مزید نکھارتا تھا۔

مگر اس خوبرو خوب صورت بوائے فرینڈ سے زوبیہ کو اس وقت بڑا خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"داؤد! جس کا فون تم نے بند کیا ہے وہ میرا منگیتر ہے۔" وہ اس کے قریب آ کر سہمی سی آواز میں چیخی تھی۔

داؤد نے بڑے تحمل سے ہاتھ میں تھاما فون بیڈ کی طرف اچھالا اور اپنے بھاری ہاتھ سے ایک تھپڑ رکھ کر زوبیہ کے خوب صورت نرم گال پر جڑ دیا۔

"اگر وہ تمہارا منگیتر ہے تو میں کون ہوں؟ بلڈی ٹائم پاس۔"

جواب میں وہ اپنے سرخ ہوتے گال پر ہاتھ رکھے ہونق بنی یک ٹک داؤد کی وحشت ناک نظروں میں دیکھتی رہ گئی۔ پھر مری ہوئی آواز میں بولی۔

"تم کیسے یہ سب میرے ساتھ کر سکتے ہو؟"

زوبیہ کی آواز مدہم اور کانپتی ہوئی تھی۔

مگر وہ جب بولا تو آواز مضبوط اور بلند تھی۔

"بالکل اسی طرح جس طرح تم نے میرے ساتھ ڈرامہ کیا۔"

"صرف تمہاری وجہ سے میں نے اپنی ماں کو مار دیا۔" بات کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا جا رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو داؤد پلیز یہاں سے چلے جاؤ۔"

"یہاں رہنے کے لیے تو میں آیا بھی نہیں ہوں مگر جو کرنے آیا ہوں وہ کیسے بغیر کیے چلا جاؤں؟"

"کیا..... کیا مطلب ہے تمہارا؟" داؤد کے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ سہم کر دیوار کے ساتھ جا لگی۔ بٹن کھولنے کے بعد اس نے شرٹ کو کھینچ کر ٹراؤزر سے باہر نکالا۔

پہلے ہونے والے حملے سے ہی بے چاری کے حواس ابھی تک نارمل نہ ہوئے تھے کہ نئی پیدا ہونے والی صورت حال سے بچنے کے لیے کیا کرتی سوچ ہی مفلوج ہو گئی تھی۔

داؤد نے اس کے اڑے رنگ والے چہرے پر ایک حقارت بھری نظر ڈالی اور جھک کر جوتوں کے تسمے کھولے اور باری باری دونوں پاؤں جوتوں کے بعد جرابوں سے بھی آزاد کر دیے۔

زوبیہ اب باقاعدہ کانپ رہی تھی۔

"داؤد پلیز، واپس چلے جاؤ پلیز۔"

داؤد نے زوبیہ کے چہرے کے قریب دونوں طرف دیوار پر اپنے ہاتھ ٹکا کر اپنا چہرہ اس کے بالکل قریب کیا۔

"زوبیہ بیگم ایک وہ بے وقوف لڑکیاں ہوتی ہیں جو سارے خطرے بھلا کر جھوٹی محبت کے فریب میں جکڑی جا کر اپنا آپ لٹا کر آتی ہیں اور دوسری تمہارے جیسی مکار جو ایک وقت میں کئی کو انگلیوں پر نچواتی ہیں مگر آج کے بعد تم یاد رکھو گی کہ داؤد اکرام ہر گز نہیں ہے۔ مجھے ٹھگنے کے لیے اب تمہیں ایک عمر چاہیے ہو گی۔ تمہارے علاوہ آج تک میں نے کسی لڑکی سے یہ نہیں بولا کہ میں اس سے محبت کرتا

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہوں۔"

"داؤد! مجھے معاف کر دو پلیز یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔"

"ہاتھ جوڑنا تو دور پاؤں پڑو گی تب بھی معاف نہ کروں اور بے فکر رہو مجھے تمہارے وجود سے اب اتنی بھی غرض نہیں رہی ہے کہ اپنی نفرت کا ہی نشانہ بنا سکوں۔" جھٹکے سے مڑا سائیڈ ٹیبل پر رکھا وہ فون اٹھایا جو کم از کم داؤد اکرام کے لیے بہت قیمتی تھا۔

اپنے دونوں جوتے ہاتھ میں پکڑے اور کمرے کے مین دروازے کی طرف بڑھا۔

زوبیہ کو جیسے کرنٹ لگا۔

"یہاں سے کدھر جا رہے ہو۔ ادھر سے جاؤ جدھر سے آئے ہو۔"

"چور نہیں ہوں جو چوروں کی طرح جاؤں۔" وہ چٹخنی گرا چکا تھا۔

"داؤد! میرے بھائی گھر پر ہیں خدا کے لیے یہ مت کرو۔"

"اپنے بھائیوں کی شرم تمہیں نہیں تھی تو میں کیوں سوچوں۔"

"داؤد! میں تمہارے پیر پڑتی ہوں دیکھو میری خالہ آئی ہوئی ہیں وہ میری ہونے والی ساس بھی ہیں۔"

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔" وہ زوبیہ کو ایک طرف دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے بعد جو جو بند دروازہ اس کے سامنے آیا وہ پوری قوت سے دھڑ دھڑاتا گیا۔

افطاری کے بعد سبھی لوگ میٹھی نرم نیند میں تھے مگر اتنی ساری آوازیں ایک ساتھ سن کر سارے حواس باختہ سے کمروں سے باہر نکلتے گئے۔

اور اپنے سامنے ایک اجنبی کو دیکھ کر پہلا خیال یہی آیا کہ چور آ گئے ہیں۔ زوبیہ کے تین بھائی ایک بھابی ماں اور اس کی خالہ۔ شدید حیرت اور شاک کے عالم میں اسے دیکھ رہے تھے۔ جس نے انہیں لاؤنج میں اکٹھا کیا اور پھر خود سکون سے صوفے پر بیٹھ کر جرابیں اور جوتے پہننے لگا۔ اس سارے عمل کے دوران زوبیہ اپنے کمرے کی دہلیز پر گری بیٹھی تھی۔

سب سے پہلے نیند شاید بڑے بھائی کی بھاگی تھی۔ اس لیے انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان تھام لیا۔

"اوئے کون ہو تم اور میرے گھر میں کیا کر رہے ہو؟ تم اندر کیسے آئے؟؟"

"بڑی جلدی ہوش آیا۔" اس نے گھورتے ہوئے طنز کیا اور ایک جھٹکا مار کر اپنا گریبان چھڑوایا۔

"میں تو نہ جانے کتنی مرتبہ آیا اور جا چکا ہوں تم تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنی بیوی کے پہلو میں پڑے ہوئے تھے میں نے ہی تمہیں اٹھایا ہے۔ تمہارے گھر کی دیواریں بڑی اونچی ہیں۔ اس کے باوجود میں بڑی آسانی سے اندر آ گیا ہوں جا کر دیکھو سارے دروازے اسی طرح بند ہیں اور ہمیشہ کی طرح اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں زوبیہ کے بے حد اصرار پر آیا ہوں۔ اب بس جا رہا تھا سوچا تم لوگوں سے بھی ملاقات ہو جائے۔" وہ تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا خارجی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں موجود کوئی شخص اس کا راستہ نہ روک پایا۔

چھوٹے دونوں بھائی تھے ہی ابھی صرف تیرہ سال کے جڑواں، ماں تو صدمے سے صوفے پر ڈھے گئیں۔ خالہ نے اسی وقت اپنے گھر فون کر کے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ انہیں لے جائے۔ بیٹے کے آنے سے پہلے ہی وہ گھر سے نکل کر باہر گلی میں آ گئی تھیں۔ ان کو اپنی بہن سے اس وقت رتی بھر ہمدردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ وہ پر یقین تھیں کہ ماں ضرور بیٹی کے کرتوتوں سے واقف ہو گی آخر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

حسی کی شہہ پر تو وہ یہ سب کرتی رہی ہے۔

"اور میسنی ماں بیٹی چلیں تھیں میرے بیٹے کی زندگی برباد کرنے۔" وہ جتنا بھی غصہ کرتیں کم تھا۔

چھوٹے دونوں تو ماں کو دیکھنے لگے تھے۔ جو بے جان ہوتی جارہی تھیں اور بھابی بھاگتی ہوئی اپنے شوہر کے پیچھے گئی تھیں جو زوبیہ کے بالوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے جکڑے اسے گھسیٹتے ہوئے واپس کمرے میں لے گئے۔ زوبیہ کی چیخیں بلند سے بلند ہوتی چلی گئیں۔ جو چیزیں بھی ہاتھ میں آتی گئی وہ اس کے ساتھ بڑی بے دردی سے اسے مارتا گیا۔

"بھائی وہ جھوٹ بول رہا تھا میں نے اسے نہیں بلوایا۔" مگر اس کی سننے کے لیے ان کے پاس فرصت نہ تھی۔ بھابی اپنی پوری جان لڑا کر زوبیہ کے بال اس کے بھائی کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش میں خود بھی دو چار لگا گئی تھیں۔ مگر اس کا بھائی کسی صورت میں بھی اسے آج زندہ چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔

جب تک زوبیہ کی والدہ گرتی پڑتی سیڑھیاں چڑھ کر اس کے کمرے تک پہنچی تھیں۔ زوبیہ تشدد کے آگے ہار گئی۔ اس کا بے جان ہوتا وجود لڑھک گیا۔

وہ کارپٹ پر اوندھی منہ گری تھی۔ چہرے پر جا بجا نیل ابھر رہے تھے۔ ہونٹوں کے دائیں کنارے سے خون نکل رہا تھا۔ بائیں آنکھ کے قریب بڑا سا گومڑ نظر آرہا تھا۔ اس کے نرم بالوں کا ایک بہت بڑا گچھا اس کے بھائی کی انگلیوں سے ٹوٹ کر فرش پر گرا تھا۔

امی نے اس کی یہ حالت دیکھی تو سارا کچھ بھول کر تڑپتی ہوئی آگے بڑھیں مگر بیٹے نے درمیان میں ہی روک دیا۔

"خبردار امی! اگر آپ اس حرافہ کے قریب بھی آئیں۔"

"بہن کے لیے کیسی زبان استعمال کررہے ہو۔" اس دفعہ وہ اتنی اونچی آواز میں گرجا کہ در و دیوار لرز اٹھے۔

"مت کہیں اسے میری بہن، ورنہ اس کی لاش کو چیل کوؤں کے آگے پھینک دوں گا۔" ساتھ ہی اس نے ایک زوردار پیر زوبیہ کے پیٹ پر مارا۔

"مت مارو۔" اس کی ماں روتی ہوئی اپنا سینہ پیٹتی ہوئی وہیں بیٹھتی چلی گئیں۔ بھابھی زبردستی بھائی کو کھینچتی ہوئی باہر لے جانے کی کوشش میں تھیں مگر اس کا غصہ کم ہونے کی طرف ہی نہیں آرہا تھا۔

"تم دونوں برابر کی قصوروار ہو۔ تم بھی اور یہ میری ماں بھی۔" اب وہ بھابی سے مخاطب تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ہوش میں آئیں مسئلے ایسے حل نہیں ہوتے۔"

"میری عزت کا جنازہ نکل گیا ہے اور تم چاہتی ہو میں ہوش میں آؤں۔ میرا تو جی چاہ رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ میں تم کو بھی مار دوں آخر کیسے گھر پر تمہاری موجودگی میں رہتے ہوئے یہ بے غیرت یہ سب کر گئی۔" اپنے گلے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے شوہر کے ہاتھ دیکھ کر بھابی کا رنگ فق پڑ گیا۔ کیسی قیامت کی گھڑی نے سب کچھ ختم کردیا۔

☆.....☆

اعتکاف کے اہتمام کو بنائی گئیں ان کپڑے کی چار دیواریوں میں سب سے پیچھے والا کمرہ ان بزرگ کا تھا جن کے لیے اس وقت وہ چائے کا کپ لے کر جارہا تھا۔ ان کو اس نے پچھلے سال بھی اسی جگہ پر دیکھا تھا۔ آج ستائیسویں کی شب گزری تھی اور ابھی لوگ سحری کررہے تھے وہ ہی تھوڑی دیر پہلے انہیں کھانا دے کر آیا تھا اور ابھی چائے لے کر جارہا تھا۔ ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے وہ اپنا کھانا اپنے مخصوص کمرے میں ہی کھاتے تھے۔

پردے کے باہر رک کر اس نے اجازت طلب کی۔ "بابا جی چائے لایا ہوں۔"

"آجاؤ بھی باہر کیوں رک کر اتنی دفعہ پوچھتے ہو سیدھے اندر آجایا کرو۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"آپ کو برا نہ لگے اس لیے پوچھ لیتا ہوں۔"

"اچھے بچے ہو، اب بیٹھ جاؤ میں چائے پی لوں تو کپ لے کر ہی جانا۔"

"جی اچھا۔" دروازے والے پردے کے قریب وہ اکٹھا ہو کر بیٹھ گیا۔

بابا جی چائے پینے لگے ساتھ ساتھ وہ جیسے اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ ویسے بھی وہ پہلے دن سے دیکھ رہے تھے کہ سادہ سے حلیے میں گھومنے والا جوان بڑی عمر کے بزرگ لوگوں کی خدمت آگے بڑھ بڑھ کر بڑے شوق سے کرتا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے؟" اس لڑکے نے چونک کر ان بزرگ کی طرف دیکھا۔ اسے یہاں ایک سال ہو گیا تھا مگر کسی کو اپنا نام نہیں بتایا۔

"عمر کیا ہے تمہاری؟" پہلے سوال کا جواب نہ پا کر انہوں نے برا مانے بغیر اگلا سوال کر دیا۔

"اٹھائیس سال۔"

"کہاں کے رہنے والے ہو یہاں لاہور کے؟"

"نہیں گوجرانوالہ کا رہنے والا ہوں۔"

"گوجرانوالہ میں کہاں کے رہائشی ہو؟"

"پرانی پیپلز کالونی کا۔"

"کرتے کیا ہو؟"

"یہاں ایک ٹھیکیدار کے پاس مزدوری کرتا ہوں۔"

اب وہ بزرگ حیران ہوئے تھے۔

"پڑھے کتنا ہوئے ہو؟"

"ایف اے پاس ہوں۔"

"تو بھی مزدوری کیوں تم کر رہے ہو ایف اے پاس کو تو گوجرانوالہ میں ہی کوئی مناسب کام مل سکتا تھا یہاں لاہور ڈیرہ ڈالنے کی ضرورت کیوں پڑی۔"

اس دفعہ پھر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ نظریں جھکا کر فرش کا ڈیزائن دیکھتا گیا۔

"تمہارے گھر میں کون کون ہے؟" اس سوال پر اس کے چہرے کے تاثرات میں واضح تبدیلی آگئی تھی۔ بے چینی اور اذیت۔

جب وہ بولا تو آواز کانپتی ہوئی سی تھی۔

"پہلے کوئی ہوتا تھا جی اب کوئی نہیں ہے۔"

"شادی شدہ ہو؟"

"نہیں۔" نفی میں سر ہلایا۔

"ماں باپ؟"

اب کی بار زبان خاموش رہی پر آنکھوں سے بے اختیار ہو کر پانی بوندوں کی صورت ٹپکنے لگا۔

"بہن بھائی؟" وہ ابھی بھی رو رہا تھا۔

"ایک بہن ہے۔"

"شادی شدہ؟" اس سوال پر پھر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"تو وہ کس کے پاس رہتی ہے؟"

"ابو کے ساتھ۔"

"تم ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے یہاں لاہور کیوں رہتے ہو؟" وہ جیسے آج اس بھیگی آنکھوں والے کے روگ کی تشخیص کرنے نکلے تھے۔

"کیونکہ ان کا گناہ گار ہوں۔"

بابا جی نے خالی چائے کی پیالی سائیڈ پر رکھی اور ٹشو کے ڈبے میں سے دو تین ٹشو نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔ جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔

اس دفعہ انہوں نے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ پر وہ خود ہی کسی نامعلوم طاقت کے تحت بولتا چلا گیا۔ جب دل کا سارا درد اگل چکا تو خاموش ہو گیا۔ بابا جی اس دوران اسے بہت غور سے دیکھتے اور سنتے رہے تھے۔

"کیا اسی لیے عمر رسیدہ لوگوں کی خدمت کرتے ہو؟"

"ہاں جی۔ جب تک وہ تھیں مجھے ان کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اب جب نہیں ہیں تو

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہر چہرے میں ان کو ڈھونڈتا ہوں مگر وہ نظر نہیں آتی ہیں اور میری سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میری وجہ سے ہاری ہے۔"

"چلو جانے والی تو چلی گئی ہیں۔ جو پیچھے رہ گئے ہیں انہیں کیوں گنوا رہے ہو؟"

"ان کا سامنا کرنے کی میرے میں ہمت نہیں ہے۔"

"تو ہمت پیدا کرو ناں وہ کوئی غیر تھوڑی ہیں۔ تمہارا باپ اور تمہاری بہن سب سے زیادہ تمہارے حق دار ہیں۔ یہاں جو اتنے لوگوں کا خیال کرتے ہو یہ قبول نہیں ہوگا جب تک کہ اصل حق دار کو اس کا حق نہ دیا جائے۔

ابھی تو تمہارے پاس وقت ہے تمہارا باپ زندہ ہے۔ جاؤ اپنی غلطیوں کی معافی مانگ کر اسے منا لو اگر خدانخواستہ وہ بھی نہ رہا تو کیا کرو گے؟"

زبان سے کچھ بھی بولے بغیر وہ اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتا گیا۔

☆.....☆

"تمہاری نماز کے بعد دعائیں دن بدن کچھ زیادہ ہی لمبی نہیں ہوتی جارہی ہیں۔" مائرہ جو جائے نماز طے کررہی تھی چونک کر سوال کرنے والے کو دیکھا۔

"سب علم ہونے کے باوجود مجھ سے یہ سوال کر کے زخموں پر نمک مت چھڑکیں۔ کھانا کھالیا؟"

"ہاں میں نے تو کھالیا تم بھی کھالو تب تک میں نماز پڑھ لوں۔" اس نے مائرہ کے ہاتھ سے جائے نماز لے کر بچھائی اور نماز کی نیت باندھ لی۔

مائرہ نے ایک نرم مہربان سی نظر اس پر ڈالی اور باہر آگئی۔

کھانا کھا کر اپنے برتن سمیٹ رہی تھی جب ابا باورچی خانے کے دروازے پر آرکے۔

"ماری! اس دفعہ دو مہینے گزر گئے ہیں۔ تمہارے بھائی کے خط کا انتظار بڑی بے چینی سے کیا جارہا ہے۔" مائرہ کے ہاتھوں سے پلیٹ چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی۔ آخر ابا نے ایسے کیوں کہا۔

"ڈرتے ڈرتے پلٹ کر ان کی جانب دیکھا۔ جو آنکھوں میں نمی لیے دروازے پر ہی کھڑے تھے۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ میں حقیقت سے ناواقف ہوں۔ وہ دبئی وغیرہ کہیں نہیں گیا ہوا اور اس کا تمہارے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہے۔ تمہاری اماں کی الماری میں سے خاکی لفافے ملے تھے۔" مائرہ کی آنکھوں سے بے اختیار پانی بہہ نکلا تھا۔

"معاف کردیں ابا! یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے مگر میں کیا کرتی امی کی حالت نے میری ہمت توڑ دی تھی مگر یقین مانیں میں نے ایسا نہیں چاہا تھا کہ وہ یوں غائب ہوجائے۔"

ابا اندر بڑھ آئے اور اس کا سر تھپک کر اپنے ساتھ لگایا۔

"میں جانتا ہوں بیٹی! میں تمہیں الزام تو نہیں دے رہا ہوں۔" اس طرف آتی جوتوں کی مخصوص چاپ سن کر وہ جلدی سے سنبھلے۔

"چلو جلدی سے آنکھیں صاف کرلو وہ نماز پڑھ کر آرہی ہے۔"

مائرہ نے میکانکی انداز میں آنکھیں اور چہرہ صاف کیا۔

"چلو آؤ ٹی وی آن کرو دیکھیں مفتی منیب الرحمٰن صاحب عید کے بارے میں کیا اعلان کرتے ہیں۔ پھر چائے بنانا۔"

"جی اچھا چلیں۔"

ابا کے ساتھ ہی کچن سے نکل کر بڑے کمرے میں آئی۔ ٹی وی آن کر کے نیوز چینل پر لگایا اور خود ایک دفعہ پھر کچن میں آگئی۔ جہاں پہلے سے ہی چولہے پر چائے رکھی جاچکی تھی۔

مائرہ دیکھ کر ایک دفعہ پھر شرمندہ ہوئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"رہنے دیتی ناں میں خود بنا لیتی ہر کام فٹافٹ سے کر دیتی ہیں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"میں تم پر کوئی احسان نہیں کرتی ہوں بس جب فارغ بیٹھتی ہوں ناں تو دماغ گھومنے لگتا ہے بس اسی سے بچنے کے لیے خود کو مصروف رکھتی ہوں تم برا نہ منایا کرو۔"

چائے کپوں میں ڈال کر ٹرے مائرہ کی طرف بڑھائی۔

مائرہ نے ایک کپ ابا کو دیا اور دوسرا اعتکاف والے پردے کی دوسری طرف بڑھا دیا۔

خود آ کر بڑے کمرے میں بیٹھے دو نفوس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

اب بھی لوگ بس مفتی صاحب کے منتظر تھے۔

انتظار آخر کار ختم ہوا۔ عید کا اعلان اور باہر دروازے پر گھنٹی ایک ساتھ بجے تھے۔

"لگتا ہے ماموں لوگ آ گئے ہیں۔"

"جاؤ تم دروازہ کھولو میں دوسرے انتظام دیکھتی ہوں۔" اعتکاف سے اٹھنے والوں کے لیے پھولوں کے ہار اور نئے کپڑے پہلے سے تیار تھے۔

مائرہ اثبات میں سر ہلاتی باہر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ پوچھے بغیر دروازہ کھولا مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

"بھائی تم......!" دوسرے لمحے وہ بھاگتی ہوئی اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔

"تم نے ہمیشہ میرے ساتھ برا کیا ہے۔ جانتے ہو اس عرصے میں تمہاری وجہ سے مجھے کیا کیا جھوٹ بولنے پڑے ہیں۔"

"ابو جی......جلدی آئیں بھائی آ گیا ہے۔"

اکرام صاحب کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا تھا۔ کانپتی ہوئی ٹانگوں سے وہ کمرے سے باہر آئے تھے۔ جب کہ ایک سن ہوتا وجود وہیں بیٹھا رہ گیا تھا۔ جیسا بھی تھا نالائق یا نکما پر آتے جاتے رستوں میں یا دوسرے تیسرے دن گھر آ کر اپنی صورت تو دکھا جاتا تھا ناں مگر پچھلے ایک سال سے تو وہ اس کی صورت دیکھنے کو بھی ترس گئے تھے۔ کمرے سے باہر تو آ گئے مگر آگے بڑھ کر اسے گلے لگانے سے جھجک گئے۔ داؤد اکرام کی شخصیت ہی ایسی رہی تھی مگر یہ کیا؟ اپنے سامنے وہ کسے دیکھ رہے تھے۔ نہ خوشبوئیں لٹاتا نیا لباس نہ چمچماتے جوتے نہ سلیقے بنے بال، نہ فخر سے اٹھی ناک نہ آنکھوں میں بیگانگی کچھ بھی تو نہ تھا۔ خاکی رنگ کا گھسا ہوا شاید پرانی سی نیلی شرٹ جس کے کف فولڈ کیے ہوئے تھے پیروں میں جوگرز کندھے پر بیگ آنکھوں میں شرمندگی چہرے پر حد سے زیادہ نرمی۔ چھوٹے چھوٹے بال فوجی کٹ اسٹائل میں لیے ہوئے تھے۔ یہ اکلوتا اہتمام اس نے گھر آنے کے لیے کیا تھا۔ شیو کروا کر بال کٹوائے تھے اور جس دل اور ہمت سے کام لے کر اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی تھی وہی جانتا تھا۔

ابا نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ لیے تھے۔

"آگے بڑھ آؤ یار کیا وہیں دروازے میں رکے ہوئے ہو۔"

"کبھی لوٹ آئیں تو پوچھنا مت فقط دیکھنا انہیں غور سے
جنہیں راستے میں خبر ہوئی کہ یہ راستہ کوئی اور ہے"

ابا نے بھی کچھ نہ کہا کچھ نہ پوچھا بس آگے بڑھ کر اسے تھام لیا کیوں کہ اس کی غیر حاضری اور اس کے بعد اب سامنے نظر آنے والی حالت صاف بتا رہی تھی کہ یہ وہ والا داؤد اکرام نہیں جسے وہ جانتے تھے پھر کچھ کہنے سننے کی گنجائش ہی کہاں بچتی تھی۔

وہ باپ کی بانہوں میں بالکل بچہ بن کر بکھرا تھا اور انہوں نے بھرپور شفقت سے اسے سمیٹ لیا تھا۔ معافی تلافی تک بات جانے ہی نہیں دی بڑے سلیقے سے سب گول کرتے ہوئے مائرہ سے بولے۔

"مائرہ جاؤ جلدی سے بھائی کو کپڑے نکال

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

گرد۔ جاؤ تم بھی نہا لو تمہاری ماں تو بیٹے کو پاکستان میں رہنے کے دوران اتنی شان سے پہنتے اوڑھتے دیکھتی تھی اب تو اس کا بیٹا دبئی سے آیا ہے۔ سو سوال کرے گی۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا کیا امی زندہ ہیں؟"

"لو بھلا اسے کیا ہونا ہے اچھی بھلی ہے۔ اعتکاف میں بیٹھی ہوئی ہے۔ تمہارے ماموں وغیرہ بھی آتے ہوں گے صبح عید ہے تم جلدی سے کپڑے بدل لو۔ پھر تمہاری ماں کو اعتکاف سے اٹھاتے ہیں۔"

داؤد جو محسوس کر رہا تھا لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر تھا مگر اتنا جانتا تھا کہ وہ اپنے رب کا بہت شکر گزار ہے۔ یہ احسان کبھی زندگی بھر نہیں چکا سکتا تھا کہ اس کی ماں مل گئی تھی۔ جس کو کھونے کا سوچ کر وہ بہت رویا تھا اور بہت تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگی تھیں۔

مائرہ نے دل میں سوچا آج تو حقیقی والی عید ہو گئی ہے۔ خوشی اور جوش سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ جا کر اس نے داؤد کے لیے سفید کلف شدہ شلوار سوٹ نکال دیا۔ جب تک وہ کپڑے بدل کر نکلا ماموں وغیرہ بھی آ گئے تھے۔

داؤد کی موجودگی سبھی کے لیے بڑا سرپرائز ثابت ہوئی تھی۔ ڈھیروں مبارک بادیں، قہقہوں اور مٹھائی کھاتے کھاتے اماں بھی اعتکاف سے اٹھ گئیں۔

آج اس چار دیواری میں حقیقی خوشیاں آئی تھیں۔

داؤد بار بار اماں کا چہرہ چوم رہا تھا کبھی ان کو بانہوں میں بھر کر خود کو ان کی موجودگی کا یقین دلاتا رہا۔

"حلیمہ! دبئی جا کر تو داؤد بالکل ہی بدل گیا ہے۔" ممانی نے کہا تو داؤد کو اپنے جذباتی پن کا سب کے سامنے اظہار کا احساس ہوا تو مسکراتا ہوا ایک طرف ہو گیا تاکہ اماں باقی سب سے مل لیں۔

سب سے ملتے ہوئے وہ متلاشی نظروں سے ارد گرد دیکھتی رہی تھیں اور آخر پوچھ ہی لیا۔

"مائرہ بھئی میری بیٹی کدھر ہے؟"

"آ...... آپ کی بیٹی صاحبہ اندر اپنے کمرے میں چھپ کر بیٹھی ہیں۔ ہزار دفعہ کہا ہے باہر آئیں مگر سن ہی نہیں رہی ہیں۔"

"ارے داؤد بھائی کو دیکھ کر ہم اپنی بھابی کو تو بھول ہی گئے۔ سو سوری بھابی۔" ماموں کی بیٹی ملائکہ خود کو ملامت کرتی اندر کی طرف گئی۔

"اب اندر چھپ کر بیٹھنے کا ٹائم نہیں ہے آپ کے میاں صاحب آ گئے ہیں زبردست سی ٹریٹ بنتی ہے آپ کی طرف سے۔" مائرہ نے سب کے مسکراتے چہروں کی طرف دیکھا اور پھر داؤد کے جس کے چہرے پر واضح الجھن رقم تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے بھی مائرہ اور امی ابا کے چہروں کو دیکھ رہا تھا مگر اصل شاک ملائکہ کے ساتھ بڑے کمرے میں قدم رکھتی لڑکی کو دیکھ کر لگا تھا۔

اس کے سر پر چھت گرتی تو تب بھی وہ اتنا بے یقین نہ ہوتا۔ جتنا بے یقین اپنے سامنے زوبیہ کو دیکھ کر ہوا تھا۔ اماں واری صدقے جانے والے انداز میں اس لڑکی کا منہ سر چوم رہی تھیں اور داؤد اکرام کا دل کسی گہری کھائی میں گرتا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن تھوڑی دیر پہلے ملائکہ کے بولے گئے الفاظ کو دہرانے سے انکاری ہو رہا تھا۔

اماں کے پاس صوفے پر ایک طرف وہ بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف جگہ بنا کر اماں نے زوبیہ کو بٹھایا تھا۔ جس کا رنگ فق ہوتا جا رہا تھا۔

پھر مہمانوں کی موجودگی کا خیال کر کے وہ مائرہ کے ساتھ باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

☆......☆

عید ہو جانے کے امکان کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں نے پہلے سے ہی رس ملائی اور دہی بھلے بنا کر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.Com

فریج میں رکھ دیئے تھے ابھی وہی نکال کر سب کو دیئے ساتھ میں کولڈ ڈرنکس۔ اس سارے وقت میں زوبیہ نے ملائکہ وغیرہ کو کچھ محسوس نہیں ہونے دیا۔ ان کے مذاق اور چھیڑ چھاڑ کو مسکرا کر اگنور کرتی گئی اور خود کو باورچی خانے میں بلاوجہ مصروف شو کیا۔ دودھ پہلے سے ابلا ہوا تھا۔ اس نے دوبارہ ابال دیا۔

وہ لب بھینچے سنجیدگی سے ماں کے برابر بیٹھا رہا۔ اس نے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں لی ماموں کے سوالوں کے جواب میں بھی بس ہوں ہاں کرتا رہا۔ جونہی مہمان گئے اس نے سوالیہ نظروں سے اماں کی طرف دیکھا۔

اس وقت ابا اور مائرہ بھی ادھر ہی موجود تھے اور جس کے متعلق وہ جاننا چاہتا تھا۔ وہ اپنے ڈوبتے ہوئے دل کو سنبھالتی ہوئی دبے پاؤں چھت پر چلی گئی۔

کبھی کبھی ہوتا ہے ناں ایسا کہ ہم اپنی حدود بھول جاتے ہیں اور اپنی مرضی کے اصول و قانون بنا کر جینا چاہتے ہیں اور پھر ٹھوکر لگتی ہے تو دوبارہ کبھی بھی اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں رہتے۔

اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ پہلے ہی مرحلے پر ایسی چوٹ کھائی تھی کہ اب زندگی سے ہی ڈر لگنے لگا تھا۔

''پلیز امی! آپ مجھے بتائیں گی کہ یہ لڑکی میرے گھر میں کیا کر رہی ہے اور وہ ملائکہ اور اس کے بہن بھائی اسے بھابی کس کے حوالے سے بول رہے تھے؟''

''میری جان جب تمہارے گھر میں ہے تو تمہارے حوالے سے ہی بھابی بولتے ہیں۔''

''اس سے پہلے کہ میں پاگل ہو جاؤں آپ بتا دیں کہ یہ یہاں کیسے آئی کیا بکواس کی ہے اس نے آپ لوگوں سے۔''

''وہ بے چاری کیا کہہ سکتی تھی داؤد، تمہارے پاس غصہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جو تم نے اس کے ساتھ کیا وہ ظلم تھا۔ تمہیں ویسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔''

''عجیب باتیں کر رہی ہیں آپ امی۔ اپنی عزت مانتا تھا میں اسے اور اس نے میری غیرت کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ مجھے اگر علم بھی ہوتا کہ اس کا بھائی اسے زندہ چھوڑ دے گا تو اس رات اس کو اپنے ہاتھوں سے مار کر وہاں سے نکلتا۔''

''تمہاری غیرت پر طمانچہ تو جب لگتا اگر وہ تمہارے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور کی [illegible]''

''اماں! آپ اس کی صفائیاں دینا بند کریں وہ [illegible] وقت میں بے وقوف بنا رہی تھی اور [illegible] میں کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ آپ اس کو کہہ دیں یہاں سے فوراً چلی جائے۔''

''ایسا تو کبھی مر کر بھی نہیں ہو سکتا [illegible] وقت سے خاموش بیٹھے ابا ایک دم بولے [illegible] سے پہلے انہوں نے اس کڑک کے ساتھ داؤد سے بات نہیں کی تھی۔

''میں زوبیہ کو اپنی بیٹی بنا کر اپنے ساتھ اس چھت تلے لایا تھا۔ جب وہ بے گھر اور بے آسرا کھڑی تھی اور وہ بھی صرف میرے بیٹے کی وجہ سے اس رات اگر اس کے بھائی نے اسے مارا نہیں تھا تو جینے کا حق بھی چھین لیا تھا۔ میرے اللہ کا حکم ہے کہ اگر کسی کا عیب دیکھو تو اس کو اچھالنے کے بجائے اس پر پردہ ڈال دو تا کہ اللہ تمہارے عیبوں پر پردہ ڈال دے۔

اگر زوبیہ کی بھابی اپنے باپ کو ادھر بلا کر زوبیہ کو اس کے ساتھ نہ بھیج دیتی تو زوبیہ مر ہی چکی تھی۔ بروقت ملنے والی میڈیکل امداد نے اس کی تکلیف میں کمی کی تھی۔ دو ہفتے اسپتال میں رہی مگر اس کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گھر سے کوئی دیکھنے نہیں آیا۔ کیوں کہ بھائی نے ماں کو دھمکی دی تھی کہ اگر وہ زوبیہ کو دیکھنے گئی تو وہ ماں اور دونوں چھوٹے بھائیوں کو بھی گھر سے نکال دے گا اور زوبیہ بھی اگر بچ گئی ہے تو اس دفعہ مار کر ہی دم لے گا۔ ماں بے چاری سارے صدمے برداشت نہیں کر پائی پہلے بیٹی پر اتنی بڑی تہمت لگنا پھر اسے نیم مردہ حالت میں دیکھنا۔ سارے خاندان کا تھوتھو کرنا اور آخر میں بیٹے کا یوں نرعون بننا بے چاری کو ہارٹ اٹیک ہوا اور زندگی ہار گئی۔ بھائی نے زوبیہ کو آخری دفعہ منہ دیکھنے بھی نہیں دیا۔

وہ تو ہمیں فون آیا تھا۔ تمہارے دوست کے نمبر پر کوئی صاحب تھے جو مجھ سے اور تمہاری ماں سے بات کرنا چاہتے تھے۔ ہم دونوں گئے فون سنتے ہی انہوں نے اسپتال کا پتا بتا کر وہاں بلایا اور ہمیں ساری بات بتادی۔ فون کرنے والا زوبیہ کی بھابی کا والد تھا۔ اس بچی کی جو حالت میں نے دیکھی تھی میں نے اسی وقت اپنے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں مرتے دم تک اس بچی کی کفالت کروں گا۔

تمہاری ماں نے جذبات میں آکر ساری برادری رشتے داروں میں زوبیہ کو تمہاری بیوی کی حیثیت سے متعارف کروایا ہوا ہے۔ میں نے اسے سمجھایا بھی تھا مگر خیر۔ اب یا تو تم تھوڑا ظرف دکھاؤ اپنی غلطی مانو اور اپنے بوڑھے ماں باپ کے منہ سے نکلی بات کی عزت رکھ لو نہیں تو میں تم پر تو اس گھر کے دروازے بند کرسکتا ہوں۔ زوبیہ پر نہیں یہ اس کا گھر ہے اور یہاں وہ پوری عزت کے ساتھ رہے گی۔ تم جہاں جی چاہے جاسکتے ہو۔'' ابا نے داؤد اکرام کے غبارے کی ساری ہوا ایک جھٹکے سے ہی نکالی اور سکون سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

مائرہ کو یہ سب دیکھ کر بڑا مزہ آرہا تھا۔ ابا بول رہے تھے اور زندگی میں پہلی مرتبہ وہ صرف سن رہا تھا۔

داؤد نے سر اٹھا کر مائرہ کی طرف دیکھا جو کھلکھلا کر ہنستی چلی گئی۔ داؤد نے کشن اٹھا کر اس کا نشانہ لیا۔

''بند کروا اپنے دانت۔''

''یہ تو اب کبھی بھی بند نہیں ہوں گے جناب اور آپ بھی جلدی سے اٹھیں مجھے اور بھابی کو چوڑیاں دلوائیں۔''

''کہیں نہیں لے کر جاؤں گا بڑی آئی بھابی والی۔'' مائرہ کے بلند ہوتے قہقہوں اور اماں کی دھیمی معنی خیز مسکراہٹ نے داؤد کو بھی مسکرانے پر مجبور کردیا۔

''وہ ہے کہاں؟'' اس نے کان کھجاتے ہوئے لاپرواہ انداز میں پوچھا۔

''اب آیا ناں اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ میں بتا سکتی ہوں کہ وہ اس وقت کہاں پر بیٹھ کر آنسو بہا رہی ہوں گی اگر آپ وعدہ کرتے ہیں چوڑیاں دلوانے کا تو۔''

''تمہیں تو ہرگز نہیں ملیں گی چوڑیاں شوٹیاں اس سارے فساد کی جڑ ہی تم ہو۔ تم نہ بتاؤ میں خود ہی ڈھونڈ لیتا ہوں۔''

پہلے ابا کے کہنے پر ان کے ساتھ جا کر عشاء کی نماز پڑھ کر آیا۔ پہلی جماعت نکل گئی تھی۔

واپسی پر اس نے خاموشی سے اسے سارے گھر میں ڈھونڈا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔ مائرہ کپڑے استری کرتے ہوئے مسلسل اسے چھیڑ رہی تھی۔

''بغیر مدد کے نہیں ڈھونڈ پائیں گے ان کے ٹھکانے کو صرف میں ہی جانتی ہوں مان لیں ہار۔''

وہ آخر میں چھت پر آیا۔ ساری چھت دیکھ لی مگر بے کار وہیں ریلنگ پر جھک کر صحن میں دیکھتا رہا پھر لکڑی کی سیڑھی نظر آئی۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر دونوں بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹے ان پر سر جھکائے گٹھڑی بنی بیٹھی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"دیکھو اماں کہتی ہیں کہ رات کے وقت اس طرح دیواروں کے ساتھ چمٹ کر نہیں بیٹھتے کئی جانور ہوتے ہیں چھپکلیاں وغیرہ۔"

وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی مگر سر نہیں اٹھایا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ اونچائی پر اللہ قریب ہوتا ہے۔" اب وہ اس کے بالکل برابر بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی دیر یونہی خاموشی چھائی رہی۔

"اگر تم مجھ سے جھوٹ بولے بغیر کنارہ کش ہو جاتیں تو مجھے بالکل برا نہ لگتا مگر جو رویہ تم نے رکھا ہوا تھا وہ میری توہین تھی اور مجھے یہ خیال ہی پاگل کر دینے کے لیے کافی تھا کہ میں ایک لڑکی کے ہاتھوں بے وقوف بنا ہوں۔ اس کے باوجود بھی میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ تمہیں یہ ساری تکلیف اٹھانی پڑی۔ اس طور پر تمہاری والدہ کی وفات کا سن کر مجھے دلی افسوس ہوا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کسی بھی صورت میں اس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتا۔ پھر بھی یہی کہوں گا کہ مجھے معاف کر دو۔ میں وعدہ تو نہیں کرتا مگر اپنی پوری کوشش کروں گا کہ تمہارے بھائی کو تم سے ملوا دوں۔" اس نے دھیرے سے زوبیہ کا لرزتا ہوا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ سے تھام لیا۔

وہ بے قرار ابھی بھی رو رہی تھی۔

"بولو مجھے معاف کر سکتی ہو؟" کافی دیر بعد زوبیہ نے سر اٹھایا تھا۔

"تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ غلطی تمہاری نہیں بلکہ میری تھی۔ میں نے کبھی ان چیزوں کو سنجیدگی سے سوچا ہی نہیں تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے سوچا تھا کہ داؤد خوب صورت ہے دوستی اسی سے رکھنی ہے مگر میری خالہ کا بیٹا تمہارے مقابلے میں مالی طور پر بہت مضبوط تھا۔ اس لیے شادی اس سے کرنا چاہی مگر میں مانتی ہوں داؤد میں غلط تھی۔ تم مجھے معاف کر دو۔" اس نے داؤد کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"تمہارے ماں باپ نے مجھے اس وقت سہارا دیا تھا۔ جب میرے اپنے مجھے چھوڑ کر حقارت سے منہ موڑ کر چلے گئے تھے۔ داؤد میں نے اللہ سے بہت معافی مانگی ہے۔ تمہارے ابا کہتے ہیں جب کوئی انسان شرمندہ ہو کر اپنی غلطیوں کی معافی مانگتا ہے تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو۔ ساری حقیقت جاننے کے بعد؟"

داؤد کو حقیقت قبول کرنی ہی تھی کیوں کہ یہ اس کے ماں باپ کی خواہش تھی اور یہ لڑکی جیسی بھی تھی اب بدل گئی تھی اور گھر سے بے گھر بھی اسی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس لیے داؤد نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کر دیئے اور معافی کے لیے بندھے ہاتھ کھول دیئے۔

"چلو اکٹھے قدم اٹھاتے ہیں نئی منزل کی طرف نیک نیتی کے ساتھ اور ایمانداری کے ساتھ۔" مائرہ نے آ کر شور مچایا تھا۔

"ساڑھے بارہ ہو گئے ہیں اور اگر مارکیٹ بند ہو گئی نا تو آپ کی خیر نہیں ہے۔ صبح عید والے دن میری بھابی کے ہاتھ میں چوڑیاں ضرور ہونی چاہیے۔ یہ اماں کے بعد میرا بھی حکم ہے اور اماں کہہ رہی ہیں صبح مسجد میں آپ دونوں کا نکاح ہوتا ہے۔ کیوں کہ سب لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ نکاح ہو چکا ہے تو اب اصل میں ہوگا۔"

مائرہ بولتی جا رہی تھی اور خوشیاں دلوں پر دستک دے رہی تھیں اور کون بے وقوف ہوگا جو آگے بڑھ کر دل کے دروازے نہ کھولے۔

......☆......

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

افسانہ

رداکے رنگ اپنوں کے سنگ

CORNER ...nerpk.blogspot.com

''ارے ارے یہ صبح صبح دروازہ پر کون آگیا؟ ارے بھائی صبر، اتنی زور سے دروازہ بجا رہے ہیں جیسے خدانخواستہ اسرائیلی فوجوں نے فلسطین پر دھاوا بول دیا ہو۔'' افشاں نے دروازے کی طرف نیند سے بوجھل آنکھوں کے ساتھ جاتے ہوئے کہا۔

SCANNED BY PAKSOCIETY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''ارے کیا اول فول بک رہی ہو، صبح صبح کے وقت بدفال نکال رہی ہے یہ لڑکی بھی ناں بس......! کبھی نہیں سدھرے گی۔'' اماں بی نے مرغیوں کو دانہ ڈالتے ہوئے افشاں کی بھی کلاس لی جس پر افشاں کسمسا کر رہ گئی اور جلدی سے دروازہ کھولا سامنے پوسٹ مین کھڑا تھا۔

''باجی! یہ لیں آپ کی رجسٹری۔ جلدی کریں اتنی چلچلاتی دھوپ میں کب سے کھڑا ہوں۔'' پوسٹ مین نے افشاں سے دستخط کرواتے ہوئے کہا۔

''ارے بھئی ذرا صبر کے ساتھ۔ تم تو ہماری شالیمار ایکسپریس سے بھی زیادہ تیزی دکھا رہے ہو۔'' افشاں کو اپنی مثال پر خود ہی ہنسی آ گئی۔ اس نے ڈاکیے سے رجسٹری وصول کر کے اسے رخصت کیا اور بے چینی سے لفافہ چاک کیا۔ تو اس کے اندر سے جگمگاتا سلور کلر کا دعوت نامہ نکلا۔

''اوہ! زبردست یہ...... یہ میرے لیے آیا ہے۔ اماں بی...... اماں بی۔'' افشاں نے خوشی سے چیختے ہوئے آواز لگائی۔

''ارے صبر، بی بی اتنی اتاولی کیوں ہو رہی ہو؟ کیا ہو گیا ہے؟ کیا اوباما نے شرف ملاقات بخش دی ہے یا پاکستان کا قرضہ معاف کر دیا ہے۔''

SCANNED BY PAKSOCIETY NOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

اماں بی نے اپنا چشمہ ناک پر دھرتے ہوئے ہاتھوں کی اوک سے افشاں کو دیکھا جو خوشی سے دمکتے سرخ چہرے کے ساتھ ہاتھ میں پکڑے کارڈ کو بار بار بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

''اوف اوہ! بی اماں آپ بھی ناں کبھی میری خوشی میں خوش نہیں ہوتیں۔ بابا کو بھی ابھی حیدر آباد جانا تھا۔ چلیں میں شام میں ان کو فون کر کے خوش خبری سناتی ہوں۔ وہ یقیناً خوش ہوں گے۔ ایک وہی ہیں جو مجھے ہمیشہ سراہتے ہیں آپ کو تو مجھ سے محبت ہی نہیں۔'' یہ کہہ کر افشاں منہ بسورتے کمرے میں گھس گئی۔ ابھی باقی دوستوں سے بھی یہ خوش خبری شیئر کرنی تھی جب کہ بی اماں ناشتے کی تیاری کرنے کچن کی طرف چلی گئیں۔

☆......☆

''دانیہ، دانی ارے بیٹا اٹھ جاؤ۔ دیکھو دن چڑھ آیا ہے۔ تم نے کہا تھا آج تمہیں کسی پارٹی میں جانا ہے۔'' دانیہ کی ماما نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔ دانیہ جو ان کی آواز سن کر بھی سستی سے آنکھیں بند کیے ہوئی تھی۔ ایکدم بستر سے چلانگیں مار کر اتری۔

''اوہ مائی سویٹ ماما! Thank you میں تو بالکل بھول ہی گئی تھی۔ میری دوستیں تو میرا گلا دبا دیں گی۔ you Know یہ بہت ہی اہم Event ہے۔ مجھے اس دن کا بہت شدت سے انتظار تھا۔ میرا یہ خواب تھا جس کی آج تعبیر مل رہی ہے۔'' دانی نے آنکھیں بند کرتے ہوئے جذب کے عالم میں کہا۔

''اوہ مجھے بھی تو پتا چلے کہ آخر ایسا کون سا خواب ہے جس نے ہماری بیٹی کے چہرے کو اتنا روشن اور لبوں میں مسکان بھر دی ہے۔'' دانیہ کی ماما نے پیار سے دل ہی دل میں اس کی معصومیت کی نظر اتارتے ہوئے پوچھا۔

''ارے ماما! It is surprise! آ کر بتاؤں گی ابھی تو مجھے تیار ہونا ہے۔ میں آج سب سے منفرد لگنا چاہتی ہوں۔ آخر اتنی نامور شخصیات سے آج شرف ملاقات ہے۔'' یہ کہہ کر دانیہ واش روم میں گھس گئی۔

''یہ لڑکی بھی ناں، گریجویشن کر لیا ہے مگر ابھی تک بچپنا نہیں گیا۔ اللہ میری بچی کی خوشیوں کو ایسے ہی قائم رکھے۔'' مسز امتیاز نے تمام بکھری چیزیں سمیٹتے ہوئے دل میں دعا دی۔

☆......☆

''اوہ! مجھے یقین ہی نہیں آ رہا کہ میں نے اپنے خواب کی تعبیر پا لی ہے۔ اف کتنا خوب صورت لگ رہا ہے ناں۔'' Pc lawn میں کتنی روشنی، کتنی جگمگاہٹ تھی پورا ہال بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ خوشی سے جگمگاتے چہرے، ہر طرف بکھرتے ہوئے ادھر سے ادھر خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ سامنے ہی اسٹیج کو گلاب اور Tulips سے سجایا گیا تھا اور رنگ برنگے غبارے بہت ہی رنگین اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا منظر پیش کر رہے تھے۔ اسٹیج کے ایک طرف مہمانان گرامی کے لیے سلور میرون کنٹراسٹ میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن کے سامنے مرر میں میز پر مہمانوں کو پیش کرنے کے لیے خوب صورت پھولوں کے گلدستے اور شیلڈز بمع سرٹیفکیٹ سجے ہوئے تھے۔ افشاں ایک خواب کے عالم میں آگے بڑھی۔

''ایسا لگ رہا ہے میں بھولے سے کسی پرستان میں آ گئی ہوں۔'' یہ سوچتے ہوئے وہ داخلی دروازے سے کچھ اور آگے بڑھی۔

''افشاں، افشی۔'' اس نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔

''ارے دانیہ! تم ادھر۔'' افشاں، دانیہ کو دیکھ کر خوشگوار حیرت سے گلے ملی۔ جو پر پل اور اسکائی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بلیو کلر کی ایمبرائیڈری جارجٹ کے سوٹ میں ہم رنگ اسکارف لیے بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔

"ہاں! اور تم یہاں کیسے؟" دانیہ نے بھی حیرانگی سے پوچھا۔

"کیوں کہ ماہ بدولت بھی آج کی پروقار تقریب میں مدعو ہیں۔" افشاں نے اپنے فرضی کالر کھڑے کرتے ہوئے کہا بلیک کلر کی لونگ شرٹ اور چوڑی دار پاجامے میں ہم رنگ آویزے پہنے وہ بھی بہت خوب صورت لگ رہی تھی ابھی دونوں دوستیں باتیں کر ہی رہی تھیں کہ سامنے سے ریمل اور عائشہ بھی آتی نظر آئیں۔ دونوں کاپر کلر کے گولڈن نگوں سے مزین سوٹ میں ہنستی مسکراتی بہت پیاری لگ رہی تھیں۔ وہ سب آپس میں خوشدلی سے ملیں۔ اسی وقت تقریب کے آغاز ہونے کا اعلان ہوا اور تمام مہمان گرامی کے ساتھ ان دوستوں نے بھی نشست سنبھال لی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اس کے بعد حمد و ثناء پیش کی گئی۔ آخر کار وہ لمحہ آ گیا جس کا ان دوستوں کو بے چینی سے انتظار تھا۔ جی ہاں تقریب کی چیف گیسٹ محترمہ صالحہ محمود (ہر ایک کی آپی) اسٹیج پر تشریف لا چکی تھیں جنہیں دیکھ کر ہال بے ساختہ پرزور تالیوں سے گونج اٹھا۔ عائشہ اپنی سیٹ سے ہی اٹھ گئی جسے دانیہ نے زبردستی بٹھایا۔ پھر ریمل کا ڈیجیٹل کیمرہ حرکت میں آیا اور اس نے ان کی خوب صورت تصاویر لیں اور جب انہوں نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں خطاب شروع کیا تو پورے ہال میں سانپ سونگھ گیا۔ اس پرسکون ماحول میں مترنم، میٹھی آواز سر بکھیرتی محسوس ہو رہی تھی۔ آف وائٹ کلر کے پروقار ڈریس میں ان کی شخصیت سب سے منفرد و ممتاز تھی۔ ہر کوئی ان کے شفاف موتی جیسے الفاظ کو اپنے دل میں صحیفے کی طرح اتار رہا تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے تمام مہمان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ردا کی سالگرہ کے پرمسرت موقع پر سب کو اس کی کامیابی و شہرت کی مبارک باد دی اور سینئرز رائٹرز کے ساتھ جونیئر رائٹرز کی کاوش و محنت کی دل سے خوب صورت الفاظ میں تعریف کی۔ جو ان کے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں تھا۔ اسی وقت دو بہت ہی پروقار خواتین اسٹیج پر تشریف لائیں تو ایک بار ہال پھر تالیوں سے گونج اٹھا۔ پتا چلا کہ مایہ ناز سب کے دلوں کی ملکہ شازیہ مصطفیٰ اور نائلہ طارق ہیں۔ اوہ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ آج میں اپنی پسندیدہ مصنفہ سے مل رہی ہوں۔"

"یہ خواب تو نہیں۔" افشی نے ریمل کو چٹکی کاٹی۔

"سی......! افشی کی بچی مجھے نہیں خود کو کاٹو۔" ریمل نے افشی کو گھورتے ہوئے کہا تو افشی اپنی ہنسی پر قابو پاتے سامنے اسٹیج کی طرف دیکھنے لگی۔ جہاں اب صالحہ آپی، شازیہ جی اور نائلہ جی کو پھولوں کے گلدستے کے ساتھ Best Achievement ایوارڈ اور تعریفی اسناد پیش کر رہی تھیں۔ ریمل نے جلدی سے اپنے کیمرے میں اس خوب صورت یادگار منظر کو محفوظ کیا۔

ردا کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اس کے ساتھ ابتدا ہی سے مخلص اور ذہین لوگ منسلک رہے۔ جن میں سے ہماری تین گوہر نایاب نائلہ، شازیہ مصطفیٰ بھی ہیں سباس گل کسی ذاتی مسئلے کی وجہ سے شرکت نہیں کر سکیں۔ مگر میں دل سے ان کی مشکور ہوں اور تعریفی اسناد اور ایوارڈ ان تک پہنچا دی جائیں گی۔ ان کے ناول نے ردا کے قارئین کو ہمیشہ اپنی گرفت میں رکھا۔ نائلہ کے بے ساختہ جملوں کی ادائیگی اور شازیہ اور سباس گل کے پر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

مزاح اور رومینٹک مزاج نے ردا کو ہمیشہ سچے موتیوں اور نگینوں کی طرح جگمگائے رکھا۔'' صالحہ آپی کی بات پر ہال ایک بار پھر پرجوش تالیوں سے گونج اٹھا۔ اس کے بعد نائلہ طارق اور شازیہ جی نے بھی اپنے خوب صورت انداز میں صالحہ آپی کا شکریہ ادا کیا اور نئی مصنفات کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے لیے ایک تربیتی اور مشاورتی ادارے کا قیام کا وعدہ کیا۔ ان کو دیکھ کر ان کے ناولز کی خوب صورت سلیقہ شعار اور باوقار ہیروئن کا خیال آرہا تھا۔ ان کے بارے میں ان چاروں کے ذہن میں جو تصور تھا وہ دونوں اس سے بھی زیادہ با اخلاق اور خوش گفتار لگیں۔ ابھی وہ لوگ ان کی سحر انگیز باتوں اور شخصیت میں کھوئی ہوئی تھیں کہ صالحہ آپی نے ایک اور خصوصی ایوارڈ کا اعلان کیا جو نئی ابھرتی ہوئی مصنفہ سیدہ فرزین حبیب کے لیے Best novelist of the year کے اعزاز میں تھا۔ پرتپاک تالیوں کے شور میں ریمل کے برابر کی نشست سے بلیک عبادیہ اور پنک اسکارف میں ملبوس ایک باوقار سی لڑکی شان بے نیازی کے ساتھ دھیمی چال چلتے ہوئے اسٹیج پر پہنچی اور نائلہ طارق کے دست مبارک سے تعریفی سند اور ایوارڈ وصول کیا۔ شازیہ جی اور صالحہ آپی نے بھی گلے مل کر اسے مبارک باد دی۔

''ارے..... یہ فرزین اپنی فرزین ہیں۔ میرے برابر میں بیٹھی تھی اور مجھے معلوم ہی نہیں۔'' دانیہ نے خوشگوار حیرت سے کہا۔

''ارے ہاں یار! ان کے افسانے اور ناول کو پڑھ کر ایسا لگتا تھا کہ یہ کوئی خاتون ہیں مگر یہ تو..... بہت ینگ ہیں۔'' انشی نے بھی سرگوشی کی۔ انہوں نے دیکھا اس سنجیدہ اور پیاری لڑکی کی آنکھیں نم تھیں۔ شاید یہ خوشی کے آنسو تھے جو کامیابی کی صورت میں اس کی آنکھوں میں چمک رہے تھے۔

''سب سے پہلے صالحہ آپی، نائلہ جی، شازیہ جی اور تمام حاضرین محفل کو میرا خلوص بھرا سلام اور ردا کی سالگرہ بہت بہت مبارک۔ اس کے بعد اللہ پاک اور میرے والدین کا شکریہ کیوں کہ ان کی رہنمائی اور دعاؤں کے بغیر میری ذات ایک ذرہ بے نشان ہے اور اس کے بعد سویٹ سی صالحہ آپی کا ڈھیروں شکریہ جنہوں نے اپنی سویٹ نیچر، رہنمائی اور حوصلہ افزائی سے ایک عام سی لڑکی کو آج اس خاص اور منفرد ایوارڈ سے نواز کر خاص بنا دیا اور ادب کی دنیا میں ایک شناخت دی۔ ان کی رہنمائی کے بغیر میرے قلمی سفر کو طے کرنا اور یہاں تک پہنچنا ناممکن تھا میں ابھی بھی طفل مکتب ہوں۔ مجھے لفظ کے اسرار و رموز کو سمجھنے میں ابھی بھی اپنے سینئرز کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے تقریباً دو سال پہلے جب میں نے اپنی والدہ کی ہمت افزائی پر پہلا افسانہ ردا کے لیے ارسال کیا تھا تو مجھے اس کی اشاعت کی بالکل امید نہیں تھی مگر صالحہ آپی نے مجھ جیسی طفل مکتب کی پہلی کاوش کو نہ صرف ردا میں جگہ دی بلکہ اپنی خوب صورت اور پرخلوص باتوں سے حوصلہ افزائی اور تعریف بھی کی۔ جو میرے ذہن کے گوشے میں اب تک محفوظ ہے۔ ان کی محبت اور چاہت نے میرے دل کو باندھ لیا اور پھر دل کے پنوں سے نکلے لفظوں کو محبت کے پر سے باندھ کر صالحہ آپی تک پہنچاتی رہی۔ جنہیں وہ سراہتی رہیں اور اس طرح آج اگست 2015ء میں میرے قلمی سفر کو ردا کی سالگرہ کے ساتھ ساتھ پورے تین سال ہو گئے ہیں۔ فرزانہ سے فرزین تک کا سفر بہت خوب صورتی سے طے کیا۔ امید کرتی ہوں آئندہ بھی تازیست ردا کے سائے میں میرا سفر جاری رہے گا اور ان میں میرے ساتھ اور بھی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لکھاری ہمسفر ساتھیوں کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ ردا کی سب سے منفرد بات یہ ہے کہ اس نے میرے ساتھ ساتھ دوسری نئی لکھاری دوستوں جیسے سویٹ سی دانیہ، چلبلی افشاں اور ریمل کو بھی اپنے سائے میں جگہ دی۔ میری ان دوستوں کا بہت بہت شکریہ جو یہاں موجود ہیں اور میں ان کی ہاتوں سے محظوظ ہو رہی تھی۔ آپ دوستوں نے ہمیشہ میری تحاریر کو سراہا سندیسے کے ذریعے اپنا قیمتی وقت نکال کر مجھ ناچیز کو اپنی رائے سے آگاہ کیا۔ آپ سب کی محبتیں اور خلوص میرے لیے زیست کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اللہ پاک کی رضا اور مہربانی اور آپ سب کے بغیر میں کچھ بھی نہیں۔'' فرزین نے اشکبار آنکھوں سے اختتامی کلمات ادا کیے۔ صالحہ آپی نے ایک بار پھر گلے لگا کر اسے پیار کیا اور پھر باقی تمام رائٹرز افشاں، دانیہ، ریمل کو بھی پرزور تالیوں میں اسٹیج پر بلایا گیا۔ انہیں نائلہ جی اور صالحہ آپی نے تعریفی اسناد اور حوصلہ افزائی کے لیے شیلڈز سے نوازا۔ سب نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور مصافحہ کیا۔ سویٹ سی نورین ملک نے فرزین کی دعائیہ نظم اپنی خوب صورت آواز میں ردا کے لیے پڑھی۔ جسے سب نے پسند کیا۔

تیرے راستے میں خوشیوں کے کھلے کنول
تیرے آنچل میں ہو کامیابیوں کے محل
تو ہر کسی کی دعاؤں میں سدا رہے شامل
تجھے پروردگار کی بخشش رہے حاصل
روشنی سدا تیرا مقدر ہو
تیرے لیے کامیابیوں کا سمندر ہو
پڑے نہ تجھ پر کسی برے کی نظر
نہ ہو تجھ پر کسی بد دعا کا اثر
ہر لب پر ہو تیرے لیے دعا
تو سدا خوش رہے ہے میری یہ دعا

(آمین)

''یہ خوب صورت نظم ردا کی کامیابی کے ساتھ آج سویٹ سی صالحہ آپی کی سالگرہ کا بھی انمول تحفہ ہے۔'' افشی نے نظم کے اختتام پر بتایا تو سب نے صالحہ آپی کو بھی مبارک باد اور دعائیں دیں۔

☆......☆

ریمل نے پورے گروپ کا خوب صورت منظر ہمیشہ کے لیے اپنے کیمرے میں محفوظ کر لیا۔ اس کے بعد ان سب نے صالحہ آپی کی معیت میں دعاؤں اور پرجوش شور کے ساتھ پائن ایپل اور فریش کریم سے سجا خوب صورت کیک کاٹا جس میں ردا اور صالحہ آپی کا نام جگمگا رہا تھا۔ کیک کٹتے ہی ہر طرف غباروں اور پٹاخوں کے پھٹنے کی آوازیں تھیں۔ ہر کوئی اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ پھر تمام مہمانوں کو چائے کے ساتھ لذیذ کیک پیش کیا گیا جسے سب نے انجوائے کیا۔ تمام رائٹرز سے آٹوگراف لیے گئے سویٹ سی صالحہ آپی نے اس خوشی کے موقع پر تمام مصنفات کو اپنا خوب صورت ناول دعا اور پیغام کے ساتھ گفٹ کیا جو ان چاروں کے لیے کسی انمول خزانے سے کم نہیں تھا۔ اتنی پذیرائی پر ان کا دل رب کے شکر گزار تھا۔ اس طرح یہ دن ان کی زندگی کا خوب صورت یادگار دن بن گیا۔ ان سب نے خوشی خوشی ایک دوسرے سے الوداعی مصافحہ کیا۔ انہیں یقین تھا کہ ردا کے سائے میں یہ قلمی سفر وقت کے ساتھ ساتھ مزید مضبوط ہوتا جائے گا۔ آج ان چاروں کا صالحہ آپی جیسی پرشفیق اور پرخلوص ہستی سے ملنے کا خواب پورا ہو گیا تھا۔ افشاں اور دانیہ کو گھر پہنچ کر نہ صرف اپنی سویٹ ماما اور بابا سے یہ خوش خبری شیئر کرنی تھی بلکہ آج کے خوب صورت دن کو اپنی ڈائری میں بھی محفوظ کرنا تھا۔

☆......☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

افسانہ

محبت سنجوگ ہے جاناں

محبت روگ ہے جاناں
عجب سنجوگ ہے جاناں
یہ کیسا روگ ہے جاناں
یہ کیسا جوگ ہے جاناں

میں......فائزہ صدیقی چار بھائیوں کی اکلوتی بہن، من موجی، ضدی اور موڈی۔ اپنی مرضی سے صبح کرنے والی اپنی مرضی سے شام کرنے والی۔ اپنی دنیا میں مست، مگن اپنے آگے کبھی ابو کی بھی نہ چلنے دی، جب جی چاہا روئی جب جی چاہا ہنسی۔ اپنی خواہشات کو ہمیشہ سر آنکھوں پر رکھا اور زمانے کی باتوں کو ہمیشہ جوتے کی نوک پر۔

محبت جیسا فضول کام میرے شایان شان ہی نہ تھا۔ سو کیا ہی نہیں۔

یہ روگ پالا ہی نہیں
یہ جوگ لیا ہی نہیں

مگر بے وقوف تھی میں حد سے زیادہ پاگل، پتا ہی نہ تھا کہ محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے۔

کسی سے بھی
کہیں بھی
کسی بھی طرح

شاید اسی لیے مجھے بھی ہو گئی۔

بڑے بوڑھے بتاتے تھے
کئی قصے سناتے تھے
مگر ہم مانتے کب تھے
یہ سب کچھ جانتے کب تھے
یہ باتیں ذکر کے قابل
بھلا گردانتے کب تھے

میں، عثمان عاصم عجیب ہی زندگی تھی میری بھی جب پڑھائی کے دن آئے تو شادی ہو گئی۔ صرف پندرہ سال کی عمر میں خود سے نو سال بڑی لڑکی سے۔ جب آوارہ چاند کی طرح محبت کرنے کے دن آئے تو بچے ہو گئے۔ اکیس سال کی عمر میں تین بچے۔ تو پھر اسی الٹ پھیر میں جب بوڑھے ہونے کے دن آئے پڑھائی ختم ہونے کے دن آئے۔ کچھ من چلنے کے دن آئے تو وہ آ گئی۔

اور......محبت ہو گئی۔

میں بتیس سال کا تھا۔ شادی شدہ تین بچوں کا باپ۔ جاب ہولڈر، PHD اسٹوڈنٹ۔

اور وہ......

صرف اٹھارہ سال کی۔ آوارہ بادل جیسی چٹختی کلیوں جیسی۔ من موجی۔ آنرز کی اسٹوڈنٹ۔

میرے برابر آ کر کھڑی ہو گئی۔ نیچا دکھانے لگی۔ پیچھے دھکیلنے لگی۔ حاوی ہونے لگی۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے لگی۔ سر پر سوار ہونے لگی اور میں......

میں برداشت نہ کر سکا۔ سب کچھ بھول سا گیا۔

بس وہ یاد رہ گئی۔ میرے آگے بولتی ہوئی مجھ سے لڑتی ہوئی۔

اور پھر میں بھی اس سے لڑ پڑا۔ وہ لڑکی تھی اور میں

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.Paksociety.Com

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

لڑکا۔ وہ کمزور تھی اور طاقتور۔ وہ ناسمجھ تھی اور میں شاید عقل کل۔

سو وہ ہار گئی۔

اور میں جیت گیا۔

خود سے 14 سال چھوٹی فائزہ سے دوسری شادی کرلی۔

☆......☆

ہمیں معلوم ہی کب تھا
تیرے قدموں کی آہٹ پر
گلابی مسکراہٹ پر
تیرے ہونٹوں کی جنبش پر
تیرے سر کے اشارے پر
چمن کے پھول سارے
اس طرح دھیان دیتے ہیں
کہ ذرا سے وصل کے جھانسے میں
اپنی جان دیتے ہیں

اتنا بے بس، اتنا مجبور، اتنا بے کس میں نے خود کو کبھی نہیں پایا تھا۔ وہ فاتح تھا اور میں مفتوح۔ وہ آنسو......وہ سسکیاں......وہ منتیں شاید میں کبھی نہ بھلا پاتی جو اس رات عثمان عاصم کے قدموں میں دان دیں لیکن اسے رحم نہ آیا۔

اسے بس جیتنا تھا ہر قیمت پر اور میں نے اس کی دوسری بیوی بن کر ہارنا بہتر سمجھا۔

کسی کو نہیں بتایا۔ موقع ہی نہیں ملا۔

نہ امی کو۔

نہ ابو کو۔

کسی کو نہیں۔ چپ چاپ اپنا آپ اس کے حوالے کر دیا۔

☆......☆

انا کے تخت پر بیٹھے
ہمیں معلوم ہی کب تھا
انا کے تخت سے اوپر
بہت ساری بلندی پر
کہیں پریوں کے جھرمٹ میں
تیرے پیروں کی پائل میں
تیرے چھوٹے سے گاؤں میں
تیری زلفوں کی چھاؤں میں
ستارے، چاند، سورج والہانہ رقص کرتے ہیں اور پھر......

پھر مجھے وہ اچھی لگنے لگی۔ اس کی عادت ہونے لگی اس کی باتیں اس کی یادیں اس کی سانسیں ہر شے سے زیادہ قیمتی ہو گئیں۔ اس سے چھپ کر ملنے کا انتظار رہنے لگا۔ میں نے دوسری شادی کا کسی کو بھی نہیں بتایا۔ بیوی کو بھی نہیں۔

"فائزہ چپ کیوں رہنے لگی ہو۔" میں پوچھتا۔

"آپ نے لفظ ہی چھین لیے۔ کیسے بولوں۔"

اس کے لہجے میں نمی گھل جاتی۔

میں اس سے اپنا حق وصولتا چلا گیا۔ وہ دیتی چلی گئی

بہت بولا کرتی تھی۔ بے زبان ہی ہو گئی۔

بہت ہنسا کرتی تھی۔ ہنسنا ہی بھول گئی۔

گھلتی چلی گئی۔ مٹتی چلی گئی۔ ختم ہوتی چلی گئی۔

☆......☆

ہمیں معلوم ہی کب تھا
صدائے دلبرانہ پر
نگاہ قاتلانہ پر
جفائے محرمانہ پر
ادائے کافرانہ پر
ستارے، چاند، سورج والہانہ رقص کرتے ہیں۔

اور پھر یوں ہوا۔

عثمان عاصم کی دوسری بیوی کو اس سے محبت ہو گئی۔ اس کی باتیں سننے کو دل مچلنے لگا۔ اس کے بازوؤں کا گھیرا محفوظ لگنے لگا۔ وہ جب بلاتا میں چلی جاتی۔ میں رفتہ رفتہ گم ہو گئی اس میں۔

ٹوٹ گئی اس میں۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بکھر گئی اس میں۔ ایسے جیسے ختم ہی ہو گئی اس میں۔

لیکن.....

اسے کہہ نہ سکی۔ بتا نہ سکی کہ کل متاع ہو میری۔ اب چھوڑا تو جی نہیں پاؤں گی۔ دور گئے تو رہ نہیں پاؤں گی۔ مر جاؤں گی۔

''عثمان! اب نہ چھوڑنا۔'' کہہ ہی نہ پائی۔

اور.....

اس نے چھوڑ دیا۔

☆.....☆

تمہیں کب علم تھا جاناں!
تیرے پیکر سے ڈھل کر چاندنی ہر سمت بکھرتی ہے
شب مہتاب کی دوشیزگی کیسے نکھرتی ہے
تیری پائل کی چھن چھن من میں کیا گھنٹی بجاتی ہے
تیری آواز ویرانے میں کیا جادو جگاتی ہے
تیرے نغمے فضا میں کیسے جلترنگ بجاتے ہیں
بہت پختہ ارادے کس طرح سے ٹوٹ جاتے ہیں

پکا ارادہ تھا کہ اسے اب کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اسے اب زندگی بنا کر جیوں گا۔

حالانکہ.....

میں نے اس سے کوئی اقرار نہیں کیا تھا۔ کبھی کوئی اظہار نہیں کیا تھا۔

لیکن جب اس نے پوچھا تھا ''اب کبھی چھوڑیں گے تو نہیں؟''

تو انکار بھی نہیں کیا تھا۔

اس نے کہا کہ الگ گھر لے لیں۔ میں نہیں مانا تھا۔

اس نے کہا کہ اپنی بیوی کو بتا دیں۔ میں نہیں مانا تھا۔

یہاں تک کہ.....

جب اسے میرے ساتھ رہنے کا صلہ ملنے لگا۔ ماں جیسا رتبہ ملنے لگا تو میں تب بھی نہیں مانا۔

وہ بہت روئی۔ مجھ پر اثر نہ ہوا اور وہ ایک بار پھر ہار گئی۔ جس رات وہ ماں جیسے رتبے سے محروم ہوئی۔ میں اس کے پاس نہیں تھا۔

وہ اکیلی تھی..... تنہا.....

''اب میں مر بھی گئی تو مت آیئے گا۔'' آنسوؤں اور سسکیوں سے بھرا اس کا فون میری بیوی نے سنا تھا۔

☆.....☆

ہمیں ادراک ہی کب تھا
ہمیں کامل بھروسہ تھا
ہمارے ساتھ کسی صورت
بھی ایسا کچھ نہیں ہوگا
دل نادان کبھی قابو سے بے قابو نہیں ہوگا
یہ دنیادار، دنیادار سے سادھو نہیں ہوگا۔

مگر ہو گیا۔ میرا دل بے قابو ہو گیا۔ ایک طوفان آیا تھا۔

ابو کے ہاتھوں نے نہ جانے کہاں کہاں نیل ڈالے تھے۔ بھائیوں نے نہ جانے کیا کچھ کہا تھا۔ عثمان کی بیوی رو رو کر بس اس سے ایک ہی سوال کر رہی تھی۔

''اسے طلاق دو..... طلاق دو اسے.....'' عثمان چپ تھا اور میں..... میں خاموش نظروں سے اس سے اپنا قصور پوچھ رہی تھی۔

کیا قصور تھا میرا۔

سوائے یہ کہ میں اس کی دوسری بیوی تھی۔ دوسری بیوی اس بے نام معاشرے کی ایک گالی۔

میں نے عثمان سے شادی کر لی تھی اور عثمان نے مجھ سے دوسری شادی کر لی تھی۔ دونوں قصور میرے ہی تھے۔

عثمان کی پہلی بیوی، دنیا کی نظروں میں سب سے زیادہ مظلوم تھی۔

عثمان کے بچے..... بے چارے بچے۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

میرے والدین، مجبور و بے بس۔
عثمان عاصم، صرف ایک مرد۔
لیکن میں، فائزہ صدیقی ظالم عورت، بے حیا لڑکی۔ بے غیرت بیٹی۔ غاصب بیوی اور سب سے بڑھ کر دوسری بیوی۔
"طلاق دو اسے۔" عثمان کی بیوی نے اسے جھنجھوڑا تھا۔
"عثمان پلیز!" میرے آنسو نکلے۔
"میں بیوی ہوں آپ کی۔" میری ہچکی بندھ گئی۔
"نہ چھوڑیں پلیز۔" پاؤں پکڑ لیے اس کے۔
"نہیں رہ پاؤں گی۔" اس کے قدموں کو آنسوؤں سے دھو دیا مگر
میں کون سی پہلی بیوی تھی۔ عزت دار اس کے بچوں کی ماں۔
میں تو دوسری بیوی تھی۔ بے حیا...... آوارہ......
نہیں رک سکا۔ نہیں روک سکی میں چلا گیا۔ روتا چھوڑ کے چلا گیا۔

☆......☆

مگر
مگر پھر یوں ہوا جاناں
نہ جانے کیا ہوا جاناں
بڑا افسوس ہوا جاناں
جگر کا خون ہوا جاناں

"کیوں چھوڑ آئے اسے۔" دل رو رو کے پوچھ رہا تھا۔ میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔
"عثمان وہ رو رہی تھی۔" دل بے قابو ہو رہا تھا۔
"کیسے رہے گی تمہارے بغیر۔" دل پوچھ رہا تھا۔
"بیوی ہے تمہاری۔" دل رو رہا تھا۔
"کیا ہوا جو دوسری ہے۔ بیوی تو ہے ناں عزت تو ہے ناں اور سب سے بڑھ کر محبت ہے تمہاری۔"
گاڑی کی رفتار یکدم کم ہوئی تھی۔
"تم اپنا بچپن نہیں بچا پائے۔ جوانی نہیں بچا پائے۔ اب محبت تو بچا لو۔" میں نے یکدم گاڑی روک دی۔
"کیا ہوا ہے؟" بیوی نے پوچھا۔
"مجھے واپس جانا ہے۔" میں نے گاڑی کا رخ واپس موڑا تھا۔
"کیوں؟" وہ بولی تھی۔
"کیونکہ وہ میری بیوی ہے۔ تمہیں نہیں چھوڑ سکتا لیکن اسے بھی نہیں چھوڑ سکتا۔" میں بولتا چلا گیا۔
"تم قابل احترام ہو، وہ قابل محبت ہے۔ میری ضرورت ہے۔ تم میرے بچوں کی ماں ہو۔ وہ میری روح کا حصہ ہے۔ تمہیں ہمیشہ ساتھ رکھوں گا لیکن اسے بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

☆......☆

تمہارے ابرو کی اک جنبش
سے گھائل ہو گئے ہم بھی
بڑے بے قسمت پھرتے تھے
مائل ہو گئے ہم بھی
سخاوت کرنے نکلے تھے اور
سائل ہو گئے ہم بھی
بڑے بوڑھوں کی باتوں کے
قائل ہو گئے ہم بھی

روتا ہوا آیا تھا وہ واپس تڑپتا ہوا بھاگتا ہوا۔
"اب نہیں چھوڑوں گا۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔"
میرے سر پر چہرہ رکھے رو رہا تھا۔
"دوسری بیوی ہوں آپ کی۔" میں بولی تھی۔
"بیوی تو ہو۔" وہ بولا تھا۔ صبح عید تھی۔ خوشیاں دوبالا ہو ہی جاتی تھیں۔

بڑے بوڑھوں کی باتوں کے
قائل ہو گئے ہم بھی
کہ محبت روگ ہے جاناں
عجب سنجوگ ہے جاناں

......☆......

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

READING COM
http://readingcom
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.PakSociety.Com

ناولٹ

اترے چاند دریچہ میں

دروازے سے کان لگائے وہ کچھ دیر تک سن گن لینے کی کوشش کرتی رہی تھی مگر جب رہا نہیں گیا تو چپکے سے دروازہ ذرا کھول کر اندر جھانک لیا۔ سفید لباس میں وہ سرو قد رکوع میں جاتا دکھائی دیا تھا۔

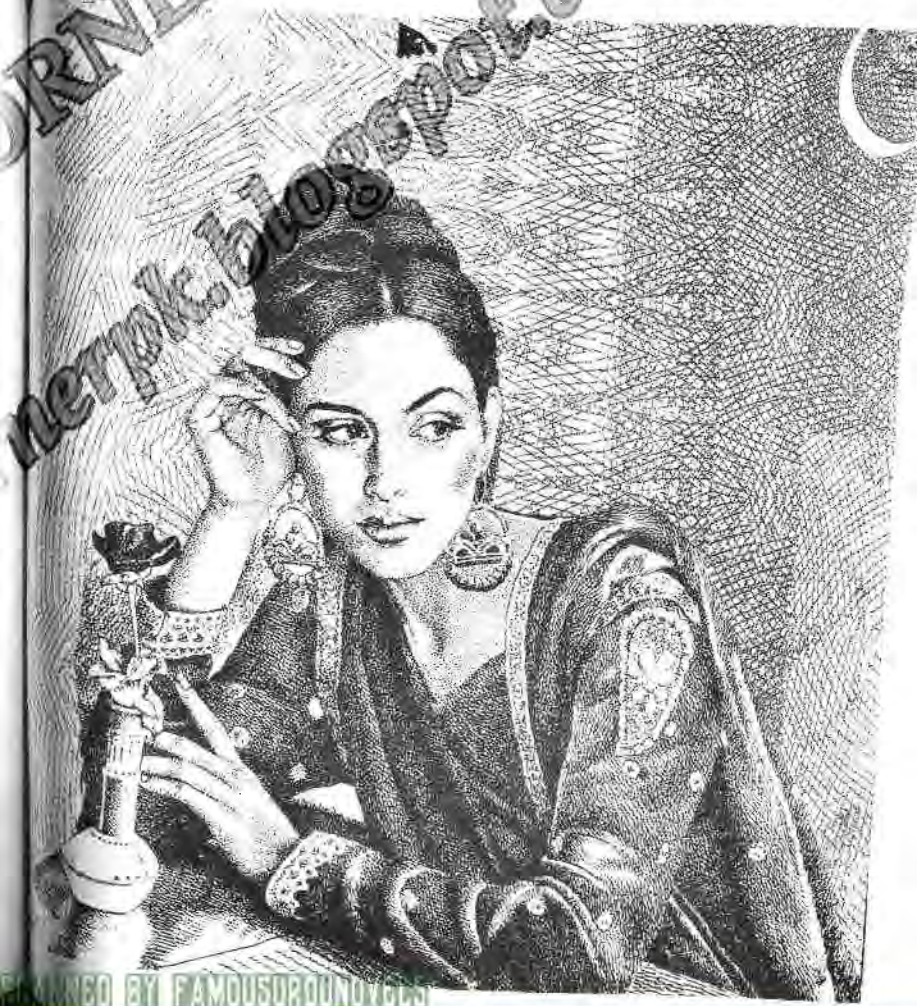

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جواہر! یہ کیا بدتہذیبی ہے؟" عقب سے ابھرتی مدھم گھرکتی آواز پر اس نے فوراً دروازہ واپس بند کیا تھا۔

"میں اس بدتہذیبی پر اس لیے مجبور ہوں کیوں کہ بھوک سے میرا حشر بگڑ رہا ہے اور اباحضرت کی عبادت طول پکڑتی جا رہی ہے۔" وہ خشمگین لہجے میں بولی تھی۔

"جہاں اتنا صبر کر لیا ہے تھوڑا اور کر لو، وہ جیسے ہی باہر آتے ہیں، ہم نے کھانا ہی کھانا ہے۔ دستر خوان بالکل ریڈی ہے۔" جائشہ نے مدھم آواز میں ہی سمجھایا تھا۔

"تم مجھے صبر کی تلقین مت کرو، انسان کا صبر کرنا اللہ کو پسند ہے۔ اس لیے صبر کرنا کٹھن نہیں لگتا مگر اس کی طوالت انسان کو نچوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ کیا اس کا اندازہ تمہیں میرے چہرے سے نہیں ہو رہا؟" اس کے بے بس انداز پر جائشہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"تم نے بھی منہ بھر کر ان سے کہہ دیا تھا۔ ہم دونوں کھانے پر آپ کا انتظار کریں گے۔ آپ پہلے اطمینان سے نماز پڑھ لیں۔ لگتا ہے تمہاری

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

آخری بات کو انہوں نے بہت سنجیدگی سے لیا تھا۔'' اس نے جتایا تھا۔

''وہ مہمان بن کر پہلی بار ہمارے گھر آئے ہیں۔ یہ اچھا لگتا کہ کھانے پر ان کا ساتھ دینے والا کوئی نہ ہوتا۔'' جائشہ فوراً بولی تھی۔

''تو ان کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے تھا کہ کسی کے گھر جاکر بے وقت نہیں سونا چاہیے۔''

''آواز تو ہلکی رکھو۔ انہوں نے سن لیا تو.....''

جائشہ نے ٹوکا تھا۔

''ذوالکفل بھائی صرف تھکن کی وجہ سے سوئے تھے۔ تم نے کبھی اتنا طویل سفر کیا ہو تو اندازہ ہو۔

جائشہ کی بات ادھوری رہ گئی تھی جب دروازے پر آہٹ ہوئی۔

''معاف کیجیے گا خواتین۔ مجھے ذرا دیر ہو گئی۔''

''ذرا.....'' جواہر کی زبان سے بے اختیار نکلا تھا۔

''کوئی بات نہیں۔ آپ آیئے کہیں کھانا ٹھنڈا نہ ہو جائے۔'' جائشہ کے فوراً بول اٹھنے پر اس نے مسکرا کر جواہر کو دیکھا تھا۔

''تمہیں شدید بھوک میں اونچا بولنے کی عادت ہمیشہ سے ہے؟'' ذوالکفل کے سوال پر جائشہ تو ضرور شرمندہ ہوئی تھی۔

''یہ تو میں نے کبھی غور نہیں کیا۔ البتہ مجھے دوسوں کی پرائیویسی میں دخل دینے کا بہت شوق ہے۔'' وہ مسکراتے لہجے میں بولی تھی۔

''15 منٹ میں چار بار دخل اندازی.....''

ذوالکفل نے ایک بار پھر سے شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

''وہ تو میرے صبر پر منحصر تھا۔ انتظار بڑھتا تو دخل اندازی کی تعداد بڑھ سکتی تھی۔'' لاؤنج کی سمت قدم بڑھاتی وہ شرارت سے بولی تھی۔

''باقی سب تو سو چکے ہوں گے میری غفلت کی نیند کے دوران؟'' اس بار وہ جائشہ سے مخاطب تھی۔

''جی ہاں! امی ابو تو ویسے بھی جلدی سونے کے عادی ہیں اور جازم آپ کے جاگنے کا انتظار کرتے کرتے سو گیا۔'' جائشہ نے جواب دیا تھا۔

''میں نے جاشی سے کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے لیے کھانا ٹیبل پر لگا دو مگر اس نے دستر خوان سجا دیا۔'' جواہر نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا تھا۔

''بہت اچھا کیا جناب ہم تو زمین پر بیٹھنے والے لوگ ہیں۔'' وہ خوش دلی سے بولا تھا۔ دستر خوان بھاپ اڑاتے لوازمات سے مہک رہا تھا۔ بھوک بھی چمک اٹھی تھی۔

''بھائی! ہاسٹل کے کھانے کھا کر تو آپ گھر کے کھانوں کے ذائقے بھی بھول جاتے ہوں گے۔'' جائشہ بولی تھی۔

''ایسا بھی نہیں ہے۔ ہاسٹل سے گھر آنا جانا تو مستقل رہا ہے۔ بس یہ ہے کہ گھر کے کھانوں کی قدر بہت ہے مجھے۔'' وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

''بہت خشک ہوتی ہے ہاسٹل کی زندگی پتہ نہیں آپ کیسے وہاں رہتے رہے ہیں اور ابھی مزید رہیں گے ہاؤس جاب مکمل ہونے تک۔'' جائشہ تعجب سے بولی تھی۔

''ہاسٹل میں رہنے کی قربانی دے کر ہی تو یہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر بنے ہیں۔ ہمارے خاندان کی تو پچھلی کسی نسل میں حکیم تک نہیں گزرا۔ یہ بس ایک ہی ہیں، خوش قسمتی ہماری۔ ویسے پوری امید ہے کہ مستقبل میں ایک کے بجائے دو ڈاکٹرز ہو جائیں گے۔ جب ان کی زندگی میں ایک لیڈی ڈاکٹر کی آمد ہو گی۔'' جواہر نے ایک مسکراتی نگاہ ذوالکفل پر بھی ڈالی تھی۔

''ذوالکفل بھائی! ایسا ہو تو کمال ہو جائے گا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

آپ کسی ڈاکٹر کو ہی لائف پارٹنر بنائیے گا۔'' جائشہ خوش ہو کر بولی تھی۔

''جی ہاں! کیوں کہ ایک ڈاکٹر بیوی ہی ڈاکٹر شوہر کو برداشت کر سکتی ہے۔'' جواہر کے مسکراتے لہجے پر ذوالکفل نے اسے دیکھا تھا۔

''میں آپ کے اس اسٹیٹمنٹ سے متفق نہیں ہوں محترمہ، آپ دونوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں ایک ہی کافی ہوں اور میری زندگی میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں آنے والی۔'' ذوالکفل کے قطعی انداز پر جواہر نے بمشکل ہنسی روکی تھی۔

''ہاؤس جاب مکمل کرنے کے بعد آپ کیا کریں گے؟'' جائشہ کے مزید سوال پر جواہر کو کوفت ہوئی تھی۔

''اسپیشلائزیشن کا ارادہ ہے۔''

''آپ تھکے نہیں اب تک میڈیکل کی اتنی مشکل پڑھائی کے بعد بھی؟'' جائشہ نے حیرت سے پوچھا تھا۔

''اب ڈاکٹر بننے کے لیے محنت تو کرنی ہی پڑتی ہے۔ آپ دونوں کی اسٹڈیز کہاں تک پہنچیں؟'' جواب دے کر ذوالکفل نے سوال بھی کیا تھا۔

''میں تو ایم ایس سی کر رہی ہوں۔'' جائشہ نے فخر سے بتایا تھا۔

''زبردست، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔'' ذوالکفل نے توصیفی انداز میں ذہین آنکھوں والی اپنی اس کامنی سی کزن کو دیکھا تھا۔ حالانکہ وہ جواہر سے چھوٹی تھی مگر اس سے زیادہ سنجیدہ، نفیس اور باوقار شخصیت کی مالک نظر آ رہی تھی۔ یہ موازانہ نہیں تھا۔ ان دونوں سے ذوالکفل کی یہ پہلی تفصیلی اور بلا تکلف سی ملاقات تھی۔ سو یہ فرسٹ امپریشن تھا جو ذوالکفل کی طرف آیا تھا۔

''اور تم کیا کر رہی ہو آج کل؟'' ذوالکفل کو دوبارہ اس سے پوچھنا پڑا تھا، جو مکمل کھانے کی طرف متوجہ تھی۔

''آج کل کو چھوڑیں، میں تو کبھی بھی کچھ نہیں کرتی۔'' اس کے لاپروا ہی سے کہنے پر ذوالکفل حیران ہوا تھا۔

''ذوالکفل بھائی! آپ اس سے یہ سوال نہ ہی کرتے تو اچھا تھا۔ ابو کی ڈانٹ ڈپٹ پر یہ مشکل سے گریجویشن ہی کر سکی ہے۔'' جائشہ کو بتانا پڑا تھا۔

''وہ کیوں! پڑھنے کا شوق نہیں؟'' ذوالکفل نے براہ راست اس سے پوچھا۔

''میں پڑھتی ہوں مگر ڈگریوں کے لیے نہیں نہ ہی مجھے ان کی ضرورت ہے۔'' وہ اسی لاپروائی سے بولی تھی۔

''مگر دنیا تو سند مانگتی ہے؟'' ذوالکفل اس کے جواب پر مزید الجھا تھا۔

''دنیا سند ان سے مانگتی ہے جو اس کے لیے کتابیں پڑھتے ہیں۔ دنیا تو انسان کی پہلی سانس کی بھی سند مانگتی ہے اور آخر سانس کی بھی۔ بے چارا انسان دنیا کو سند دیتے دیتے دنیا سے ہی گزر جاتا ہے۔ ساری سندیں دنیا میں ہی دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔'' اس کی منطق ذوالکفل کو پسند نہیں آئی اسی لیے خاموش رہا۔ اس کے بعد کھانے کے دوران تمام وقت وہ جائشہ سے ہی محو گفتگو رہا۔ ایک دو بار جواہر نے گفتگو میں شامل ہونے کی کوشش کی مگر ذوالکفل نے کوئی توجہ نہ دی۔ جسے محسوس کر کے وہ بھی بس خاموشی سے کھانا کھاتی ان کی باتیں سنتی رہی تھی۔

کھانے کے بعد وہ ٹی وی پر نیوز دیکھ رہا تھا۔ جب دستر خوان سے پلیٹیں سمیٹتی جواہر نے اسے مخاطب کیا تھا۔

''آپ کے لیے گرین ٹی بناؤں، میں بہت اچھی بناتی ہوں، آپ کو پسند آئے گی۔''

''نہیں، شکریہ۔'' مختصر جواب میں انکار کرتا

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

وہ ٹی وی کی سمت متوجہ ہو گیا تھا۔ تب ہی جائشہ آئی تھی۔

''ذوالکفل بھائی! آپ کے لیے چائے بناؤں۔ کوئی تکلف مت کیجیے گا۔''

''چائے تم بناؤ گی تو بالکل انکار نہیں کروں گا۔'' ذوالکفل کے جواب پر جائشہ مسکراتی ہوئی واپس گئی تھی جب کہ جواہر حیرت چھپائے کتابیں سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی مگر اس کے قدم رک گئے اس لمحے جب ذوالکفل کے فون پر کال آئی تھی۔

''ذوالکفل! کہاں ہو تم، اتنی کالز کی ہیں میں نے۔'' دوسری جانب سے بہت ناراض لہجے میں کہا گیا تھا۔

''ایم سوری! میں بہت بے خبر سو گیا تھا۔ ابھی کھانے سے فارغ ہو کر کال کرنے کا ہی ارادہ کر رہا تھا۔''

''خالہ جان کی کال ہے کیا؟'' جواہر کی اچانک مداخلت پر وہ رکا تھا۔

''نہیں، ماہم ہے۔'' ذوالکفل نے اپنی اور اس کی مشترکہ ماموں زاد کا نام لیا تھا جس کے بعد جواہر خاموشی سے لاؤنج سے نکل گئی تھی۔

''اس لڑکی پر تو جہالت ختم ہے۔ کراس ٹاک کرنے پر اس نے یقیناً کوئی معذرت بھی نہیں کی ہو گی؟'' ماہم نے ناگواری سے پوچھا تھا۔

''شاید بھول گئی ہو۔'' وہ بولا تھا۔

''بھول نہیں گئی، مینرز سے نابلد ہے اور سمجھتی ہے خود کو بہت اعلیٰ۔'' ماہم جلے انداز میں بولی تھی۔

''اور تم نے تو کہا تھا کہ رات میں تم ہماری طرف آؤ گے۔ یہاں ہم سب تمہاری کال کا انتظار کر رہے تھے۔''

''اب اور شرمندہ نہ کرو، میری غفلت پر۔ ابھی تو یہاں بھی کسی سے نہیں مل سکا ہوں۔''

''ملتے رہنا ان سب سے بھی لیکن ابھی میں بھائی کو یا پاپا کو بھیجتی ہوں تمہیں پک کرنے۔''

''ابھی میری وجہ سے کسی کو پریشان نہ کرو، میں کل ہاسٹل کا ایک چکر لگا کر تمہاری طرف پہنچتا ہوں۔'' وہ بولا تھا۔

''تنہا مت نکلنا، کہیں سے کہیں پہنچ جاؤ گے۔ ایک طویل عرصے بعد اس شہر میں آئے ہو۔ میں خود آ رہی ہوں کل شام تک پھوپھو کی طرف۔''

''جو حکم آپ کا۔'' وہ بولا تھا۔

''اور ہاں، میرے آنے تک معتبر چیزوں سے ذرا بچ کے رہنا۔''

''معتبر چیزیں......؟'' وہ الجھا تھا۔

''یہی جواہر معصوم بن کر سب کی توجہ سمیٹنے کا بہت شوق ہے اسے۔ فخر کرنے کو پاس کچھ نہیں بس باتیں بنا کر خود کو نمایاں رکھنے کی بیماری میں مبتلا ہے۔''

''ٹھیک ہے، میں اس ہدایت پر عمل کروں گا۔ کل ملتے ہیں پھر۔'' وہ بات ختم کرنے والے انداز میں بولا تھا۔

''آپ آج ہی آئے ہیں اور کل چلے جائیں گے۔ کم از کم ایک دن تو اور رکتے۔'' اپنا مگ تھامے صوفے پر بیٹھتی جائشہ نے کہا تھا۔

''میں ضرور رکتا مگر میرے پاس اب صرف کل کا ہی دن ہے۔ جس کا وعدہ میں نے ماہم سے کیا ہے۔'' وہ بولا تھا جب کہ چائے کے گھونٹ بھرتی جواہر نے اسے دیکھا تھا۔

''آپ کے نزدیک وعدے کی اہمیت ہے؟'' اس کے سوال نے ذوالکفل کو حیران کیا تھا۔

''ظاہر ہے، اہمیت ہے اسی لیے تو کوشش کرتا ہوں وعدہ خلافی نہ کروں۔''

''پھر تو آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ وعدے ہر کسی سے نہیں کیے جاتے ورنہ ان کی قدر و اہمیت گر جاتی ہے۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSUROJOURNAL
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''ہو سکتا ہے لیکن ماہم ہر کسی میں شامل نہیں ہے۔'' ذوالکفل سمجھ گیا تھا کہ وہ ماہم سے اس کے دعدے کی بات پر ایسا کہہ رہی ہے سو کچھ رکھائی سے بول گیا تھا۔

''اچھی بات ہے۔ یہ جان کر خوشی ہوئی۔'' وہ سرد لہجے میں بول کر ٹی وی کی سمت متوجہ ہوگئی تھی مگر چند لمحوں بعد خاموشی سے اٹھ کر لاؤنج سے نکل گئی تھی۔

''ماہم اور جواہر کے آپس کے تعلقات اچھے کیوں نہیں ہیں؟'' اس کے جانے کے بعد وہ جائشہ سے پوچھے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

''پتا نہیں، ان دونوں کو ایک دوسرے سے سدا کا بیر ہے۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو ناپسند کرتی ہیں۔ آپ ہاسٹل میں رہتے رہے ہیں۔ اس لیے زیادہ نہیں جانتے ہوں گے۔''

''نہیں تھوڑا بہت تو جانتا ہی ہوں۔'' وہ بولا تھا۔

''آپ ہم سب کزنز میں سب سے زیادہ ماہم باجی سے اٹیچڈ ہیں۔ وہ بہت تعریف کرتی ہیں آپ کی۔'' جائشہ نے کہا تھا۔

''دراصل میں جب بھی ہاسٹل سے گھر آتا رہا ماہم گھر رکنے آئی ہوتی تھی۔ اس لیے اس سے زیادہ فرینک ہوں۔''

''جی ہاں، ماہم باجی کے لیے کیا مشکل ہے صبح کی فلائٹ سے آپ کے شہر پہنچنا اور رات کی فلائٹ سے واپس آنا۔'' وہ سادہ سے لہجے میں مسکرا کر بولی جب کہ ذوالکفل خاموش رہا تھا۔

☆......☆

آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اس نے جائشہ کو دیکھا تھا۔ جو خفت سے اسے دیکھتی بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔

''کیوں منہ پھولا ہوا ہے؟''

''پتا بھی ہے سب سو چکے ہیں پھر بھی تم مجھے وہاں تنہا چھوڑ کر یہاں آگئیں۔'' جواباً جائشہ بگڑی تھی۔

''کیا ہوا، ذوالکفل نے کچھ کہہ دیا تمہیں؟''

''کیا مطلب...... شرم کرلو کچھ۔'' جائشہ کے چونکنے اور پھر گھرکنے پر وہ کھلکھلائی تھی۔

''اور بات سنو، ان سے تم ذرا آسان فہم لفظوں میں بات نہیں کرسکتی تھیں؟''

''سنو! جو الفاظ سیدھے دل سے نکل کر زبان تک پہنچیں ان سے زیادہ خالص اور آسان فہم لفظ اور کوئی نہیں ہوسکتے۔''

''چاہے سامنے والے کے تلووں سے لگی سر تک جا کر بھی نہ بجھے۔'' جائشہ کے خشمگین لہجے میں بات کاٹنے پر وہ مسکرائی تھی۔

''ویسے میں تو ذوالکفل بھائی سے بہت زیادہ متاثر ہوگئی ہوں۔ ایک تو ان کی شخصیت اتنی اچھی ہے۔ اوپر سے ان کی قابلیت کا رعب مگر ذرا بھی غرور نہیں۔ ان کے سامنے تو لگ رہا تھا جیسے میں کچھ بھی نہیں ہوں۔'' جائشہ بہت زیادہ مرعوب دکھائی دے رہی تھی۔

''ایسا اس لیے ہے کہ ان کے سامنے تم اپنی قابلیت کو نظر انداز کررہی ہو۔ بری بات یہ نہیں ہے کہ آپ کسی انسان کی قابلیت پر رشک کررہے ہیں۔ بری بات یہ ہے کہ اس کے سامنے آپ اپنی قابلیت اور قدر و اہمیت کو نظر انداز کر کے خود کو کمتر سمجھ رہے ہیں۔'' جواہر نے سمجھانے والے انداز میں کہا تھا۔

''فطری سی بات ہے جب انسان خود اپنی ہی ذات کو اہمیت نہ دے تو کسی اور سے بھی یہ توقع مت رکھے کہ وہ اسے اہمیت دے گا۔ سمجھیں کہ نہیں؟'' جواہر کے خفگی سے پوچھنے پر جائشہ نے کچھ شرمندہ سی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

☆......☆

کافی کوشش کے باوجود نیند دوبارہ مہربان نہیں ہو رہی تھی۔ اکتاہٹ میں مبتلا ہو کر اس نے کچھ مصروفیت تلاش کرنی چاہی تھی کہ اسے لاؤنج میں موجود بک شیلف کا خیال آ گیا۔

لاؤنج کی لائٹس آن تھیں۔ بک شیلف کے سامنے رکتے ہوئے یکدم ہی اس کی نگاہ شیلف کے ساتھ ہی کھلی کھڑکی پر پڑی تھی۔ ٹیبل لیمپ کی روشنی میں وہ جواہر ہی تھی جو کھڑکی کے قریب ہی ٹیبل کے گرد بیٹھی کچھ پڑھنے میں مصروف تھی۔ اس کا رخ بھی اسی جانب تھا سو وہ ذوالکفل کی موجودگی سے بے خبر نہیں رہی تھی۔

"میں کوئی کتاب لینے آیا تھا۔" اس کی حیران سوالیہ نظروں پر وہ گڑبڑا کر بولا تھا۔ دوسری جانب جواہر خاموشی سے اسے رکنے کا اشارہ کرتی کرسی سے اٹھ گئی تھی۔

"اور آخر کار نیند آپ پر مہربان نہ ہوئی۔" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولتی وہ اس کے سامنے آ رکی تھی۔

"ہاں، بس اسی لیے سوچا کوئی اچھی سی کتاب پڑھ لی جائے۔" بولتے ہوئے ذوالکفل نے ایک بار پھر اس کے ہاتھوں میں موجود قرآن مجید کو دیکھا تھا۔

"ہمارے گھر میں اور اس دنیا میں بھی اس کتاب سے زیادہ اچھی کتاب اور کوئی نہیں وہ مقدس کتاب جسے قرآن مجید کہتے ہیں۔" بولتے ہوئے اس نے قرآن مجید ذوالکفل کے سامنے کیا تھا۔

"تم اس وقت قرآن پڑھ رہی تھیں؟" وہ کچھ حیران ہوا تھا۔

"اتنی حیرت کیوں؟ قرآن پڑھنے کے لیے بھی اللہ نے کوئی خاص وقت مقرر کیا ہے؟" اس کے جواباً سوال پر وہ خجل سا ہوا تھا۔

"اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اسی لیے تو اس کے کلام پاک کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ بندے کا جب دل چاہتا ہے کہ اللہ اس سے کلام کرے تو وہ قرآن مجید کھولتا ہے۔" اس کی مدھم آواز اور عقیدت سے بھرپور لہجے کو سنتا وہ کچھ بول نہیں سکا تھا۔ بس دیکھ رہا تھا۔

سرخ دوپٹے کے ہالے میں اس کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک نمایاں تھی۔

"دراصل آپ کی نیند پوری ہو چکی تھی۔ اس لیے آپ کا دوبارہ سونا مشکل ہے۔" ذوالکفل کی خاموشی پر وہ بولی تھی۔

"ٹھیک کہا مگر یہ غلط ہوا کہ میری وجہ سے تم ڈسٹرب ہو گئیں۔"

"بالکل نہیں، میں جو سورۃ یاد کر رہی تھی، الحمدللہ اب یاد ہو چکی ہے۔ تین دن سے حفظ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

"مگر یاد کیوں کر رہی تھیں؟" وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

"جس سے محبت ہوتی ہے تو اسے خوش کرنے والی ہر چیز کو یاد رکھا جاتا ہے۔ میں اللہ کی محبت میں اللہ کے کلام پاک کو دل میں محفوظ کرتی ہوں۔ اس کی تلاوت کرتی ہوں۔ دل کو تسکین ملتی ہے کہ میرا کوئی ایک عمل خالص اللہ کے لیے اسے راضی کرنے کے لیے ہے۔" اس کے کہنے پر ذوالکفل کچھ بول نہیں سکا تھا۔

"میں آپ کے لیے کوئی کتاب نکال دوں؟" اس کی خاموشی پر وہ پوچھ رہی تھی۔

"نہیں، تم ذرا رکو، میں پہلے وضو کر آؤں۔" اسے مخاطب کرتا وہ کمرے کی سمت گیا تھا کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو جواہر وہیں منتظر تھی۔

"اس میں ترجمہ، تفسیر سب ہے۔" قرآن مجید

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

سے دیتے ہوئے وہ بتا رہی تھی۔

''یہ تو اور زیادہ اچھی بات ہے۔'' وہ بولا تھا۔

''اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو آپ مجھ سے وہ سورۃ سن لیں جو میں نے یاد کی ہے۔ دراصل مجھے عادت ہے یاد کر کے کسی کو سنانے کی۔ اچھی طرح پھر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔'' وہ کچھ ہچکچاہٹ بھرے لہجے میں بولی تھی۔

''کیوں نہیں، ضرور، اس میں زحمت کیسی تمہاری وجہ سے مجھے بھی تو ایک اچھا عمل کرنے کا موقع مل رہا ہے۔'' صوفے پر بیٹھنے کے بعد ذوالکفل نے اک نگاہ اسے دیکھا تھا جو کارپٹ پر بیٹھتی گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹ رہی تھی۔

''شروع کروں؟'' جواہر کے سوال پر اثبات میں سر ہلاتا اپنے ہاتھوں میں موجود قرآن کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ اس لمحے جواہر کی آواز اس کی سماعتوں تک پہنچی بری طرح چٹکتا وہ اس کی طرف دیکھنے سے خود کو روک نہیں سکا تھا۔ تلاوت کی ایسی خوب آواز ایسا روح پرور پرسوز لہجہ، رات کی گہری خاموشی اور سکوت میں ایک سحر طاری ہونے لگا تھا۔ وہ بھول گیا تھا کہ جواہر نے اسے کیا فرمائش کی ہے۔ وہ بس دیکھ رہا تھا، سن رہا تھا۔ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ تلاوت کے آداب، ادائیگی کے تقدس، لہجے کے اتار چڑھاؤ کو بخوبی قائم رکھتے ہوئے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو کر تمتمانے لگا تھا۔ پیشانی کے وسط میں باریک سی رگ پھول کر ابھر آئی تھی۔ ذوالکفل جانتا تھا کہ وہ قرآن کی جس سورۃ کی تلاوت کر رہی ہے وہ بے شک بہت خوب صورت ہے مگر اس سورۃ کی تلاوت کو سننا اس قدر خوب صورت ہے یہ اندازہ اسے اب ہو رہا تھا۔ مقدس الفاظ سیدھے دل میں اترتے عجیب روحانیت بخش رہے تھے۔

ذوالکفل کو یاد نہیں رہا تھا کہ آخری بار اس نے کب تلاوت کا یہ حسن دیکھا اور سنا تھا۔ شاید اسے زندگی میں پہلی بار روح کی گہرائیوں سے تلاوت سننے کا موقع ملا تھا۔ وہ کیا محسوس کر رہا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ بے شک کلام پاک کی خوشبو اپنے سننے والوں کی بھی روح کو مہکا دیتی ہے۔ ایمان کو تازہ کر دیتی ہے۔ یہ بندے پر اللہ کا فضل ہے کہ اللہ کے کلام کو خاموشی سے سننے میں مشغول رہنے پر بندے کے اعمال نامے میں نیکیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک وجد کی سی کیفیت اگر تھی تو تلاوت مکمل ہوتے ہی وہ خود ہی نہیں اردگرد موجود ہر شے کلام الٰہی کے رعب کے زیر اثر بالکل سناٹے میں گھری تھی۔ خاموش ہوتے ہی اس نے مسکرا کر ذوالکفل کی طرف دیکھا تھا۔

''شکر ہے اللہ کا، کہیں غلطی نہیں ہوئی۔ ورنہ آپ اگر درمیان میں ٹوکتے تو مجھے اپنی کند ذہنی پر بڑی شرمندگی ہوتی۔'' جواہر کی اس بات پر وہ جیسے ہوش میں آتا کچھ پریشان سا ہوا اٹھا تھا۔

''جواہر! ایک کام کرنا کسی اور کو بھی یہ سورۃ ضرور سنا دینا تاکہ مجھے تسلی ہو جائے کہ میں نے سننے میں کوئی غلطی یا غفلت نہیں کی۔'' وہ بتا نہیں سکا تھا کہ تلاوت کو بغور سننے کے علاوہ وہ کچھ اور نہیں کر سکا تھا۔

''جی ضرور، آپ مطمئن رہیں۔ صبح ابو کو سنا دوں گی۔ وہ تو اکثر فجر کے بعد مجھ سے تلاوت سنتے ہیں۔'' اس کے کہنے پر وہ خاموش رہا تھا۔

''آپ کے لیے چائے یا کافی لے آؤں؟ مجھے بالکل کوئی زحمت نہیں ہو گی۔'' وہ اس کے متوقع انکار سے پہلے بولی تھی۔

''اس وقت بالکل خواہش نہیں ورنہ خود تم سے کہتا۔'' وہ سنجیدہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا صوفے سے اٹھا تھا اور اسے شب بخیر کہتا کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

تنہائی اور خاموشی اسے جانے کیوں آج اپنے اندر بھی پھیلی محسوس ہو رہی تھی۔ قرآن مجید کی سبز چمکتی جلد پر دھیرے دھیرے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اپنا آپ ہوا میں معلق محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کہ جسے ہمیشہ عزت اور اہمیت دی گئی۔ خاندان کا واحد ڈاکٹر، جس کی زندگی، جس کا تعلیمی ریکارڈ شاندار رہا تھا۔ جسے مستقبل میں بھی اپنی شاندار کامیابیوں کا یقین تھا۔ جو ہمیشہ خود کو منفرد اور خاص سمجھتا رہا تھا۔

آج چند لمحوں میں اونچے پیڈسٹل سے بہت نیچے آ چکا تھا۔ آج پہلی بار یہ سچ اس کے سامنے آیا تھا کہ زندگی کے کئی سال دنیا کمانے میں گزار دینے کے باوجود وہ سب اس کے پاس نہیں تھا جو آج اسے جواہر کے پاس نظر آیا تھا۔ وہ عام سی لڑکی جس کے بارے میں کہا گیا کہ فخر کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں، جسے وہ خود کچھ دیر پہلے تک کسی توجہ کے قابل نہیں سمجھ رہا تھا۔ اب اسی لڑکی کے سامنے اسے اپنا آپ بہت بودا، بہت معمولی دکھائی دے رہا تھا۔ اسے ایک لمحے میں اندازہ ہو گیا تھا کہ جواہر نے باقاعدہ قرأت کو سیکھا ہے اور اس کے لیے کافی مراحل سے وہ گزری ہوگی۔ جب کہ اپنے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ خود صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھ بھی نہیں سکتا۔ اسے تو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ آخری بار اس نے کب ترجمے کے ساتھ قرآن کو پڑھا تھا۔

آج شدت سے اس پر یہ حقیقت آشکار ہوئی تھی کہ وہ بالکل کسی بنجر زمین کی طرح خشک ہے۔ بالکل خشک۔ جواہر تری ہی تری ہے۔ سرسبز و شاداب لہلہاتی زمین کی طرح......نم......تر......زرخیز۔

اپنے خشک ہونے پر اسے صدمہ تھا۔ دل کے نیم مردہ ہونے کا صدمہ۔ اپنے پروردگار سے دوریوں کا صدمہ۔ اپنے رب کی محبت سے انجان رہنے کا صدمہ۔

☆......☆

"باپ کے سامنے یہ زبان نہیں چلتی۔ شرم نہیں آتی ماں کو فر فر جواب دیتے ہوئے۔ بول بول کر منہ سوکھ جاتا ہے مگر مجال ہے جو ایک آواز میں کوئی کام کر لو تم۔" لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے ذوالکفل نے حیرت سے مہرالنساء کو دیکھا تھا جو وہیں تخت پر بیزار بیٹھی جواہر پر برس رہی تھیں مگر ذوالکفل کو دیکھ کر مہر سارا غصہ بھول گئی تھیں۔

"دیکھ آئے ہاسٹل؟ میں تو کہہ کہہ کر تھک گئی تمہاری ماں سے مگر وہ مان کر دے رہی ہے اور نہ تم۔ جب اپنا گھر ہے یہاں تو کیا ضرورت ہاسٹل میں رہنے کی۔" وہ ناراضی سے بولی تھیں۔

"بالکل! یہ میرا اپنا ہی گھر ہے مگر میرے لیے ہاؤس جاب تک ہاسٹل میں ہی قیام کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ہاسپٹل میں کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں مجھے حاضر ہونا ہوگا اور ہاسٹل زیادہ قریب ہے ہاسپٹل سے۔" وہ سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔

"بس میں تو یہ چاہتی ہوں کہ تمہیں یہاں کوئی پریشانی نہ ہو۔" مہر بولی تھیں اور پھر بیزار بیٹھی جواہر کو دیکھا تھا۔

"کچھ سبق سیکھو ذوالکفل سے، کتنا فرمانبردار ہے۔ ماں کی خواہش پر ڈاکٹر بھی بن گیا ہے خیر سے۔ کیسا دل خوش ہوتا ہوگا میری بہن کا، کتنا فخر ہوگا اسے اپنی اولاد پر اور ایک تم ہو۔"

"اچھا اب اور میری تعریفیں بیان نہ کریں۔" وہ درمیان میں جل کر بولی تھی۔

"اور ذوالکفل کی مثال مت دیں۔ سامنے بیٹھے ہیں منہ پر بولوں گی۔ یہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ ماں کی خواہش پر مجبور ہو کر یہ اپنی خواہش بھول گئے۔ ماں باپ کو بھی اپنی خواہشوں کا بوجھ اولاد کے کندھے پر ڈالنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ ان کی اولاد انسان بھی ہے۔ اس کی اپنی بھی خواہشیں

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہیں۔ اس بھول میں کوئی نہ رہے کہ اللہ کی بارگاہ میں اولاد کے معاملے پر ماں باپ سے کوئی باز پرس یا جواب طلبی نہیں ہوگی۔'' جتانے والے انداز میں بولتی وہ تخت سے اتری تھی اور تیر کی طرح لاؤنج سے نکلی تھی کہ بہرحال ماں کے ہاتھوں وہ اپنی مزید عزت افزائی ہیں کروا سکتی تھی ذوالکفل کے سامنے۔

دوپہر ڈھل چکی تھی۔ موسم معتدل تھا۔ مدھم ہوا کے جھونکوں کے ساتھ نم مٹی کی مہک بھی فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔ صحن کی اونچی دیوار پر پھیلی سبز گھنی بیلوں پر سفید اور گلابی پھولوں کے انبار تھے۔ گملوں میں پودے بہت شاداب نظر آرہے تھے۔ ان پر پانی کا نرم بوچھاڑیں ڈالتی وہ صحن میں آتے ذوالکفل کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

''سنو! تمہیں کیسے پتا کہ میں صرف امی کی خواہش پر ڈاکٹر بنا ہوں؟'' اس کے سوال پر جواہر نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''میں نے تو ایسے ہی اندھیرے میں تیر چلا دیا تھا۔ کیا واقعی آپ خود ڈاکٹر نہیں بننا چاہتے تھے؟'' جواہر کی حیرت پر وہ بے ساختہ مسکراتا کچھ بولا نہیں تھا۔

''آپ تو بہت مصروف رہا کریں گے۔ ہمارے گھر آنے کا وقت بھی نہیں ملے گا آپ کو۔''

''لیکن میں پھر بھی یہاں آتا رہوں گا۔'' وہ بولا تھا۔

''آج دن کا آغاز بہت اچھا ہوا ہے۔ میں چاہتا تھا تم تلاوت کرتی رہو اور میں سنتا رہوں۔ اتنی خوش الحانی سے تلاوت کرنا کیسے سیکھا تم نے؟''

''اب اس بارے میں کیا کہوں۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے سیکھنے کی جستجو دل میں جگائی۔ اللہ کا کلام خوب صورت ہے۔ اسے خوب صورتی سے پڑھنے کی کوشش کرنا بھی اللہ سے محبت اور عقیدت کی دلیل ہے۔'' وہ بولی تھی۔

''آپ میری دوبارہ تعریف مت کیجیے گا۔ اپنے لیے سب کی تعریف اور رشک انسان کا دماغ خراب کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لیے میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی۔'' وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی کہ تب ہی ہارن کی تیز آواز نے دونوں کو چونکایا تھا۔

''ماموں جان آگئے ہیں۔'' اسے اطلاع دیتی وہ گیٹ کی سمت بڑھ گئی تھی۔ ذوالکفل نے نمایاں طور پر یہ محسوس کیا تھا کہ ماہم اور جواہر کے درمیان رسمی مسکراہٹ کا بھی تبادلہ تک نہ ہوا تھا۔ جواہر اپنے ماموں کی طرف ہی متوجہ تھی جب کہ ماہم گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی سیدھی اس کی جانب بڑھ آئی تھی۔ اپنے ماموں اور ماہم کے ہمراہ رخصت ہونے تک اس نے ماہم اور جواہر کی ایک دوسرے سے لاتعلقی کو اچھی طرح جانچ لیا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد ماہم کے ہمراہ لان میں چہل قدمی کرتے ہوئے وہ جواہر کا ذکر سرسری انداز میں کر گیا تھا لیکن اگر اسے اندازہ ہوتا کہ ماہم کو اس کا ذکر ہی بہت ناگوار گزرے گا تو وہ کبھی جواہر کا نام بھی اس کے سامنے نہ لیتا۔

''مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ اس میں اتنی انوکھی بات کیا ہے جو تم اتنا متاثر ہو گئے ہو۔ اچھی تلاوت کرنے والوں کی دنیا میں کمی نہیں ہے۔ اس کی یہ ایک اچھائی اس کی ہزاروں برائیوں پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ ویسے بھی اسے بہت شوق ہے چرب زبان استعمال کر کے سب کو اپنے بس میں کرنا۔''

''تم سے کس نے کہا کہ میں کسی کے بس میں ہوں؟'' وہ حیران ہوا تھا۔

''مجھے لگا کہ اگر میں اس کی کوئی اچھی بات تم سے شیئر کروں گا تو تمہارا دل اس کی جانب سے صاف ہوگا۔''

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"میرا دل صاف ہے اور اس میں آپ کی اچھی پری کے لیے کوئی گنجائش نہیں اور آج تم نے خود دیکھا ہوگا اسے اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ اپنے گیٹ پر ذرا مسکرا کر ہی استقبال کر لیتی میرا۔ خیر مجھے بھی ایسے غیر ضروری لوگوں کی توجہ کی ضرورت ہے نہ ان میں دلچسپی، دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی بیماری تو اسے ہے ویسے یہ اس کی مجبوری بھی ہے۔ ورنہ ساری زندگی اپنے ماں باپ کی دہلیز پر بیٹھی ہی رہ جائے گی کسی احمق بندے کے انتظار میں۔" ماہم کا استہزائیہ لہجہ ذوالکفل کو اچھا نہیں لگا تھا لیکن پھر بھی کچھ کہنے کی اس نے غلطی نہیں کی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں یہ تہیہ کرلیا تھا کہ جواہر کے بارے میں کوئی بات نہ وہ کرے گا نہ ماہم سے سنے گا۔

☆......☆

جمائیاں روکتے ہوئے اس نے اسٹڈی ٹیبل کے گرد کتابوں میں گم بیٹھی جائشہ کو دیکھا تھا۔

"جاشی! پڑھتے پڑھتے ذوالکفل سے باتیں بھی کرلو۔ مجھے سخت نیند آرہی ہے۔ ہاسپٹل میں نائٹ شفٹ ان کی چل رہی ہے۔ جاگ میں رہی ہوں۔ ویسے تو اپنی مرضی سے خوب گپیں لگاتی ہو ان کے ساتھ۔" وہ جائشہ پر جھلائی تھی۔

"تمہاری التجا میں بر طرف کر چکی ہوں۔ کیوں کہ مجھے پڑھنا ہے ابھی اور۔ ویسے بھی ذوالکفل بھائی کی تاکید ہے کہ میں اسٹڈیز کو پہلی ترجیح دیا کروں اور ویسے بھی ان کی پہلی ترجیح تم ہی ہوتی ہو۔ ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ان کی کال میرے بجائے تم ریسیو کرو ورنہ وہ ہر بار صرف تمہارے نمبر پر ہی کال نہ کریں۔ یہ تو تم ہو جو جھوٹے بہانے بنا کر اپنا فون مجھے پکڑا دیتی ہو۔"

"ختم ہوگئی تمہاری بک بک......؟" جواہر کے خشمگین لہجے پر وہ ہنسی تھی۔

"ایک اور پیشنٹ کو دیکھنا تھا۔ انتظار کی زحمت کے لیے ناراض نہ ہونا، معذرت۔"

"اب اس میں ناراض ہونے والی کیا بات تھی جو آپ معذرت کر رہے ہیں؟"

"احتیاطاً ایسا کیا کیوں کہ میں کسی کی بھی ناراضی برداشت نہیں کر سکتا اور تمہاری تو بالکل بھی نہیں۔"

"یہی تو مسئلہ ہے۔ ہم لوگوں کی ناراضی کے خدشات میں مبتلا رہتے ہیں جب کہ لوگ اس بات پر بھی ناراض ہو جاتے ہیں جن پر ناراض ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، انہیں ذرا بھی ہمارے خدشات، جذبات اور معذرت کی پروا نہیں ہوتی تو کیا ضرورت ہے خود کو پریشان کرنے کی۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" ذوالکفل بولا تھا۔

"مجھے تمہاری یہی بات اچھی لگتی ہے کہ تم ذرا ذرا سی بات کو بھی بہت گہرائی سے جانچتی ہو۔"

"اور مجھے آپ کی یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ آپ ہر روز لوگوں کی مسیحائی کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔"

"میں بس کوشش کرتا ہوں ورنہ میں بہت زیادہ اچھا انسان نہیں۔"

"ایسا مت کہیں، کوشش اللہ کی راہ میں وہ کرتے ہیں جن کے دل میں ایمان کی روشنی ہو۔ اچھائی کا نور تو ہر انسان کی ذات میں چھپا ہوتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں گم سچا موتی، بس کوئی اسے پا لیتا ہے، کوئی غافل رہ جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کر درندوں کو مات نہ دے رہے ہوتے۔"

"ایک منٹ یہ چیر پھاڑ والی بات خاص طور پر تم نے میرے لیے تو نہیں کی؟" ذوالکفل کے چونک کر پوچھنے پر وہ بے ساختہ ہنسی تھی۔

"او کے! آپ کو حق ہے طنز کرنے کا محترم۔ ویسے مجھے پتا ہے تمہارے طنز میں بھی اپنائیت ہوتی ہے۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"پہلی بات تو یہ کہ میں نے آپ کے پروفیشن پر بالکل طنز نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ میں آپ کی بات سے متفق نہیں۔ طنز رشتوں میں موجود اپنائیت کو ختم کر کے ہر رشتے کے رنگ کو پہلے پھیکا اور پھر بے رنگ کر دیتا ہے۔"

"یہ شاید تمہارا تجربہ بول رہا ہے۔ یقیناً اس وقت تمہارے ذہن میں ماہم ہے۔" ذوالکفل مسکراتے لہجے میں بولا تھا۔

"کچھ دیر پہلے آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ یہ تجربات ہی تو ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بھی گہرائی سے جانچنے کا ہنر دیتے ہیں۔ رہ گیا ماہم کا معاملہ تو میرے اور اس کے درمیان صرف اس کے دماغ کا خلل ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

☆.....☆

تقریب کی روایتی چہل پہل بڑھتی جا رہی تھی۔ سب کے درمیان رہ کر بھی وہ بڑی یکسوئی سے اس کا منتظر تھا۔ جسے تقریب میں شرکت کے لیے اس نے بہت اصرار کے بعد راضی کیا تھا اور نہ جواہر تو ماہم کے بھائی کی انگیجمنٹ میں نہ جانے کا بہت اچھا بہانہ بنا کر بیٹھی تھی۔ ذوالکفل کا اصرار صرف اس لیے تھا کہ کافی دن گزر جانے کے بعد وہ آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کرنے کا یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

ماہم بہت اچھی میزبان ثابت ہو رہی تھی۔ سب سے مل کر وہ ماہم کی نظر سے بچتا ایک طرف ہو گیا تھا مگر وہ ماہم ہی کیا جو ذرا غافل ہو جاتی۔

"ذوالکفل! تم سب سے الگ تھلگ یہاں کیوں آ گئے۔ میں ڈھونڈ رہی تھی تمہیں۔" وہ ناراض ہوئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں اور کوئی مہمان تو ہوں نہیں۔ میری وجہ سے ڈسٹرب نہ کرو خود کو۔" وہ بولا تھا۔

"ڈسٹرب تو مجھے تم نظر آ رہے ہو۔ جانتی ہوں کس کا انتظار ہے تمہیں۔" ماہم کے سرد لہجے نے اسے چونکایا تھا۔

"وہ ایک ہی تو ہے تمہارے دن رات کی فکر رکھنے والی، ہر رات تمہارا نمبر بزی ہوتا ہے۔ مجھے ایک فون کرنے تک کی فرصت نہیں ملتی تمہیں۔" وہ تلخی سے بولی تھی۔

"ماہم! اگر تمہیں لگتا ہے کہ دنیا میں ایک وہی رہ گئی ہے جس سے میں بات کر سکتا ہوں تو یہ تمہاری سوچ ہے۔ سچ تو صرف یہ ہے کہ میری سب سے اچھی کزن اور دوست تم ہو یہ جانتے ہوئے بھی بار بار مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔"

"مان بھی تو خود جاتی ہوں، تم کون سا منانے کے لیے آ جاتے ہو۔" وہ شکایتی لہجے میں بولی تھی۔

"اسی لیے تو کہتا ہوں تم میری سب سے اچھی دوست ہو۔ اب دیکھو میرے کچھ کہے بغیر ہی تم سمجھ گئیں کہ مجھے کس کا انتظار ہے۔" ذوالکفل نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے بے وقوف مت سمجھو۔ سب سے اچھی دوست تمہاری وہی ہے جس کا بے چینی سے انتظار ہے تمہیں۔"

"ہرگز نہیں۔ وہ سب کچھ ہو سکتی ہے مگر میری دوست نہیں۔" ذوالکفل کے سنجیدہ لہجے پر اس کے تاثرات بدلے تھے۔

"یعنی میں دوست ہوں تمہاری بس اور کچھ نہیں۔"

"ماہم! تم اپنا مقابلہ اس سے کیوں کرنے لگتی ہو؟" وہ زچ ہوا تھا۔

"کیونکہ تم مجبور کرتے ہو۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ میرے مقابلے پر آئے مگر....." بات ادھوری چھوڑ کر اس نے یکدم چمک اٹھنے والی ذوالکفل کی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ سجائے جواہر قریب آتی جا رہی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

تھی۔ رائل بلیو شیفون کے سادہ نفیس لباس میں وہ ملبوس تھی۔ بالوں کو اونچی سی پونی ٹیل میں اس نے جکڑ رکھا تھا۔ جیولری کے نام پر بس سلور ٹاپس اس کے کانوں میں جگمگا رہے تھے۔ اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتی ماہم سلگ رہی تھی۔

''آؤ! تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔ ویسے برا مت ماننا، یہ خوشی کی تقریب ہے مگر یہاں تو آج بھی لباس کے معاملے میں تھرڈ کلاس اور دقیانوسی رنگ ڈھنگ تم نے قائم رکھا ہے۔ سادگی کا مظاہرہ کر نہیں، غربت کا نمونہ دکھائی دے رہی ہو۔'' ماہم کے اس تضحیک آمیز لہجے پر جہاں ذوالکفل دنگ تھا وہیں جواہر کے تاثرات بھی ایک پل کو بدلے تھے۔

''مجھے تو آج پتا چلا کہ لوگ میرے لباس سے لے کر جوتے کے رنگ تک پر بھی نگاہ رکھتے ہیں۔'' جواہر کے فخریہ انداز پر ماہم نے ابرو چڑھا کر اسے دیکھا تھا۔

''ماہم! میں تو جو ہوں سو ہوں مگر تمہارے نفسیاتی مسائل پہلے سے زیادہ بگڑ چکے ہیں۔''

''اپنی بکواس اپنے پاس رکھو۔'' ماہم تنک ہی تو گئی تھی۔

''میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کسی بحث کو شروع کر کے اس خوشی کے موقع کو خراب نہ کریں۔'' ذوالکفل کے درمیان میں بول اٹھنے پر وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں جو کچھ کوفت زدہ نگاہ ان دونوں پر ڈالتا درمیان سے نکل گیا تھا۔

''ڈاکٹر صاحب سمجھدار ہیں ورنہ شاید میرے ہاتھوں تمہارے اڑتے پرخچے برداشت نہ کر پاتے۔'' جواہر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

''رک جاتا تو تمہاری اوقات اس کے سامنے آجاتی۔ اس غلط فہمی میں مت رہنا کہ تم جیسی ناکارہ لڑکی اس جیسے کوالیفائیڈ بندے کو پھانس کر اس کے گلے کا طوق بن جائے گی۔ دیکھ لینا کچھ اچھا وقت گزار کر ایسا جائے گا کہ پلٹ کر دیکھے گا بھی نہیں تمہیں۔ کنویں کی مینڈک کنویں میں ہی رہ جائے گی۔'' ماہم کے لہجے میں حقارت ہی حقارت تھی۔

''پھانسنے کے تو سارے گر تمہارے پاس ہیں۔ میں تو کچھ بھی نہیں تمہارے اوچھے ہتھکنڈوں کے سامنے۔ میرے نزدیک نہ تمہارے کوالیفائیڈ ڈاکٹر کی کوئی اہمیت ہے نہ اس کی خوبیوں کی کوئی وقعت۔ نہ وہ مجھے جنت میں لے جائے گا نہ میری قبر میں آئے گا۔

اپنے حسد میں تم کتنی ہی الزام تراشی کر لو، میرے کردار میں کھوٹ تمہارے فرشتے بھی نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔ نہ تمہارے دماغ کا خلل دور ہو سکتا ہے۔ نہ گری ہوئی سوچ بدل سکتی ہے مگر میری طرف سے اطمینان رکھو، تمہیں میں نے اپنا جھوٹا تمہیں بخش دیا۔ ویسے بھی ڈاکٹر کی اشد ضرورت تو تمہیں ہے۔ لگا لو ایڑی چوٹی کا زور۔ کبھی نہ کبھی ہتھے چڑھ ہی جائے گا۔''

''تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا ہو جواہر! جو بکواس تم نے ذوالکفل کے بارے میں کی ہے اس کے بعد تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہاری شکل بھی دیکھے گا؟'' ماہم بھڑک کر غرائی تھی۔

''حیرت ہے۔ میں نے کھڑے کھڑے تمہاری مٹی پلید کر دی اور تم ذوالکفل کا رونا روئے جا رہی ہو۔ ترس آتا ہے اب تم پر، حسد انسان اس سے رکھتا ہے جسے وہ اپنے آپ سے بہتر سمجھتا ہے جس کا اچھا ہونا اس کی برداشت سے باہر ہوتا ہے جس کی اچھائیوں کو نقصان پہنچانے کا وہ کوئی موقع نہیں گنواتا۔ تمہیں بھی جس قدر موقعے مل رہے ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ میری اجازت ہے تمہیں۔''

''تمہاری اجازت میری جوتی کی نوک پر۔ ذوالکفل کو بھی پتا چلنا چاہیے کہ تم اسے دو ٹکے کا بھی نہیں سمجھیں۔ میں اسے ہرگز بھی تمہارے جھانسوں

SCANNED BY FAMOUSUROCKOVES
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

یں نہیں آنے دوں گی۔" ماہم شدید مشتعل ہو کر وہاں سے گئی تھی۔

دور سے ہی ذوالکفل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ تکرار ٹھیک ٹھاک چل رہی ہے۔ اسے حیرت نہیں ہوئی تھی مگر جواہر کے رویے نے اسے ضرور پریشان کر دیا تھا۔ وہ مسلسل اسے نظر انداز کرتی دور دور ہی رہی تھی۔ ذوالکفل کو موقع ہی نہیں مل رہا تھا اس سے بات کرنے کا، زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ذوالکفل نے اسے جازم کے ہمراہ وہاں سے جاتے دیکھا تھا۔

"اس کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ اس لیے وہ گھر چلی گئی ہے۔" جائشہ نے اسے وجہ بتائی تھی مگر وہ تو صدمے میں ہی تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کی کس غلطی پر جواہر نے اتنی اجنبیت اور لاتعلقی اس کے ساتھ روا رکھی، حالانکہ وہ جانتی تھی کہ ذوالکفل خاص طور پر اس کے لیے ہی اپنے ٹف شیڈول سے وقت نکال کر اس تقریب میں آیا تھا۔

☆......☆

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تم کیوں ذوالکفل بھائی کی کالز مسلسل نظر انداز کر رہی ہو۔ میں آخر کب تک تمہارے لیے جھوٹے بہانے بنا کر ان کو ٹالتی رہوں گی۔ وہ بچے نہیں ہیں سب سمجھتے ہیں۔ ماہم سے کوئی پہلی بار تمہاری جھڑپ نہیں ہوئی تو پھر ان پر ماہم کا غصہ کیوں نکال رہی ہو۔ اب تم اپنا فون آف کر کے رکھ دو۔ کیوں کہ میں اب ذوالکفل بھائی کی کوئی کال ریسیو نہیں کروں گی۔" غصے میں بات ختم کرتی جائشہ کمرے سے نکل گئی تھی۔ دوسری جانب اس نے اپنا فون آف کیا تھا اور پھر ڈریسنگ کی دراز میں ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

لاؤنج میں مہر النساء جائشہ سے کوئی بات کر رہی تھیں۔ کوئی دھیان دیے بغیر وہ تخت پر بیٹھتی اخبار اٹھا چکی تھی۔

"مجھے حیرت ہے زیب نے ابھی تک مجھے فون کر کے نہ اس معاملے کا ذکر کیا نہ کوئی مشورہ، ورنہ وہ تو پہلی فرصت میں ہر بات مجھے بتاتی ہے۔"

"کس معاملے کی بات کر رہی ہیں؟" چونک کر اس نے اخبار سے نگاہ ہٹائی تھی۔

"تم دنیا میں رہو تو کچھ خبر بھی ہو۔" مہر نے کافی ناراضی سے اسے دیکھا تھا۔

"تو اب بتا دیں۔" اس نے حیرت سے جائشہ کو بھی دیکھا تھا۔

"تمہارے ماموں نے خود رشتہ دیا ہے، ذوالکفل کے لیے ماہم کا۔" ماں کی اطلاع پر اس کی نظر جائشہ پر ٹھہر گئی تھیں۔

"ہاں، دو دن پہلے ہی ماموں نے فون پر امی کو بتایا یہ سب، انہوں نے خالہ جان سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے یہ آفر بھی دی ہے کہ شادی کے بعد ذوالکفل بھائی اور ماہم اسی شہر میں رہیں یا کہیں اور۔ گھر، گاڑی وہ ان کو دیں گے۔ یہی نہیں ماموں اسپیشلائزیشن کے لیے ذوالکفل بھائی کے ملک سے باہر جانے کا بھی انتظام کریں گے اگر وہ ملک سے باہر نہ جانا چاہیں تو ان کے لیے ایک پرائیویٹ کلینک سیٹ کیا جائے گا۔" جائشہ نے روانی سے یہ سب بتاتے ہوئے اس کے سپاٹ چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"چار بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے۔ خیر سے باپ بھائیوں کے پاس روپے پیسے کی فراوانی بھی ہے۔ اللہ کے فضل سے اور پھر ماہم میں بھی کیا کمی ہے۔ ماشاء اللہ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ ابھی بھی جانے کون سا امتحان دینے کی تیاری کر رہی ہے۔" مہر توصیفی لہجے میں بولی تھیں۔

"اسی دن کے لیے میں تمہیں کہتی تھی کہ اچھا پڑھ لکھ جاؤ۔ ماموں کی طرح تمہارا باپ کوئی لینڈ لارڈ نہیں ملازمت پیشہ انسان ہے۔ کم از کم اعلیٰ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

تعلیم حاصل کر کے ہی خود کو کسی قابل کر لیتیں تو آج خالہ، ماموں، اپنے بیٹوں کے لیے سب سے پہلے تمہاری طرف دیکھتے مگر تمہارے تو گن ہی دنیا سے نرالے ہیں۔'' ماں کے ناگوار لہجے پر اس کے تاثرات بدلے تھے۔

''بات کسی کی بھی ہو، کوئی بھی مگر میرے نام پر ضرور رویا جاتا ہے۔'' مسرخ چہرے کے ساتھ وہ اخبار پٹختی اٹھی تھی اور جارحانہ قدموں وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔

''آپ تو دل کی بھڑاس نکال دیتی ہیں مگر وہ جواب گھنٹوں تک روتی رہے گی اس کا جواب ابو کو آپ ہی دیجیے گا۔'' عائشہ ناراضی سے ماں کو دیکھتی اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔

☆.....☆

ایک ہفتے میں بخار نے اسے بالکل نچوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس کی غیر معمولی خاموشی گھر میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ عائشہ بھی خاموش تھی اس کی کیفیت کو کسی حد تک سمجھنے کے باوجود وہ کیفیت جس کے اسباب سے جواہر خود بھی انجان رہنا چاہتی تھی۔

ڈھلتی دوپہر کی دھوپ دیواروں پر دم توڑ رہی تھی۔ صحن کے سرخ اینٹوں والے فرش پر کچھ سوکھے پتے بکھر رہے تھے۔ کرسی پر براجمان وہ جانے کہاں گم تھی مگر بظاہر نگاہیں اِدھر اُدھر پھدکتی چڑیوں کی جانب تھیں۔ ڈور بیل کی آواز اسے بری طرح چونکا گئی تھی۔ چند لمحوں تک وہ گیٹ کی جالیوں سے نظر آتے لیدر کے جوتوں کو دیکھتی رہی تھی اور پھر گہری سانس لیتی گیٹ کی سمت بڑھی تھی۔ بغور اس کے تاثرات دیکھتا وہ اندر آیا تھا۔ جب کہ وہ نظر ملائے بغیر سلام کا جواب دیتی ایک طرف ہٹ گئی تھی۔

''اتنی خاموشی کیوں ہے۔ سب کہاں ہیں؟'' اس کی تقلید میں کرسیوں کی سمت بڑھتا وہ پوچھ رہا تھا۔

''امی، ابو اور عائشہ، ماموں جان کی طرف گئے ہیں۔ ان کی طبیعت کچھ دنوں سے ناساز تھی۔ جازم ہے گھر میں سو رہا ہے۔ آپ بیٹھیں میں اسے جگاتی ہوں۔''

''نہیں اسے ڈسٹرب مت کرو، بیٹھ جاؤ۔'' ذوالکفل کے روکنے پر جواہر نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

''جواہر! اتنی طویل ناراضی، ایک بار میرا قصور تو بتا دیا ہوتا۔'' بغور اس کے اترے ہوئے چہرے کو ذوالکفل نے دیکھا تھا۔ انگوری کلر کے کاٹن کے سلوٹ زدہ لباس میں وہ بہت مضمحل سی دکھائی دے رہی تھی۔

''اب طبیعت کیسی ہے تمہاری؟'' وہ پوچھ رہا تھا مگر اس نے جیسے سنا ہی نہیں۔ ہوا سے چہرے پر بکھرتیں تراشیدہ لٹیں سمیٹتی وہ اس کی طرف شاید دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

''کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہاں آکر کسی کے لیے اتنا بے بس ہو جاؤں گا۔ اس کے لیے جو محسوس ہوں جو محسوس کرتا ہوں نہ اس سے شیئر کر سکتا ہوں نہ کسی اور سے۔ کچھ نہ کہہ کر بھی۔ اذیت میں ہوں کہہ دیا تو جانے کیا قیامت آجائے۔'' وہ بجھے لہجے میں بولا تھا۔

''آپ کا کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ آپ کو جو کہنا ہے جا کر اس سے کہیں جو سانپ کی طرح میرے پیچھے پڑی ہے۔ آپ کی وجہ سے میں اپنی عزت کی مزید دھجیاں نہیں اڑوا سکتی۔ مگر آپ کو اس سے کیا غرض۔ مجھے نہیں ہے پرواہ کہ آپ کیا سوچتے اور محسوس کرتے ہیں۔ میری ذات سے بڑھ کر نہیں بس آپ اپنی دولت، امارت کے غرور میں وہ آپ کے سامنے جان بوجھ کر مجھے نیچ ثابت کر رہی تھی اور آپ خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے مگر نیچ میں

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

نہیں، وہ ہے۔ آپ ہیں۔'' وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔

''آپ کی خاموشی کا ہی یہ انعام ہے کہ اس نے بہت اچھی قیمت لگائی ہے آپ کی۔ کوئی کیوں اس کی جگہ مجھے بہتر سمجھے گا؟ اتنی بڑی آسامی ہاتھ آنے کے باوجود بھی اگر آپ میرے سامنے وہی بین بجا رہے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ماہم نے درست کہا تھا۔ آپ صرف اپنے وقت کو یہاں اچھا گزارنے کے لیے مجھے استعمال کر رہے ہیں۔''

غصے میں بھڑکتی وہ یکدم ساکت ہوئی تھی۔ ایک ہی جھٹکے میں درمیان میں رکھی ٹیبل کو پلٹتا وہ کرسی سے اٹھا تھا۔ اوندھی گرتی ٹیبل اور مگ، گلاس کی فرش پر پھیلی کرچیوں سے نظر ہٹا کر جواہر نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تھا۔ جو شدید مشتعل تھا۔ اس کا چہرہ ہی نہیں آنکھیں بھی سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ جو دم بخود بیٹھی تھی۔ اس لمحے اس کی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے ہی رہ گئی تھی۔ جب اس کا بازو سختی سے جکڑ کر ذوالکفل نے اسے ایک ہی جھٹکے میں کرسی سے اٹھا کر مقابل کیا تھا۔

''درست کہا تم نے بہت اچھی قیمت لگائی گئی ہے میری جو زور دار طمانچہ بن کر میرے منہ پر لگی ہے۔ میری انا، میری خودداری پر، آج تمہاری وجہ سے اس تماشے کی اذیت اور بڑھ گئی ہے۔'' سانس روکے وہ اس کے سرخ چہرے اور آنکھوں سے چھلکتے جلال کو دیکھتی رہ گئی۔

''ساری دنیا جو چاہے سمجھتی رہے تم تو یوں بے وقعت نہ کرتیں۔'' اس کے بازو سے گرفت ہٹاتا وہ پیچھے ہوا تھا۔

''قصور تمہارا نہیں ہے۔ شاید کھوٹ کہیں میرے ہی خلوص میں رہ گیا ہوگا۔ کیوں کہ اس شہر کے لوگ تو کچھ غلط کر ہی نہیں سکتے۔ یہ میری غلطی ہے کہ تمہارے لیے اپنے جذبات میں ماہم سے نہیں چھپا سکا۔ میرے بھروسے کا یہ صلہ ملا کہ میرے ہی سامنے تمہیں بے عزت کیا گیا۔ میں صرف اس لیے خاموش رہا کہ کہیں بات اور نہ بڑھ جائے۔ بھری محفل میں کوئی تم پر انگلی نہ اٹھا دے۔ اگر یہ سوچ نیچ ہونے کا ثبوت ہے تو تم مجھے ایسا ہی سمجھو۔'' کتنی کڑواہٹ ہے اس شہر کے پانی میں۔ یہاں کسی کے دل میں جگہ بنانا کتنا محال ہے۔ سر اٹھا کر آیا تھا یہاں، کچھ مہربان اپنوں کی بدولت اب سر جھکا کر جاؤں گا۔ کسی کو اپنی ذات سے بڑھ کر چاہنے کی سزا ہے یہ۔ وہی اگر ساتھ ہوتی تو شاید میں اتنا بڑا قدم نہ اٹھاتا۔'' بجھے لہجے میں بولتا وہ اس کے چہرے سے نظر ہٹا گیا تھا جو ساکت کی ساکت ہی تھا۔

''بس تمہیں ہی بتا کر جا رہا ہوں صرف اس لیے کہ میرے لیے سب سے زیادہ اہم یہاں صرف تم ہی ہو اور یہاں سے جانے کی اہم وجہ بھی تم ہو۔'' اس کے زخم خوردہ لہجے اور زخمی نگاہوں نے جواہر کے دل کو جھنجھوڑ دیا تھا۔

''جا رہا ہوں، اب واپس نہیں آؤں گا۔'' ایک آخری نگاہ اس کے چہرے پر ڈالتا وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ جواہر کو جیسے ہوش آیا تھا۔ وہ اسے پکارنا چاہتی تھی مگر جانے اس اچانک ملنے والے دھچکے کی شدت تھی یا صدمہ کہ آواز حلق میں ہی گھٹ گئی۔ قدم زمین میں جکڑ گئے تھے۔ بس اس کی پشت کو دیکھتی وہ عجیب کیفیت میں تھی اور جانے والے نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ اپنے پیچھے دروازہ بھی بند کر گیا۔ گہرے مہیب سناٹے میں گھری وہ ماؤف دماغ کے ساتھ کرسی پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ کوئی گرم گرم سی چیز اسے اپنی آنکھوں سے بہہ کر چہرے پر پھیلتی محسوس ہو رہی تھی۔

برتری اور فوقیت کے کھیل میں وہ ایک ایسے شخص کو کھیل کے درمیان میں ہی ہار گئی تھی جو اسے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنی ذات پر بھی فوقیت دے چکا تھا۔ اپنی قابلیت پر اسے برتری پر رکھتا رہا تھا۔ لاحاصل سی کشمکش میں جو حاصل ہے اسے ہی گنوا دینا ایک خسارہ ہی تو ہے۔ اسے احساس ہو رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے یہ خسارہ کر چکی ہے۔ دھندلائی آنکھوں سے بند دروازے کو یک ٹک دیکھتے ہوئے دل میں کوئی چیز کٹتی اسے محسوس ہو رہی تھی۔ ٹیسیں بڑھتی جا رہی تھی۔ بھاگتی ہوئی وہ گھر کے اندر گئی تھی اسے جلد سے جلد جائشہ سے رابطہ کرنا تھا۔ ایک جائشہ ہی تھی جو اسے روکنے کے لیے کوئی لائحہ عمل فوری طور پر اختیار کر سکتی تھی۔

☆......☆

لیکن یہ سب جائشہ کو اس سے متنفر کر گیا تھا۔ جواہر کو اس نے بے نقط سنائی تھیں۔ اس کی نظر میں قصور وار سراسر جواہر ہی تھی۔ پچھتاوا تھا یا کچھ اور بہرحال اس نے اپنی صفائی میں نہ ایک لفظ کہا نہ اس کے پاس کہنے کو کچھ تھا مگر اس کا دل ہر طرف سے خراب ہو گیا تھا۔ جائشہ سے بات چیت اس نے ترک کر دی تھی تو جائشہ نے بھی ذرا پرواہ نہیں کی، وہ جانتی تھی کہ جائشہ نے ذوالکفل کو صرف زبان سے ہی نہیں، عمل سے بھی بڑے بھائی کا درجہ دیا ہے۔ اس شہر میں ایک جائشہ ہی تھی جس نے سب سے زیادہ ذوالکفل کا خیال اور خیر خبر رکھی تھی۔ کپڑے، جوتے، ضرورت کی چیزیں اور طرح طرح کے کھانے بنا کر وہ جازم کے ذریعے ہاسٹل بھیجتی رہتی تھی۔ جواہر کو اندازہ تھا کہ وہ ذوالکفل سے کانٹیکٹ میں ہے۔ لاشعوری طور پر اس کی سماعتیں منتظر رہتی تھیں مگر جانے کیوں گھر میں کوئی ذوالکفل کے بارے میں بات ہی نہیں کرتا تھا۔

رمضان کریم کے پرنور مہینے کے مقدس دن، رات کا آغاز ہوا تو اس کی ساری توجہ عبادات کی جانب مبذول ہو گئیں۔ خاموشی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی وہ جو پہلے جوش و خروش ہوا کرتا تھا۔ اس بار سرد تھا۔

کبھی جب وہ سوچنے بیٹھتی تو اسے بہت عجیب لگتا کہ ایک شخص کے چلے جانے سے یوں بھی زندگی بے رونق اور سنسان ہو سکتی ہے۔

یہ کہنا اور سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے کہ کسی کے چلے جانے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پتا نہیں ہم کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ جانے والا انسان اس زمین پر ایک ہی ہے۔ وہ جیسا بھی ہے اس جیسا کوئی دوسرا نہیں، اس کی جگہ پر کوئی دوسرا فٹ نہیں ہو سکتا۔ وہ جگہ خالی ہی رہتی ہے فرق بے شک نہ پڑے مگر خلا باقی رہ جاتا ہے۔ زندگی میں بھی اور دل میں بھی۔

چھت پر بچھے تخت پر سکڑ کر وہ آنکھیں موندھے لیٹی تھی۔ جب کہ جائشہ فون پر کسی دوست سے باتیں کرتی آسمان پر چاند ڈھونڈنے کی کوششوں میں تھی۔ آج ساری ناراضی ختم کر کے جائشہ اسے زبردستی چھت پر کھینچ لائی تھی۔

"اب ذرا تم بھی کوشش کر لو۔ میں جا کر ٹی وی آن کرتی ہوں۔ شاید خوش خبری مل جائے۔" جائشہ اس کا کاندھا ہلا کر ہدایت دیتی گئی تھی۔ چند لمحوں تک وہ نیم وا آنکھوں سے جائشہ کو جاتے دیکھتی رہی تھی اور پھر دوبارہ آنکھیں بند کر لی تھیں۔ آخری عشرے میں اس کی طبیعت کافی ناساز رہی تھی۔ سو وہ اب بھی نڈھال سی تھی۔ مدھم ہوا کے جھونکے وہ خود سے ٹکراتے محسوس کر رہی تھی۔ جب ایک مانوس سی مدھم مہک اسے اپنا وہم لگی تھی مگر یہ کیسا وہم تھا جو اردگرد فضا میں بڑھتا، پھیلتا جا رہا تھا۔

"سنگدل لڑکی۔" گھمبیر مدھم آواز پر اس نے یکدم آنکھیں کھولی تھیں۔ دل کی دھڑکن یک بیک تھم گئی تھی۔ خواب کی سی کیفیت میں اسے دیکھتی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

بلیک جینز اور ہنی کلر شرٹ میں ملبوس سلیوس کہنیوں تک فولڈ کیے اپنے دراز قامت کے ساتھ وہ حقیقتاً وہاں موجود تھا۔ اس کے وجیہہ چہرے پر سنجیدگی کی گہری چھاپ تھی اور شہد رنگ گہری آنکھوں میں شکوے نمایاں تھے۔ اسے تخت کے کنارے براجمان ہوتا دیکھ کر وہ دھڑکتے دل کو سنبھالتی سر جھکا گئی تھی۔

''تم نے سنا نہیں، میں نے سنگدل کہا تمہیں۔'' ذوالکفل نے بغور اس کے ملیح چہرے پر بکھری زردی اور نقاہت کو دیکھا تھا۔

''طعنہ دے رہے ہیں؟'' نگاہ اٹھائے بغیر وہ بولی تھی۔

''نہیں حقیقت بتا رہا ہوں۔'' وہ بولا تھا۔

''کب واپس آئے؟''

''گیا کب تھا یہاں سے۔'' اس کے جواب پر جواہر نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا۔

''میں تو واقعی چلا جاتا مگر سب تمہاری طرح سنگدل نہیں تھے کہ روکنے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ بہت بری بھی ہو تم۔''

''ہاں! میں جانتی ہوں کہ میں بری بھی ہوں۔'' اس کی رسٹ واچ کے چمکتے ڈائل پر نگاہ جمائے وہ بولی تھی۔

''اپنا خیال کیوں نہیں رکھا۔ میری ناراضی کا اتنا غم بھی ... ہو تم۔'' اس کے سوال پر وہ نہ کچھ بولی نہ نگاہ اٹھائی۔

''جائشہ نے بتایا کہ تم خالہ جانی سے اتنا ناراض تھیں کہ پھر اسٹڈیز شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بے فکر نہ کرو میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ بغیر کسی ڈگری کے بھی ان کی بیٹی کو ایک ڈاکٹر مل گیا ہے۔'' مسکراتی نظروں سے ذوالکفل نے اس کی بھیگی آنکھوں کو دیکھا تھا۔

''تمہیں میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں تو پھر میں چلتا ہوں۔'' ذوالکفل یکدم خفا ہو کر اس سے اٹھتے اٹھتے رکا تھا۔ جب بے اختیار ہی وہ اس کا ہاتھ تھام کر روک گئی تھی۔ ذوالکفل دنگ ہوا تھا جب کہ وہ بری طرح جھینپ کر ہاتھ پیچھے ہٹا گئی تھی۔

''بہت بہت شکریہ اگر یہ خوب صورت عنایت تم پہلے کر لیتیں تو میں تڑپ نہ رہا ہوتا۔'' گہری نظروں سے ذوالکفل نے اسے دیکھا تھا۔

''یہ تو میرا دل ہی جانتا ہے کہ اتنے دن کس طرح میں نے تمہیں دیکھے بغیر، تمہاری آواز سنے بغیر گزارے ہیں۔''

''آپ کو اتنے غصے، اتنا ناراض پہلی بار دیکھا تھا۔ غلطی میری تھی۔ اس لیے آپ سے سامنا کرنے کی بھی جرأت نہیں تھی۔ ورنہ میں پہلے ہی آپ سے معافی مانگ لیتی۔ آپ کو یہاں سے جانے کی بات بھی نہ کرنی پڑتی۔ میں اپنا چہرہ بھی آپ کو نہ دکھاتی۔''

''تم زندگی مانگو، دل مانگو، جان مانگ لو مگر معافی تو تم سے مجھے ہی مانگنی پڑے گی۔ میں بھی کیا کرتا، تمہاری بہن تم سے زیادہ ظالم ہے۔ تمہارے دماغ ٹھکانے آ جانے تک اس نے تم سے بالکل لاتعلق رہنے کی ہدایت کی تھی۔ مجبور تھا ورنہ اس کے ذریعے تمہاری جو خیر خبر ملتی رہی اس سے بھی جاتا۔ پاگل ہو جاتا میں۔'' اس کے بے بسی سے کہنے پر جواہر نے بس ایک پرشکوہ نگاہ سے اسے دیکھا تھا۔

''چاند دیکھو گی؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''نہیں دیکھنا۔''

''تو پھر کل عید مجھے دیکھ کر منانی ہے؟''

''نہیں منانی عید بھی۔''

''کتنے دکھ دیتی ہو تم، اب کیا اپنے فرشتوں کو بلاؤں تمہیں راضی کرنے کے لیے۔'' وہ زچ ہوا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کہاں ہے چاند؟'' خفگی سے ذوالکفل کو دیکھنے کے بعد اس نے آسمان کو دیکھا تھا۔

''وہ رہا اُدھر۔'' ذوالکفل نے اشارہ کیا تھا۔

''کہاں..... نہیں نظر آرہا۔''

''غور سے تو دیکھو اس طرف.....!''

''نہیں ہے کوئی چاند، وائد جھوٹ۔'' جواہر کی بات ادھوری رہ گئی جب ذوالکفل نے ایک چپت اس کے سر پر لگائی تھی۔ بے ساختہ اٹھتی چیخ روک کر جواہر نے بہت مدھم سے باریک ہلال کو پھر دیکھا تھا۔

''آپ کو چاند مبارک۔'' وہ خفگی سے ہی بولی۔

''تمہیں بھی زمین اور آسمان کے دونوں چاند مبارک۔ اب چلو میرے غم میں تم نے عید کی کوئی تیاری نہیں کی۔ مجھے ہی ازالہ کرنا ہوگا۔ خالہ امی سے اجازت لے چکا ہوں۔ ویسے دو دن بعد تمہارے لیے مجھے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اب پوچھو وہ کیسے؟'' اس کے مسکراتے لہجے پر جواہر نے بس حیران سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''کیونکہ پرسوں میرے گھر سے سب یہاں آرہے ہیں۔ تمہیں میرے گلے کا ہار بنانے، مطلب مجھ سے منسوب کرنے۔'' اس کی اطلاع نے جواہر کو دم بخود کیا تھا۔

''مگر..... وہ ماہم.....'' وہ جانے کیا کہنا چاہتی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی۔

''ہاں، اس کو ایسا شخص ملنا چاہیے جو اس کی طرح مکمل اور اس کے قابل ہو۔ ہم ٹھہرے درویش صفت انسان، آپ جیسی درویش خاتون کے ساتھ ہی خوش رہ سکتے ہیں۔ ویسے بھی جس رشتے میں محبت اور دل کی رضا شامل ہونے کا امکان ہی نہ ہو، اسے قائم نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔'' وہ سنجیدہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

''جانتی ہو۔ تمہیں جاننے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ واقعی کچھ لوگ بند کتاب کی طرح ہوتے ہیں جس کے سرورق سے ہی کوئی رائے قائم کرنا بے وقوفی ہوتی ہے۔ امی کی خواہش پر ڈاکٹر بننے کی حامی بھرتے ہوئے میں نے صاف طور پر یہ کہہ دیا تھا میں شادی صرف اس سے کروں گا جو میری پسند ہو گی۔ میں نے ان کی خواہش کا احترام کیا اور وہ میری خواہش پر خوش ہیں مگر تم سے ملنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ میں شادی اس سے کروں گا جو مجھے اللہ سے قریب کردے۔ مجھے شدت سے انتظار ہے اس وقت کا جب میں رات کو سونے سے پہلے تمہاری آواز میں اللہ کے خوب صورت کلام کی تلاوت سنوں گا اور دن کا آغاز بھی تمہاری تلاوت سن کر کروں گا۔ کسی سستی کی گنجائش نہیں ہوگی نہ اجازت۔'' آخر میں اس کی تنبیہہ پر جواہر نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''ویسے پوری امید ہے کہ یہ انتظار زیادہ طویل نہیں ہوگا۔'' کچھ تھا اس کے لہجے میں کہ جواہر کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔

''مگر میری اسٹڈیز.....'' وہ ہکلا کر بول سکی تھی۔

''اب کوئی حماقت نہ کرنا۔ مجھے بار بار دو بھ چاہے ساری زندگی پڑھتی رہنا۔'' ذوالکفل نے جس طرح چونک کر اسے گھورا تھا وہ بے ساختہ ہنستی اس کی تقلید میں تخت سے اٹھ گئی تھی۔

اب کسی حماقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پہلے وہ بے یقین تھی مگر اب مکمل یقین تھا کہ اسے نوازا جارہا ہے شاید اس کے کسی اچھے عمل کی بدولت اور پھر نوازنے والی ذات تو بے نیاز ہے۔ انسان کی حماقتوں کے باوجود بھی اس کی عطا میں کمی نہیں آتی۔ وہ خوش تھی۔ آسمان پر آج نمودار ہونے والا چاند ضرور نامکمل تھا مگر اپنے ساتھ نہ صرف عید کی بلکہ زندگی کی بھی مکمل خوشیوں کی نوید لایا تھا۔ یہ چاند اس کے لیے اب ہمیشہ بہت محترم رہنے والا تھا۔

.....☆.....

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ایقان علی

افسانہ

المنتہا

خواب تھا دیدہ بیدار تلک آیا تھا
دشت بڑھتا ہوا دیوار تلک آیا تھا

عائشہ نیازی کے بس دو ہی عشق تھے۔ دو عشق جن پر اسے بہت مان تھا۔ ایک عشق اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور دوسرا عشق اس کا شوہر عمر نیازی تھا۔ دونوں سے اسے سچا عشق تھا۔ ذرا سے شک سے پاک، صدق دل سے کھرا عشق، اللہ کی ذات سے عشق اس کی گھٹی میں تھا۔ جس عمر میں بچے بمشکل اٹک اٹک کر الف ب پڑھتے ہیں ابو نے اسے سارے کلمے یاد کروا دیے تھے۔ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے۔ چھوٹی سی عائشہ کو ساتھ کھڑا کر لیتے۔ بنیاد مضبوط ہو تو عمارت کیوں مضبوط نہ ہو؟ گیارہ سال کی تھی جب سے تہجد باقاعدگی سے پڑھ رہی تھی۔ خاندان میں کوئی عائشہ جیسا پارسا نہیں تھا اور اللہ نے اس کے لفظوں میں تاثیر رکھی تھی۔ اس کی دعائیں اثر رکھتی تھیں۔ اس کی التجا کو یونہی واپس نہیں لوٹا دیا جاتا تھا۔ ایک زمانہ گواہ تھا عائشہ نیازی کے کردار کی پارسائی کا۔

اور دوسرا عشق عمر نیازی، جسے وہ اپنی ذات سے بڑھ کر چاہتی تھی۔ اس کا وجود اس سے زیادہ عمر نیازی کے نام تھا۔ عمر نیازی، جو کہ خواب تھا اس کا بغیر کسی التجا کیے اسے عطا کر دیا گیا تھا۔ عمر نیازی جس کے بارے میں وہ کبھی نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ اس کے لیے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ وہ الفاظ ہی نہیں اترے تھے ابھی تک جو عمر نیازی کے لیے اس کے جذبات کی ترجمانی کر سکیں۔

اور عمر نیازی؟

شادی کے چار سال بعد اس کے سامنے تھا۔ وہ کسی اور سے محبت کرنے لگا تھا۔ ویسی ہی محبت جیسی وہ اس سے کرتی تھی۔ پچھلے سال لندن میں ملی تھی اسے وہ اور بس اب وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

"کرسٹین جوزفین۔" عمر کے پاپا اور ماما دنگ رہ گئے۔ عیسائی لڑکی؟ عیسائی سے شادی کرے گا ان کا بیٹا۔

"میں محبت کرتا ہوں اس سے اور محبت مذہب اور معاشرے کی حدود کو نہیں مانتی۔"

وہ کٹے شہتیر کی طرح گرتی چلی گئی۔ وہ کون سی محبت کی بات کر رہا تھا۔ جس کی حدیں نہیں تھیں؟ کیا واقعی وہ محبت تھی جو حدیں پھلانگنے کا درس دے رہی تھی؟ محبت اور جنون..... وہ جنون کو محبت کہہ رہا تھا تبھی تو جنون حرام ہے۔ جنون حدیں پار کر جاتا ہے۔

"میں اپنا فیصلہ سنا چکا میں کرسٹین سے شادی کر رہا ہوں۔" فیصلہ کر لیا۔ سنا دیا اور چلا گیا اور وہ محبت کے دشت میں اکیلی بھٹکتی رہ گئی۔

☆......☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اب اگر میں خاموش رہتا تو عزت جاتی میرا دشمن میرے کردار تک آیا تھا وہ سب طے کر چکا تھا۔ فیصلے ہو چکے تھے۔

''عمر! خدا کا خوف کرو، وہ غیر مسلم ہے۔''

''اہل کتاب ہے وہ پاپا۔''

''اپنی پارسا بیوی پر اس غیر مسلم کو ترجیح دو گے؟''

''وہ محبت ہے میری۔''

''اور عائشہ بیوی ہے تمہاری۔''

''وہ تعلق میں توڑ دوں گا۔ میری طرف سے آزاد ہوگی۔ وہ بھی اپنی مرضی سے کرلے۔''

اور عائشہ نیازی کو لگا آج ہی وہ قیامت ہے جس کا وعدہ ہے۔ پاپا زور سے دہاڑے تھے۔

''میں عاق کردوں گا تمہیں۔ سمجھتے کیا ہو تم۔''

''کردیں۔ میں شادی کر کے رہوں گا۔'' وہ ضدی پن کے عروج پر تھا۔

''میں عائشہ نیازی کو طلاق.....'' پاپا کا تھپڑ اس کا گال رنگ گیا تھا۔

''دفع ہو جاؤ میرے گھر سے، دفع ہو جاؤ۔''

اور عائشہ کے لیے قیامت واقعی برپا ہوگئی تھی۔

''جارہا ہوں۔ میں اجازت لینے نہیں آیا تھا۔ بتانے آیا تھا۔ آج ابھی شادی کروں گا۔''

وہ کارپٹ پر گری تھی۔ پاپا اور ماما اس کی طرف بڑھے۔

''عائشہ بیٹے! عائشہ سنبھالو خود کو۔'' اس کی سانسیں دھونکنی کی مانند چل رہی تھیں اور سانسیں ایسے پھولی ہوئی تھیں جیسے وہ میلوں کی مسافت طے کر کے آئی ہو۔

''وہ بدقسمت ہے بیٹا! وہ تمہارے جیسی لڑکی ڈیزرو ہی نہیں کرتا۔'' پاپا تاسف سے کہہ کر چلے گئے۔

''عائشہ.....!'' آنٹی ہولے ہولے اس کے بال سہلا رہی تھیں۔

''تم اسے خدا سے کیوں نہیں مانگتیں؟'' وہ ان کو دیکھتی رہ گئی۔

''مجھے خوف آتا ہے۔ اس کے حضور اس کے سجدوں میں۔ ایک بندے کو ایک بشر کو مانگتے ہوئے بہت شرم آتی ہے۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور اس کا پورا بدن لرز رہا تھا۔

''اسے خدا سے مانگ لو عائشہ۔'' اور اسی شام جب دو وقت مل رہے تھے۔ عائشہ نیازی کے ہاتھ اٹھ گئے تھے۔ اس قادر المطلق کے سامنے جو ہاتھ اٹھانے سے پہلے ہی عطا کرتا آیا تھا۔

''مولیٰ! تیری مخلوق کہتی ہے کہ مجھے مانگنا آتا ہے۔ میری دعاؤں میں اثر ہے۔ میں جو مانگ لوں وہ مجھے ضرور ملتا ہے۔ میں تجھ سے عمر نیازی مانگتی ہوں۔'' شاید وہ واقعی نہیں جانتی تھی کہ اسے مانگنا آتا ہے۔ اگر معلوم ہوتا تو وہ یہ سب بہت پہلے مانگ لیتی یا پھر..... شاید کبھی نہ مانگتی۔

☆.....☆

آج وہ بہت خوش تھا جو اس نے چاہا تھا وہ ہونے والا تھا۔ لبرٹی سے شاپنگ بیگ لیے وہ دونوں ساتھ ساتھ باہر نکلے تھے۔ وہ وہیں کھڑی رہی تھی اور عمر پارکنگ سے کار نکالنے لگا تھا۔ وہ کچھ دور تھا جب اس نے دور سے کرسٹین کو دیکھا اور اس تیز رفتار کار کو وہ وہیں سے چلایا تھا لیکن ہونی ٹلی نہیں تھی۔ تیز رفتار کار کرسٹین کو کچلتی ہوئی دور جا چکی تھی۔ وہ دوبارہ زور سے چلایا اور اس کی طرف بھاگا۔ آن کی آن میں مجمع اکٹھا ہو چکا تھا۔ وہاں سے کرسٹین کو لے کر وہ اسپتال کیسے پہنچا اسے معلوم نہیں تھا۔ اسے صرف خون میں لت پت کرسٹین کا وجود یاد رہا۔ آئی سی یو میں شیشے کی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

باریک دیوار کے اس پار بہت سی نالیوں اور تاروں میں جکڑی کرسٹین۔

''عمر!'' نہ جانے کس نے پاپا کو اطلاع دی تھی۔ وہ عائشہ اور ماما کے ساتھ جلدی سے وہاں پہنچے تھے۔ پاپا کے گلے لگ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔

''پاپا! اسے بچا لیں وہ مر جائے گی اسے بچا لیں۔''

وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔ کبھی شیشے کی دیوار سے سر ٹکراتا۔ کبھی چلانے لگتا۔ کبھی رونے لگتا۔ عائشہ کا دل آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا تھا۔

6 گھنٹے بعد ڈاکٹرز باہر آئے تھے۔ وہ مر چکی تھی۔ عمر نیازی کے چہرے سے جیسے سارا خون نچوڑ لیا گیا تھا اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گیا تھا۔

''نروس بریک ڈاؤن۔'' ڈاکٹرز نے بتایا۔

سولہ گھنٹے بعد وہ ہوش میں آیا اور بمشکل تین منٹ کے بعد دوبارہ غنودگی میں چلا گیا۔ شیشے کی دیوار سے لگی کھڑی عائشہ مسلسل اس کی زندگی کی دعائیں کر رہی تھی۔

دوبارہ ہوش نو گھنٹے بعد آیا تھا۔

''عمر...... عمر...... میری بات سن رہے ہو؟''

دس منٹ بعد وہ پھر سے نیند میں چلا گیا۔

چار دن بعد اسے ہوش آیا تھا۔

''اب وہ ٹھیک ہے لیکن......'' عائشہ کا دل زور سے دھڑکا۔

''میموری لوس (یادداشت چلی گئی ہے)'' مکمل ماتم کناں تھا۔

☆......☆

عشق کچھ سوچ کر خاموش رہا ورنہ
حسن بکتا ہوا بازار تلک آیا تھا

وہ کرسٹین کی کوئی رشتے دار تھیں جو کہ فادر کے ساتھ اس سے ملنے آئی تھیں۔

''ڈیئر! اسے معاف کر دو۔ فادر بھی اس کے گناہ معاف کر چکے ہیں۔'' عائشہ نے اچنبھے سے ان کو دیکھا۔

''کیا آپ وہاں تھے فادر جب وہ مجھ سے میرا شوہر چھین رہی تھی؟ جب وہ اس کی وجہ سے مجھے طلاق دینے والے تھے۔ آپ تھے وہاں؟''

''دیکھو۔ مائی چائلڈ ناؤ شی از......'' عائشہ نے ان کی بات کاٹی۔

''جب آپ وہاں تھے ہی نہیں تو کیسے معاف کر سکتے ہیں وہ سب؟ اس کے وہ سب گناہ کوئی بھی کیسے معاف کر سکتا ہے وہ گناہ جن کو خدا بھی معاف نہیں کرتا جب تک بندہ نہ کرے؟''

وہ خاموش رہ گئے تھے۔ وہ اٹھی اور دروازے تک آئی۔

''جب سارے جہان کا مالک۔ ہر قسم کے اختیار ہونے کے بعد بھی معاف کر سکتا ہے تو میری کیا مجال کہ میں معاف نہ کروں۔ معاف کر دیا میں نے کرسٹین کو۔'' کہتے ہیں ناں زندگی میں ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب زمین و آسمان دونوں تنگ ہو جاتے ہیں۔ زمین و آسمان دونوں اس کا امتحان لینے پر تلے ہوئے تھے۔ وہ پہلے بھی اس کا نہیں تھا۔ وہ آج بھی اس کا نہیں تھا۔ وہ اگر عائشہ نیازی اور اس کی ذات سے وابستہ ہر شے بھول گیا تھا تو کیا ہوا۔ وہ اسے یاد ہی کب تھی۔

وہ دن بھر سب اچھا ہے کا خول خود پر چڑھائے مصروف رہتی۔ عمر کا خیال رکھتی۔ واک پر لے جاتی۔ باتیں کرتی۔ ڈاکٹر روز نئی ہدایات دیتے اور وہ روز ایک نئے عہد و صبر سے شروع کرتی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اور ایک اور کڑا امتحان، جب ڈاکٹر کے کہنے پر وہ عمر کو کرسٹین کی تصاویر دکھاتی رہی تھی کہ شاید اسے دیکھ کر اسے کچھ یاد آجائے۔ ہنستی مسکراتی تصاویر اس کے دل پر چھریوں کے جیسے لگ رہی تھیں۔ اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ کچھ بھی یاد نہیں آیا تھا۔ کرسٹین کی تصاویر دیکھ کر بھی نہیں۔ دو سال کب گزرے۔ پتا ہی نہیں چلا۔

☆......☆

عین اس وقت مقدر نے بغاوت کر دی
جب میں اس شخص کے معیار تلک آیا تھا

عید نزدیک تھی۔ چھبیسواں روزہ تھا جب وہ عمر اور اپنے لیے شاپنگ کرنے آئی تھی۔ وہ اب ایک لمحے کے لیے بھی اس کو نظروں سے جدا ہونے نہیں دیتی تھی۔ شاپنگ مکمل کر کے وہ دونوں گاڑی میں آ بیٹھے تھے جب عائشہ کو اچانک کچھ یاد آیا تھا۔ عمر کو وہیں گاڑی میں رکنے اور جلدی واپس آنے کا کہہ کر وہ مال میں گھس گئی تھی۔ بمشکل پانچ منٹ گزرے تھے جب ایک کان پھاڑنے والی آواز آئی تھی۔ زمین زور سے ہلی تھی۔ وہ بوکھلا کر باہر نکلا۔

اندر شاپنگ مال میں بلاسٹ ہوا تھا۔ ہر طرف چیخ و پکار تھی۔

''عمر......''

کہیں دور سے آتی آواز اس کے دماغ کے پردوں کو تہس نہس کر رہی تھی۔ اسے لگا اس کا سر کسی تیز دھار خنجر سے کاٹا جا رہا ہے۔ چند مٹی مٹی سی یادیں......خون......چیخیں......صدائیں......عمر، کرسٹین اور اب......عائشہ......

وہ سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامے مال کی طرف بڑھا لیکن چکرا کر وہیں پتھریلی سڑک پر گر گیا تھا۔ غنودگی میں جانے سے قبل اس نے اپنے نام کی صدا ایک دفعہ پھر سنی تھی۔

منظر وہی تھا۔ کردار بدل گئے تھے لیکن اس کا کردار آج بھی وہی تھا۔ شیشے کی باریک دیوار، اس کے اس پار نالیوں اور تاروں میں جکڑا عائشہ نیازی کا وجود۔ دو سال قبل وہ محبوبہ کے لیے گڑگڑا رہا تھا اور اب دو سال بعد آنسو بیوی کے نام تھے۔ باپ کے گلے لگ کر بھی وہ بالکل ویسے ہی رویا تھا۔ قطرہ قطرہ بہتا لہو۔ قطرہ قطرہ بہتے آنسو۔ لمحہ لمحہ یاد آتا ماضی۔ لمحہ لمحہ یاد آتیں لغزشیں۔

''اللہ اسے بچا لینا۔ اسے بچا لینا۔'' کوریڈور کے فرش پر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے اس کی دعائیں کی تھیں لیکن آج شاید قبولیت کا وقت نہیں تھا۔

وہ مر چکی تھی۔

تقدیر بدلی تو نہیں تھی۔ ویسی ہی تھی۔ گول گول چکر۔

''اٹھو عائشہ مجھ سے بات کرو۔ میں اب دوبارہ کبھی تم سے بے وفائی نہیں کروں گا۔ مجھ سے [illegible] مت ہو، عائشہ اٹھو پلیز۔''

کرسٹین جوزفین جو اس کی محبت تھی اس کی یادداشت اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ عائشہ نیازی جس کی وہ محبت تھا۔ اس کی یادداشت واپس لوٹا گئی تھی خالی ہاتھ تو ہمیشہ محبت کرنے والے رہتے ہیں۔ جیسے وہ خالی ہاتھ تھا اور جیسے وہ خالی ہاتھ تھی۔ سفید ابدی چادر اوڑھے ہوئے۔

محبت......چہ چہ......انجام......ہمیشہ ایک ہی......جدائی......لوگ آخر محبت کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟

☆......☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سحر مبین

افسانہ

جینا تو ہے

یہ شہر کے مضافاتی علاقے کی ایک گندی اور ٹوٹی پھوٹی گلی تھی۔ گلی میں معمول کی چہل قدمی تھی۔ رشید قصائی کی دکان پر گوشت خریدنے والوں، کالو چچا کی پلاسٹک کے برتنوں کی ریڑھی کے گرد ہجوم اور کاشی کی دکان سے تیز میوزک کا شور سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔

آج پھر ادھار کی واپسی کا مطالبہ کرنے کوئی آیا تھا اور ابا معمول کے مطابق اس صورت حال میں منظر سے غائب تھے۔ بے چاری نوشی ......(نام تو نوشین ہے مگر کہتے سبھی نوشی ہی ہیں) آج پھر جھوٹے سچے بہانے بنانے دکان میں کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی تھی۔

''چچا! یقین مانیے ابا واقعی گھر پر نہیں ہیں۔ وہ اپنی دوا لینے گئے ہیں جیسے ہی گھر آئے تو میں آپ کا پیغام دے دوں گی۔'' نوشی یقین دلانے کی پوری کوششوں میں تھی۔

''اوں ہوں......گیا ہے ابا دوا لینے۔'' پہلوان صاحب منہ بگاڑ کر بولے۔ پھر خاصی بدمزگی سے مزید گویا ہوئے۔

''نشئی کہیں کا، پتہ نہیں کہاں پھنسا دیا رب نے مجھے۔''

مقابل کون سا کم تھی۔ اس سے بھی زیادہ بیزارگی سے کھڑی تھی۔ پہلوان جی نے اس کے تاثرات خاصے چڑے انداز میں ملاحظہ فرمائے۔

''آ گیا تیرا ابا تو کہہ دینا اسے اگر کل تک قرضہ نہ لوٹایا تو گھر سے کوئی چیز اٹھا کر لے جاؤں گا۔'' پہلوان جی خاصے اکتائے ہوئے وارننگ دے کر یہ جا وہ جا۔

نوشی نے گہرا سانس خارج کیا۔

''پتہ نہیں ابا بھی کیا کرتے پھرتے ہیں۔ نام کے دکان دار ہیں مگر جیسے ہی کوئی قرضے کے مطالبے والا آتا، کمرے میں لمبی تان کر سو جاتے ہیں۔ حد ہے لوگوں کے باپ تو ایسے نہیں ہوتے۔ ابے نے تو شروع سے بس ہیرا پھیری اور جھوٹ بولنا ہی سکھایا ہے۔ بچپن سے جب بھی کوئی پیسوں کے مطالبے والا آتا، بس بھیج دیتے مجھے کہ کہہ دے ابا گھر پر نہیں اور اب ایسی عادت پڑ گئی ایسے جھوٹوں کی کہ اگر ابا نہ بھی کہے خود ہی جواب دے دینا ہوتا کہ ابا فلاں فوتگی پر گیا۔ دوائی لینے گیا۔'' نوشی خاصی کوفت سے بڑبڑانے میں مصروف تھی۔ حد سے زیادہ بے زاریت، چڑ اور کوفت لیے تاثرات نے چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا۔

''تیرے ابا کے ساتھ ساتھ تجھے بھی دوائی کی ضرورت ہے۔ اکیلے ہی بولی جا رہی ہو۔'' آواز پر نظروں کا رخ موڑا تو سامنے احد کا مسکراتا ہوا چہرہ تھا۔ بڑا ترو تازہ سادہ بھی اندر تک پرسکون ہو گئی۔ لمحہ لگا تھا بے زاریت اڑن چھو ہونے میں۔

''چلو جیسا تم کہو۔'' وہ مسکرائی۔ احد نے ہلکا سا

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قہقہہ لگایا۔ وہ ابھی تک کاؤنٹر کے اس پار ہی تھا۔

''میں دوپہر کا کھانا کھانے آیا تھا گھر، امی لگتا ہے گھر پر نہیں اور تمہارے گھر تو یقیناً کچھ نہیں ہوگا۔ مجھے تو ایسے ہی دیکھ رہی ہو جیسے کبھی کھانا ہی نہیں کھایا۔ چل نکڑ والے ڈھابے سے نان چھولے کھاتے ہیں۔ آج مجھے تنخواہ بھی ملی ہے۔'' نوشی نے اثبات میں سر ہلایا اور دکان بند کرتے ہی باہر نکل گئی۔

''مامی بتا کر نہیں گئیں۔ جانے کہاں گئی ہیں۔'' وہ ساتھ چلتے ہوئے بولی۔

''ہوں...... مجھے خود نہیں پتا تم سناؤ پھوپھا پر اتنا غصہ کیوں آیا ہوا تھا آج؟'' وہ بات برائے بات بولا۔

''ان پر غصہ آنے کی کوئی ایک وجہ ہو تو پھر ہے۔ جیسے ہی کوئی پیسوں والا پیسے مانگنے آتا ہے خود کہیں چھپ جاتے ہیں اور مجھے بھیج دیتے ہیں جاؤ کہہ دو ابا گھر پر نہیں۔ اب ہر دفعہ ہی ابا گھر پر نہیں ہوتے۔ میں کون کون سے بہانے بنایا کروں۔ دکان کی ساری آمدنی اپنی دواؤں اور جوئے پر لگا دیتے ہیں۔ کبھی کبھار دکان پر برائے نام ہی بیٹھتے ہیں۔ سارا ٹائم میں ہی دیکھتی ہوں۔ چلو یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں، میں ہی دیکھ لیتی مگر سارا نظام میرے ہاتھ میں ہو تو پھر میں بھی کسی اصول سے کام کروں۔ اب بس...... تنگ آ چکی ہوں۔'' وہ روہانسی ہو گئی تھی۔ احد کو بے تحاشہ غصہ آیا پھوپھا پر۔

''ارے نوشی۔'' اس کی آنکھوں میں پانی دیکھ کر بے چینی ہوئی تو بے اختیار پکارا۔

''ہوں۔''

''تیری ناک کی لونگ جب چمکتی ہے تو یقین مانو بڑی جچتی ہے تجھ پر۔'' وہ ہلکا سا مسکرائی۔ جانتی تھی کہ دھیان بٹانے کو کہہ رہا ہے۔

''ہاں مجھے پتہ ہے۔''

''اچھا اور کیا کیا پتہ ہے؟'' احد نے لہجے میں اشتیاق سمویا۔

''تیرے اور میرے بارے میں سب کچھ۔'' اس نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔

''ارے واہ...... چلو تھوڑی وضاحت کرو۔'' دونوں کھانا کھانے میں بڑے اچھے موڈ میں مصروف تھے۔

''احد!'' وہ چڑ گئی۔

''وضاحت تو دینی پڑے گی۔'' وہ مزید چڑانے لگا۔

''مثلاً میں جانتی ہوں کہ تم بہت اچھے ہو۔'' وہ جان چھڑانے کو بولی۔

''شاباش مگر یہ تم بہت پہلے سے جانتی ہو کچھ نیا کہو۔'' نوشی نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

''یہ شرٹ نئی ہے نا، تم پر بہت سوٹ کر رہی ہے۔ کب لی تھی؟''

''ہاہا، یہ ہوئی نا بات۔'' احد نے دل کھول کر قہقہہ لگایا۔ نوشی نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

''آخر کو اتنی بڑی مارکیٹ میں سیلز مین ہوں۔ شرٹس میں نے نئی نہیں پہننی تو کس نے پہننی ہیں ویسے رات مال آیا تھا تو اس شرٹ میں تھوڑا فالٹ تھا۔ نامعلوم سا کٹ لگا ہے پیچھے مجھے مالکوں کی طرف سے فری میں مل گئی۔'' وہ کافی خوشگوار انداز میں بول رہا تھا۔

''نوشی!''

''ہوں۔'' وہ اسے سننے میں بہت حد تک مگن تھی۔ چونکی۔

''کھانا کھالو۔'' دونوں پھر کھلکھلا اٹھے۔

☆......☆

احد، نوشین کے ماموں کا بیٹا تھا۔ قریب ہی اس کا گھر بھی آتا تھا۔ ممانی بہت اچھی خاتون

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں۔ نوشین کی ماں اور ماموں بہت پہلے سے ہی اس دنیا سے ناطہ توڑ چکے تھے۔ ابا بہت بے حس قسم کا انسان تھا۔ اپنی ذات سے آگے کچھ نظر ہی نہ آتا۔ نوشی نے رو دھو کر میٹرک کیا تھا اور پھر دکان سنبھال لی۔ احد میٹرک کے بعد ہی سیلز مین کی نوکری کر رہا تھا۔ چونکہ اس کے گھر میں پیسے کو رشتے کا سلیقہ تھا تبھی خوش حالی تھی مگر نوشی ہمیشہ اس سلیقے کو اپنانے کا سوچ ہی سکی۔ ابا تھوڑی بھی مدد کرنے کو تیار نہیں تھے۔ کوئی سمجھوتا نہیں، بس جوئے کے چکروں میں اپنی خوراک ہی ذہن میں بس۔ ان کے لیے یہی بہت تھا کہ دکان نوشی کے حوالے ہے۔ عیش کرتی ہوگی وہ مگر ہمیشہ یہی ہوتا کہ رات کو جب بھی وہ دن بھر کی کمائی گننے والی ہوتی ابا ٹپکتے اور رقم کے ساتھ ہی اڑن چھو ہو جاتے۔ وہ بے بسی سے دیکھتی رہ جاتی ان کے باپ ہونے کا لحاظ تھا تبھی خاموش رہتی۔

☆.....☆

احد امی کے سر پر سوار ہوا تھا اور وہ کبھی مسکرا دیتیں اس کی باتوں پر اور کبھی تھوڑی پریشان ہو جاتیں۔

''امی! یہ پھوپھا کو تو پوری عمر عقل نہیں آنی۔ آپ بس جلدی سے نوشی کو اپنے گھر میں لائیے۔ اکیلے پھوپھا کا اچھا بھلا گزارہ ہو جائے گا۔ وہ بے چاری کیوں ہر وقت جان انگائے بیٹھے سولی پر۔''

''تیرا پھوپھا نہیں مانتا بیٹا۔ وہ تو اتنی گندی زبان استعمال کرتا ہے گھر میں نہیں داخل ہونے دے گا مجھے، پلے نہیں کچھ، پتہ نہیں کس بات پر اکڑے بیٹھا ہے شروع سے۔ تیری پھوپھو کی زندگی بھی عذاب بنا رکھی تھی اور اب اس بچی کو بے سکون کیا ہے۔'' وہ خاصی تشویش سے بول رہی تھیں۔ احد نے پریشان ہو کر انہیں دیکھا تو وہ تسلی دینے کو بولیں۔

''اچھا خدا بہتر کرے گا تم فکر نہ کرو۔''

ابا کو اچانک تیز بخار نے آلیا تھا۔ کئی دن ہوئے بخار کا زور ہی ٹوٹنے میں نہیں آرہا تھا اور تو اور نوشی خود خاصی پریشان ہو کر رہ گئی تھی۔

''رشید چاچا! میں پیسے بھجواتی ہوں۔ آدھا کلو گوشت تو بھیج دو ابا کو یخنی بنا کر دینی ہے۔'' نوشی نے دروازے میں کھڑے ہو کر اونچی آواز میں کہا تو اس کے اثبات میں سر ہلانے پر دروازہ بند کر کے ابا کے پاس آگئی۔

دروازہ پھر سے بجا تھا۔

''لگتا ہے چاچا نے گوشت بھیج دیا۔'' وہ خود سے کہتی ہوئی اٹھی۔ دروازہ کھولا تو باہر کھڑے چار پانچ آدمیوں پر اس کی نظر پڑی۔

''تیرا ابا کدھر ہے؟'' خاصے جارحانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

''آپ کون؟'' وہ ناگواری سے بولی۔

''تیرے ابا سے پیسے لینے ہیں ہم نے۔ بہت دنوں سے اڈے پر آ نہیں رہا۔ رقم نہ دینے کے بہانے بناتا رہا پہلے اور اب غائب ہی ہو گیا۔'' وہ اسے دھکا مار کر گھر کے اندر گھس آئے تھے۔

ابا نے خاصے خوفزدہ انداز میں سب کو دیکھا تھا۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنے چارپائی پر لیٹے تھے۔

''چلو، جتنا مرضی چھپ لیا مگر ہماری پہنچ سے دور تو نہیں نہ جا سکا۔'' تمسخر آواز فضا میں گھونجی تھی۔

''کیا کہہ رہے ہیں آپ لوگ؟'' نوشی خاصے تیکھے انداز سے پوچھ رہی تھی۔

ایک قہقہہ بلند ہوا۔

''تیرا باپ لاکھوں ہار بیٹھا ہے جوئے میں اور ایک دن کا وعدہ کیا تھا پھر واپس ہی نہیں آیا۔ خیر ہم تو آ ہی گئے ہیں۔'' نوشی کو ابا کے بخار کی وجہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

سمجھ میں آئی تو بے تحاشہ غصے کے ساتھ ساتھ بے پناہ ترس بھی آیا۔

''دیکھئے! ابھی ابا بیمار ہیں۔ آپ پھر کبھی آیئے گا۔'' نوشی نے ٹالنا چاہا۔

''لو گڈی! ہمیں کاکا سمجھ رکھا ہے جو تیری باتوں میں آجائیں گے۔ بات آج ہی ختم ہوگی۔'' وہ چارپائی کی طرف بڑھے۔

''او بڈھے نکال ہمارے پیسے۔ حرام خور کہیں کے۔'' اس کے بعد گالیوں کا ایک طوفان منہ سے برآمد ہوا تھا۔

''تمیز سے بات کرو۔'' وہ چلائی۔

''اگر نہیں ہیں پیسے تو ہم تیری بیٹی لے جاتے ہیں۔'' ایک آدمی نوشی کی طرف بڑھا۔ وہ خوف زدہ ہو کر رونے لگ گئی۔ شام ہو رہی تھی اور چھت پر احد آیا ہی تھا۔ لمحوں میں ماجرا سمجھا اور نیچے سے بھاگتا ہوا گھر آیا۔ تب تک وہ آدمی نوشی کو بازو سے دبوچ چکا تھا۔

''چھوڑو اسے۔'' غیرت ساری آنکھوں میں لہو بن کر دوڑنے لگ گئی۔ ان میں سے دو آدمیوں نے احد کو پیٹنا شروع کر دیا۔ اپنی ہمت کے مطابق وہ بھی جوابا وار کرتا رہا۔ مامی اور محلے کے دیگر افراد بھی بھاگتے ہوئے آگئے۔ نوشی مسلسل رو رہی تھی۔ کسی نے پولیس کو فون کیا۔ پچھلے محلے میں ہی تو تھانہ تھا۔ لمحوں میں پولیس موبائل آئی اور احد سمیت باقی افراد کو گرفتار کر کے لے گئی۔ شام سے صبح ہوگئی۔ آنکھیں رو رو کر سوجھ گئیں۔

صبح ہمت کر کے روشی پولیس اسٹیشن پہنچی۔ وہاں رپورٹ درج کروائی اور احد کو چند ہزار کے عوض وہاں سے چھڑا لائی۔ بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ مگر کافی حد تک ختم ہونے میں تھی۔ دیگر افراد کے کہنے پر پولیس ابا کو بھی گرفتار کرنے آئی مگر ان کی حالت دیکھ کر ہی چھوڑ گئی۔ سانسیں بس ختم ہونے پر تھیں۔ آنکھوں میں بے پناہ شرمندگی سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا تھا۔

''امی! انھیں اپنے گھر چلیں۔ یہاں نہیں رہنا ہم نے۔ نوشی بھی ہمارے ساتھ جائے گی۔ وہ اس کے ماموں کا گھر ہے۔ کم از کم اس بے حس انسان سے تو زیادہ سیکورٹی دیں گے ہم اسے۔'' وہ مسلسل غصے میں بول رہا تھا۔ امی نے اسے ٹھنڈا کرنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔

سب کو چارپائی پر پڑے اس وجود سے کراہت ہو رہی تھی۔ نوشی کو بے تحاشہ شرمندگی ہو رہی تھی ان کی بیٹی ہونے پر۔

''احد! میں اپنے گھر رہوں گی۔ تم بے فکر رہو کچھ نہیں ہوگا اب۔'' وہ ہمت کر کے بولی۔ احد کا غصہ بڑھ گیا اور غصے میں ہی گھر چلا گیا۔

☆.....☆

رمضان شروع ہو گیا تھا۔ ابا دن بدن لاغر ہی ہوتے جا رہے تھے۔ نوشی نے مکمل طور پر دکان سنبھال لی تھی۔ دل سے تو وہ راضی نہیں تھی مگر مرتا کیا نہ کرتا۔ ابا کی دیکھ بھال کرنی۔ احد نے اس سے بول چال بند کر رکھی تھی۔ زندگی عجیب سی ہو گئی تھی۔ دکان مکمل طور پر اس کے ہاتھ آئی تھی تو قرضے بھی اترنے شروع ہو گئے تھے۔ ابا خاموشی سے لیٹے رہتے۔

افطاری کے بعد نوشی کپڑے دھو کر چھت پر پھیلانے آئی تو احد چارپائی پر لیٹا تھا۔ بہت دنوں بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر دیکھتی ہی رہ گئی۔ احد نے اس کی محویت نوٹ کی تو اٹھ کر جانے لگا۔ نوشی چونکی۔

''احد!'' دونوں چھتوں کے درمیان چھوٹی سی دیوار تھی اور وہ دیوار سے لگ کر کھڑی تھی۔ وہ رک گیا۔ جواب پھر بھی نہ دیا۔ منہ دوسری طرف تھا۔ نوشی رونے لگ گئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''پلیز احد بات تو سنو۔'' وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ وہ زیادہ دیر تک اسے نظر انداز نہ کر سکا۔

''کیا تکلیف ہے جواب رونا شروع کر دیا۔'' آواز بے زار کرنے کی بھرپور کوشش کی وہ روتی رہی۔ وہ بے جان سا ہونے لگا۔ غصہ مدھم پڑتا گیا اور بے چینی بڑھنے لگی۔

''نوشی پلیز! اب اور تکلیف تو نہ دو۔'' وہ بھی دیوار کے اس پار کھڑا ہو گیا۔ ہاتھوں سے اس کے گیلے گال صاف کیے۔ نم آنکھیں خشک ہونے لگیں۔

معافی، وضاحت...... کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ اس کے آنسو کافی تھے اسے موم کرنے کو۔

''اب نہیں رونا، بے فکر رہو۔ میری فکر نہ کیا کرو۔ غصہ آگیا تھا بس، اتنا کچھ ہونے کے بعد جو بھی تمہارا وہ جواب۔''

''احد! جو بھی ہے، وہ میرا باپ ہے؟'' وہ سہم سا بولی۔

''سوری یار! بس غصہ آگیا تھا خیر کچھ نہیں اب ٹھیک ہے سب، بس تم فکر نہ کرو۔ چلو کل تمہیں ایک سرپرائز دوں گا۔ اب مجھے کام ہے تھوڑا۔ اپنا خیال رکھنا۔'' وہ اسے تسلی دے کر بہلانے لگا اور اچانک کچھ یاد آنے پر الوداعی کلمات کہتا نیچے چلا گیا۔ وہ دیر تک کھڑی اسے سوچتی رہی۔

اگلے دن افطاری کے بعد ممانی اور احد گھر آ گئے۔ نوشی کو خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ وہ ابا کو دلیہ کھلا رہی تھی۔ ابھی دکان بند کر کے آئی تھی۔

''باجی! میں اس سلسلے میں پہلے بھی کئی بار بات کر چکی ہوں۔ آپ سمجھتے ہوں گے اچھی طرح میرے آنے کا مقصد۔ نوشی کو میں شروع سے اپنی بہو کہتی آئی ہوں۔'' وہ مسلسل بول رہی تھیں کہ ابا کی ہچکیوں کی آواز پر رکی۔ وہ دونوں ہاتھ معافی کے لیے باندھے روئے جا رہے تھے۔ وہ صاف دل کے لوگ تھے۔ ان کی اس حرکت پر دل پسیج گئے۔

''میرے علاوہ آپ لوگ ہی اس کے عزیز ترین ہیں مگر یہ بھی سچ ہے آپ مجھ سے زیادہ اس کا خیال رکھیں گے۔ مجھ پر آپ کا احسان ہو گا اگر آپ اسے اپنے گھر میں عزت دیں تو۔'' ابا اٹک اٹک کر بول رہے تھے۔ ماحول میں کافی حد تک سوگواریت تھی۔ بدگمانیاں چھٹتی جا رہی تھیں۔

''احد۔'' لکڑ والے ڈھابے میں وہ دونوں بیٹھے تھے۔

''ہوں۔'' روشی کے پکارنے پر وہ بولا۔

''عید کل ہو گی یا پرسوں؟''

''پتہ نہیں۔ میرے لیے تو ٹھیک آٹھ دن بعد عید ہے جب تم پکی پکی میرے گھر آ جاؤ گی۔'' وہ کافی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''بے شک۔ بے شک۔'' وہ مسکرائی۔

''احد! تم نے ابا کو معاف کر دیا ناں؟ میں نے تو کب کا کر دیا۔'' وہ اچانک بولی۔

''ہاں کر دیا۔ ہم کون ہوتے ہیں کسی کو معاف نہ کرنے والے۔ خدا جانے اور اس کے بندے۔ دیکھو یہ تو ہے کہ ہم نے جینا ہی ہے تو پھر کیوں نہ ہم دل بڑا اور صاف کر کے جئیں۔ زندگی میں تبھی سکون، برکتیں، خوشیاں اور آسانیاں ہوتی ہیں جب ہم دوسروں کو معاف کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ دل بڑا کرتے ہیں۔'' وہ بول رہا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح محویت سے اس میں کھوئی تھی مگر آج زندگی زیادہ پرسکون تھی۔

☆......☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

قمروش شہک

سلسلہ وار ناول

قسط نمبر 21

تیرے پیار کی خوشبو

''آئی ایم سو سوری۔'' نہایت مسکین سی معصوم سی شکل بنائی تھی۔
ثمرن کی ہنسی نکل گئی۔ وہ ٹھہری حوا کی بیٹی جس کی مٹی میں صبر و محبت کی چاشنی شوہر سے وفا کے رنگ شامل

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

تھے۔ ویسے بھی اب وہ بھی تھکنے لگی تھی۔ ٹھنڈی میٹھی چھاؤں میں بیٹھنا چاہتی تھی۔ ارشد کی پناہوں میں اپنی تھکن اتارنا چاہتی تھی۔

''یہ بہت برے لگ رہے ہیں۔'' ثمرن نے اس کے دونوں ہاتھ کانوں سے ہٹائے۔

''تم پہلے کہو کہ تم نے مجھے معاف کر دیا۔ دیکھو ماما بھی مجھ سے سخت ناراض ہیں۔ بات تک نہیں کر رہی ہیں ان کی لاڈلی بہو کا دل جو دکھایا ہے۔ تم معاف کرو گی تو ماما بھی مجھے معاف کر دیں گی۔''

''میں سب جانتی ہوں۔''

''واٹ...... تمہیں سب معلوم ہے۔''

''جی ہاں ماما سے میری روز بات ہوتی ہے اور وہ یہاں مجھ سے ملنے بھی آتی رہتی ہیں۔'' ارشد نے ثمرن کو گھورا تھا مگر اس گھوری میں بھی پیار و چاہت کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''تم ساس، بہو کس قدر تیز ہونا؟''

''اور جناب کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔''

''نہایت نیک خیال ہے اور ایک بات تو بتاؤ ذرا تم نے صبح سے کچھ کھایا پیا نہیں اس پر بھی تمہارے اندر اتنی انرجی ہے کہ تم مجھ سے مستقل لڑ رہی ہو۔'' ارشد اس کے گھٹنوں کے پاس سے اٹھ کر دوبارہ اس کے برابر میں بیٹھ گیا تھا اور نظر سامنے ٹیبل پر رکھی ٹرے پر پڑی جس میں کھانا رکھے رکھے ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

''جی ہاں آپ سے لڑنے کے لیے میری انرجی مزید بڑھ گئی ہے مگر آپ ایک بات سن لیں کہ میں آپ سے بات بالکل نہیں کروں گی۔''

''اچھا تو کیا آپ ایک گھنٹے سے میرے بھوت سے باتیں کر رہی تھیں بلکہ لڑ رہی تھیں۔''

''آپ ویسے کسی بھوت سے کم نہیں ہیں۔'' وہ چڑاتے انداز میں مسکرا کے بولی تھی۔

''وہ تو تم گھر چلو رات کو بتاؤں گا بھوت کیا کیا کر سکتا ہے۔'' ارشد نے پرشوخ لب ولہجہ میں کہتے ہوئے ہولے سے اس کے کان میں سرگوشی کی ثمرن اس کی پیار بھری ذومعنی سرگوشی سے کان کی لو تک سرخ پڑ گئی تھی۔ اس نے پلکوں کی باڑ نیچے گرالی تھی۔ ارشد نے نہایت چاہ سے یہ لوٹ لینے والا منظر دیکھا تھا۔

☆......☆

ارشد کے ساتھ ثمرن گھر کے اندر داخل ہوئی تو سب نے ارشد کو ستائشی نظروں سے دیکھا اور بہت خوش بھی ہوئے اس کے فیصلے پر سب سے پہلے آسیہ نے ثمرن کو گلے سے لگایا تھا۔

''بہت خوشی ہوئی، ارشد تم نے زیادہ دیر نہیں کی ورنہ ثمرن کو ہمیشہ دکھ رہتا۔'' ان کا اشارہ ثمرن کی پریگنینسی کی طرف تھا جیسے وہ سمجھ گیا تھا۔

''ٹھیک کہہ رہی ہیں تائی ممی آپ مگر بعض اوقات ہم سے انجانے میں بہت بڑی بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں لیکن میں اپنی اس غلطی کا ازالہ کردوں گا۔'' ارشد نے ثمرن کو مشکور نظروں سے دیکھا۔ ثمرن نے مجھے معاف کر دیا میں بہت مشکور ہوں۔''

''میں نے تو آپ کو اسی وقت معاف کر دیا تھا جب آپ مجھے لینے کے ارادے سے گھر آئے تھے۔''

''دیکھا یہ ہوتی ہے مشرقی بیوی جس کے ضمیر میں صبر و استقامت گوندھی ہوتی ہے۔'' آسیہ نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ لیا تھا۔ ارشد خاموش رہا صرف فخریہ نظروں سے ثمرن کو دیکھ کر رہ گیا۔

ثمرن کا سن کر اندر سے ژالے بھی آ گئی تھی اور ثمرن کے گلے لگ کر خوب روئی تھی۔ بڑا مشکل ہو گیا تھا اس کو چپ کرانا، زرمیل ہی آگے بڑھا تھا اور اسے ثمرن سے الگ کیا۔

''بری بات ہے خوشی کے موقع پر خود بھی رو رہی ہو اور ثمرن کو بھی رلا رہی ہو۔''

''سوری ثمرن بھابھی!'' ژالے نے شرمندگی سے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کی تھیں۔

''پگلی......'' ثمرن کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی تھی یہ سچ تھا کہ وہ ژالے کو بہت چاہتی تھی۔

''رضا نظر نہیں آ رہا۔'' ثمرن نے بے تاب نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

''آج رابعہ پھپھو نے سب کو ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔ وہ وہیں پر ہے۔'' ژالے نے کہا۔ نجمہ نے سنا کہ ثمرن آئی ہے وہ تیزی سے اپنے بیڈروم میں سے نکلیں۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.Paksociety.Com

''خوش آمدید مائی چائلڈ!''
''السلام علیکم ماما۔'' وہ خوش ہو کر ان کے گلے سے لگی تھی۔
''جیتی رہو خوش رہو۔'' انہوں نے اس کے ماتھے پر بوسہ لیا تھا۔
''ماما آئی ایم سوری۔'' ارشد نے نجمہ کے کندھے پر اپنا بازو پھیلایا تھا۔
''میری بہو میرے گھر اپنے گھر میری نظروں کے سامنے آ گئی۔ میرے دل سے سارے شکوے گلے ساری ناراضگیاں دور ہو گئی ہیں۔'' انہوں نے مسکرا کے ارشد کو پھر ثمرن کو دیکھا۔
بس یہی کہنا تھا ان کا اور ارشد کا دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔ سیروں خون بڑھ گیا تھا۔
''تھینکس ماما!'' اس نے نجمہ کے سر پر پیار کیا تھا۔
''خوش رہیں میرے سب بچے میرے لیے یہی بہت ہے۔''
''اب تو کوئی فکر نہیں ہے نجمہ؟'' آسیہ نے سوال کیا۔
''نہیں آسیہ بھابھی! اب میں بہت خوش ہوں۔'' نجمہ اور آسیہ اسے اوپر اس کے بیڈروم میں لے آئی تھیں تاکہ وہ کچھ دیر آرام کر لے۔ پھر سب اکٹھے رابعہ کے پورشن میں جمع ہوں گے۔
رات سب رابعہ کے پورشن میں جمع ہو گئے تھے۔ ڈائننگ ٹیبل پر بے شمار ڈشز رابعہ، مقسوم، ژالے اور وانیہ نے مل کر بنائی تھیں۔ ان کی ہیلپ کرنے آسیہ بھی اوپر آ گئی تھیں۔ ہر شخص کی کوئی نہ کوئی پسندیدہ ڈش رکھی گئی تھی۔ سب شوق سے کھا رہے تھے۔ سوائے لاروش اغولان کو وہ تو ویسے اوپر آ بھی نہیں رہی تھی مگر ثمرن زبردستی اسے لے آئی وہ سب لوگوں میں بیٹھ کے جھجک رہی تھی مگر وہ سب اتنے اچھے تھے کہ لگ ہی نہیں رہا تھا جیسے وہ اسے مہمان سمجھ رہے ہیں یا کوئی نیا چہرہ سب بہت اپنائیت اور پیار سے اس سے بات کر رہے تھے۔
''لاروش، کھاؤ نا، یہ کھاؤ بہت مزے کا بنا ہے۔'' ژالے نے اچار گوشت کی ڈش اس کے آگے رکھ دی تھی جسے لاروش اغولان نے چھوا تک نہیں تھا۔
''بیٹا! مت شرماؤ سب کو اپنا ہی سمجھو۔'' نجمہ نے نا صرف کہا بلکہ خود اس کی ڈش میں پلیٹ میں سے اچار گوشت کا سالن نکال دیا تھا۔
''جی میں نے کھا لیا بس۔'' نجمہ نے بہت سارا ہی نکال دیا تھا وہ گھبرا کے رہ گئی۔
''ماما اس کی خوراک ہی تھوڑی ہے مجھے بھی کہہ کہہ کر اسے کھلانا پڑتا تھا۔'' ثمرن نے مسکرا کے لاروش اغولان کو دیکھا تھا۔ خیر یہ تو ان کی اپنی باتیں تھیں۔ دوسری سائیڈ پر ارشد نے حسن کو دیکھا۔
''حسن آفس میں جو ڈیلیگیشن آیا ہے اسے ڈنر پر کب بلا رہے ہو۔''
''ارشد کیا یہ اچھا نہیں ہو گا ہم کھانا کھانے کے بعد ڈسکس کریں۔'' حسن جو بریانی کا ایک چمچہ منہ کی طرف لے کر جا رہا تھا یکدم رک کر سنجیدگی سے ارشد کو دیکھنے لگا تھا۔
''اوہ سوری یار! میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تمہیں کھانا کھاتے وقت بات کرنا سخت ناپسند ہے۔'' ارشد کو تھوڑی سبکی بھی ہوئی۔
''اٹس اوکے۔'' ارشد ہولے سے مسکرا رہا تھا مگر وہاں بیٹھی وانیہ ضرور چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی جو اب سب سے یکسر لاتعلق ہو کر کھانا کھا رہا تھا۔ اس کی ہر عادت آفریدی سے کس قدر ملتی جلتی ہے ویسے ہی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

لیفٹ ہینڈ سے کھانا کھاتا۔"

"ویری گڈ بیٹا! بہت اچھی عادت ہے آپ کی یہ۔ ہمیں بھی سیکھنا چاہیے کہ کھانا چپ چاپ ہو کر کھانا چاہیے ورنہ ہمارے گھر تو یہ رولز ہے کہ ایسا لگتا ہے دنیا بھر کی ساری باتیں کھانے کی ٹیبل پر ہی کریں گے۔" فہیم احمد نے حسن کو سراہنے کے ساتھ ساتھ زرمیل اور عارفین پر بھی گہرا طنز کیا جو اس وقت جانے کون کون سے قصے لے کر اس پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے نجمہ، آسیہ اور رابعہ کو بھی تیز نظروں سے دیکھا تھا جو اپنی ہی باتوں میں لگی ہوئی تھیں۔ پھر تینوں شرمندگی سے اپنی اپنی پلیٹوں پر جھک گئیں۔ انہیں ہمیشہ سے ان سب لوگوں سے شکایت رہی کہ کھانا کھاتے وقت ساری گفتگو کو ایک طرف رکھ دو اور بالآخر یہی ہوا وانیہ کا نہ ختم ہونے والا کھانسی کا پھندا جو لگا تھا جو ژالے کی کسی بات پر لگی تھی۔ سب نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے تھے۔

حسن نے جلدی سے اپنے آگے رکھا پانی کا گلاس جس میں سے اس نے آدھا پانی پی بھی لیا تھا وانیہ کے آگے بڑھایا تھا، وانیہ نے گلاس تھام لیا اور ایک دو گھونٹ پانی پی کر واپس رکھ دیا تھا۔

"دیکھ لیا نتیجہ مگر کوئی سنے تب نا۔" فہیم احمد کی سنجیدہ مگر گمبھیر آواز ٹیبل پر بیٹھے ہر شخص کو شرمندہ کر گئی تھی۔ وانیہ کی کھانسی تو رک گئی تھی مگر آنکھوں سے بہتا پانی نہیں رکا تھا۔ اس نے کھانا چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنے دوپٹے سے اپنی آنکھوں کا پانی صاف کرنے لگی تھی۔

"وانیہ بیٹا! آر یو آل رائٹ؟" رابعہ کو اس کی خاموشی اور کھانا چھوڑنے کی فکر لگ گئی تھی۔ بلکہ وہ تو اور پریشان یوں بھی ہو گئی تھیں کہ اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔

"جی مامی میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"پھر رو کیوں رہی ہو؟" ژالے نے آہستگی سے پوچھا تھا۔ وہ لوگ تو ویسے بھی ڈھیٹ ہو گئی تھیں فہیم احمد کی ڈانٹ کھا کھا کر مگر اپنی ڈھٹائی ژالے اور حرا نے نہیں چھوڑی تھی۔ جس میں اب وانیہ اور معصوم کو بھی شامل کر لیا تھا۔

"ارے نہیں وہ اصل میں میری آنکھوں سے کھانستے وقت یا ہنستے وقت پانی آتا ہے۔ میں خود بھی اپنی اس چیز سے پریشان ہوں۔ بہت علاج کرایا مگر کوئی بھی فائدہ نہیں ہوا۔" وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرا دی تھی۔ حسن نے بغور اس کو دیکھا تھا۔ اس کا دل اب کھانا کھانے کا نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ پانی پی کر باقی کا بچا ہوا کھانا چھوڑ کر ایکسکیوزمی کہتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا۔ سب کا کھانا ختم ہو چکا تھا اب سب کی فرمائش تھی اچھی سی چائے کی۔

"رابعہ آنٹی اگر آپ کہیں تو میں بناؤں چائے۔" لاروش اغولان نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

"کیوں نہیں بالکل بناؤ۔" رابعہ نے مسکرا کے اس کا گال تھپتھپایا تھا۔ ثمرن کے ذریعے لاروش اغولان کے بارے میں سب کو پتا چل گیا تھا۔ سب نے اسے اس گھر میں دل سے ویلکم کہا تھا۔

☆......☆

سب تھک ہار کے اپنے اپنے بیڈروم میں جا کر سو گئے تھے۔ رابعہ کے گھر آج کا ڈنر بھی بہت اچھا رہا تھا۔ سب بہت خوش خوش تھے۔ وانیہ کا دل بھی بہت خوش تھا۔ آج اس کی آنکھوں سے نیند روٹھی ہوئی تھی جانے کیوں اس کا دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگا تھا۔ کوئی ان آنکھوں کو اپنا اور اچھا لگنے لگا تھا۔ اس نے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اپنے بے قابو دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا جہاں سے ایک ہی صدا گونجتی سنائی دی تھی۔ حسن، حسن حسن.....!

''اف اللہ! یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔'' وہ تکیہ پر سر رکھے آنکھیں موندھے لیٹی تھی کہ آنکھوں کی بند پلیوں پر بھی اس کا جھلملاتا عکس ابھرا تھا۔ لیٹے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ کمرے میں زیرو پاور کا بلب جل رہا تھا۔ وہ بیڈ سے نیچے اتری اور چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی تھی۔ دبیز پردہ تھوڑا سا سرکایا تھا۔ نیچے سامنے نجمہ کے پورشن پر نگاہ پڑی جہاں نیم روشنی میں کمرے کی طرف کھلنے والی بالکنی میں حسن کھڑا تھا۔ اس کی انگلیوں میں ایک شعلہ سا چمک رہا تھا۔ غور سے دیکھا تو وہ اسموکنگ کر رہا تھا۔ اس کے ذہن کی اسکرین پر پھر سے آفریدی کا چہرہ ابھرا تھا۔

''وہ بھی تو اسموکنگ کرتا تھا اور لیفٹ ہینڈ تھا اور حسن بھی لیفٹ ہینڈ ہے۔'' مگر اس نے اپنا خیال جھٹک دیا اور دل کو تسلی دی تھی۔

''نہیں آفریدی اس دنیا میں نہیں ہے وہ مر چکا ہے اور ضروری نہیں ہے کہ اس دنیا میں ایک آفریدی ہی ہے جس کی انوکھی انوکھی عادتیں ہیں۔'' وہ اپنے ذہن کے پردے سے آفریدی کے خیال کو نظر انداز کیے حسن کو بغور دیکھنے لگی تھی۔

انجان ہو تم بیگانہ ہو تم جو پہچان لگتے ہو کیوں
تم گہری نیندوں میں جب سوئے سوئے ہو تو مجھ میں جگتے ہو کیوں
جب تجھ کو پاتا ہے دل مسکراتا ہے کیا تجھ سے ہے واسطہ
کیا تجھ میں ڈھونڈوں میں کیا تجھ سے چاہوں میں کیا تجھ میں ہے میرا
جانو نہ تجھ میں میرا حصہ ہے کیا وہ اجنبی اپنا مجھے تو لگا

وانیہ کے لبوں پر جیسے بہار سی آگئی ہو اس کے دیکھنے میں اتنی تپش اتنی شدت تھی کہ اسموکنگ کرتا حسن نے اپنا رخ ہلکا سا موڑ کے سیدھا وانیہ کے روم میں اوپر کی سمت دیکھا تھا۔ حسن کے یوں اچانک دیکھنے پر وانیہ کا دل دھک سا رہ گیا وہ تیزی سے پیچھے ہوئی اور دیوار سے چپکی اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھے اپنی پھولی سانس کو بحال کرنے لگی۔ چہرے پر اس کی سوچ سے اتنا گلال سا پھیل گیا جیسے وہ اس کے سامنے ہی کھڑا ہے۔

وانیہ نے تھوڑی دیر بعد پھر سے پردے کی آڑ سے چپکے سے جھانکا تھا مگر اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ حسن اندر جا چکا تھا بالکنی کا دروازہ بھی بند تھا اور اس پر دبیز پردہ بھی برابر تھا۔ وانیہ ہولے سے مسکرا دی اور پردہ برابر کیے اپنے بیڈ کی طرف آگئی اور آرام سے لیٹ بھی گئی۔ اس کی آنکھوں میں حسن کے لیے بہت سی روشنی تھی اب تو لگتا ہے سپنے بھی اسی دلکش جاں کے آئیں گے۔

سیدھی سادھی معصوم سی وہ لڑکی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے دل اسے ایک زمانے سے چاہنے لگا تھا۔ یہ دل بھی کتنا نادان ہے اس کے پیار کی خواہش کر بیٹھا تھا۔

حسن، رابعہ کے پورشن سے آکر اپنے بیڈ روم میں آنے کے بعد سویا ہی نہیں تھا۔ ادھر سے ادھر ٹہلتا رہا تھا۔ جب سگریٹ کی طلب جاگی تو اسموکنگ کرنے کی طلب جاگی وہ سگریٹ سلگاتا اپنے کمرے کی بالکنی میں چلا آیا تھا۔ وہ یونہی آسمان پر چمکتے چودھویں کے چاند میں اس کا چہرہ تلاش کر رہا تھا۔ اس کے عنابی گداز لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔ دل اسے بہت چاہنے لگا تھا دعا کرنے لگا تھا کہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اس کا ساتھ اس کی زندگی بھر کے لیے ہو جائے۔ وہ یونہی اس کے خیالوں میں کھویا رہتا چاند میں اس کا چہرہ تکتا رہتا اگر ایسا محسوس نہ ہوتا کہ کوئی اسے بغور دیکھ رہا تھا اپنی نگاہوں کی تپش سے اس کا وجود جلا رہا تھا۔ حسن کی نظر بالکل بے ساختہ اوپر سامنے والے پورشن پر پڑی تھی۔ کوئی بہت تیزی سے پیچھے ہٹا تھا اور وہ جانتا تھا وہ کون ہے۔ اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی ایک نظر پردے پر ڈال کر وہ وہاں سے ہٹتا چلا گیا تھا۔

رات کا تیسرا پہر تھا اس کی آنکھ پانچ دس منٹ پہلے ہی لگی تھی۔ کمرے میں زیرو پاور کا بلب جل رہا تھا مگر شاید وہ بھی بند کر دیا گیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے ناتواں وجود پر کسی کی انگلیاں سرسرا رہی ہیں۔ کسی کی گرم سانسیں اس کا چہرہ جھلسا رہی تھیں۔ کوئی تھا جو اس کے بے حد قریب تھا۔ اس کے وجود کو اپنی بانہوں کے حصار میں قید کیا ہوا تھا۔

وانیہ کی آنکھ کھلی تھی۔ کچی نیند کا خمار اس کی آنکھوں میں تھا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ اس کی ساری ہمت اس کی ساری سوچنے سمجھنے کی طاقت مفلوج ہو کر رہ گئی تھیں۔ کسی نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا آخر اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ وہ چیخنا چاہتی تھی مگر زبان تو جیسے تالو سے جا چپکی تھی۔

''ہائے جانِ آفریدی!''

یہ چند جملے یہ گھمبیر آواز اس کے کانوں میں ایسا لگا تھا جیسے کسی نے کھولتا ہوا سیسہ ڈال دیا ہو۔ اندھیرے میں اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ نیند کا سارا خمار ہرن ہو گیا تھا۔ وہ آفریدی کا چہرہ کیسے دیکھتی اس گھپ اندھیرے نے ہر شے اپنے اندر گم کر دی تھی۔

''بہت خوب صورت ہو گئی ہو تم تو، میری جدائی نے تمہیں بہت حسین بنا دیا ہے۔ دل ہی نہیں کرتا کہ تم پر سے اپنی نظریں ہٹائی جائیں۔'' وہ اس کے چہرے پر اپنے ہونٹوں کے لمس سے ہر نقش تحریر رقم کر رہا تھا اور وہ اتنی بے بس تھی کہ کوئی مزاحمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ ہر بار کی طرح وہ اس بار بھی ہار گئی تھی۔ دل اتنی بری طرح دھڑک رہا تھا جیسے سینے کی پسلیاں توڑ کے ابھی باہر آ جائے گا۔ اس کے ساتھ آخری بتائے وہ لمحات وہ آج بھی نہیں بھولی تھی۔ مگر وہ لمحات وہ پل وہ خون آلود شام جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدھم پڑتے جا رہے تھے۔ اس وقت سب ایک ایک کر کے پھر سے تازہ ہو گئے تھے۔ اس کے زخموں سے خون رسنے لگا تھا۔

''آفریدی زندہ ہے۔'' نہایت آہستگی سے اس کے صرف منہ سے یہ جملے ادا ہوئے تھے مگر وہ بھی آفریدی تھا جو قیامت کی نظر اور بلا کی سماعت رکھتا تھا۔

''ہاں میں زندہ ہوں اور صحیح سلامت تمہارے پاس ہوں، ورنہ تمہارے باپ نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی مجھے مارنے میں۔'' آفریدی اس کی کپکپاتے ہونٹوں پر انگلیاں پھیر رہا تھا۔

چھوڑو مجھے۔'' وہ اس کے دہکتے لمس پر کسمسانے لگی تھی مگر آفریدی نے اس کی جھنجھلاہٹ اس کا کسمسانا سب کچھ ایک بار پھر خود میں سمیٹ لیا تھا۔ اس کی ساری مزاحمت اس کا احتجاج سب کچھ اس کی مضبوط بانہوں میں دم توڑ چکا تھا۔

☆.....☆

کھڑکی سے آتی سورج کی تیز کرنوں سے اس کا چہرہ روشن ہو گیا۔ بے ساختہ اس نے اپنی آنکھوں پر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہاتھ رکھا تھا اور سیدھے ہو کر لیٹ گئی تھی وہ بغور چھت کو گھورتی رہی تھی اس کے ذہن کی اسکرین پر وہ سب رات جو کچھ ہوا وہ گھومنے لگا تھا۔

''کیا تھا وہ سب؟''

وانیہ تیزی سے اٹھی تھی۔ اس کی کمر اور ہاتھوں میں شدید درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔ کمرے کی چاروں طرف نظر دوڑائی کمرہ بالکل صاف ستھرا ہو رہا تھا۔ بیڈ کو دیکھا جس پر معمولی سی بھی شکن نہیں تھی جس کا مطلب تھا بیڈ پر اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

''وہ خواب تھا میرا۔'' وہ منہ میں ہی بڑبڑائی تھی۔

اتنا بھیانک اور جان لیوا خواب، اس کا دل اندر سے سہم کر رہ گیا تھا۔ اس نے اپنے چہرے کو ہاتھ لگایا ایسا محسوس ہوا جیسے ابھی بھی اس کا دہکتا لمس موجود ہے۔ وہ تکلیف برداشت کرتی ہوئی اٹھی اور قد آور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

''نہیں آفریدی مر گیا ہے۔ وہ زندہ نہیں بچ سکتا۔ بابا نے اسے بہت بری طرح سے مروایا ہے۔ اس کا بچنا ناممکن ہے۔'' وہ خود کو سمجھاتی ہوئی وارڈ روب کی سمت بڑھی اور ایک پرسکون اور شکر کا سانس لیتی وارڈ روب سے ایک کاٹن کا سوٹ نکال کر واش روم میں جا گھسی تھی۔

☆.....☆

مقسوم کچن میں دوپہر کا کھانا بنانے کی تیاری کر رہی تھی۔ رابعہ نے اسے آلو گوشت کا سالن بنانا سکھایا تھا۔ وہی بنانے لگی تھی۔ پیاز کاٹ کر چولہے پر چڑھا دی تھی اب کھڑی سینک کے پاس گوشت دھو رہی تھی۔ نجمہ کے پورشن سے کچھ شور کی آوازیں آنے لگی تھیں۔ اس نے نل بند کیا اور ہال میں آئی اور نیچے جانے والی سیڑھیوں کی ریلنگ پکڑ کے نیچے جھانکنے لگی تھی۔ نیچے ہال میں سب جمع تھے۔ اس نے غور سے دیکھا صوفے پر عارفین بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ تیزی سے نیچے آئی تھی۔

''بتاؤ میری جان! یہ سب کیسے ہوا؟'' رابعہ مستقل رو رہی تھیں اس کے پاس بیٹھ کر۔

''امی آپ پلیز پہلے رونا بند کریں۔'' اس نے بایاں بازو روتی ہوئی رابعہ کے شانے پر پھیلایا۔

''چپ تو کر رہی ہے رابعہ ہم سب کو کس قدر تکلیف ہو رہی تھی تمہیں اس طرح دیکھ کر اور تم ہو کہ بتاتے ہی نہیں۔'' آسیہ بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

''بڑی مامی بات کچھ بھی نہیں ہے۔ دراصل آپ لوگوں کو تو پتا ہے کہ ہمارے کراچی کے حالات کس قدر خراب ہیں۔ کچھ موٹر بائیک پر بیٹھے لڑکوں نے دہشت پھیلانے کے لیے ہوائی فائرنگ کی تھی بس میں ان کی گولیوں کی زد میں آ گیا۔''

''تم سچ بول رہے ہو؟'' رابعہ نے شکی نظروں سے عارفین کو گھورا۔

''بالکل سچ۔'' اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

''پتا نہیں ہمارے کراچی ہمارے ملک پاکستان کے حالات کب بہتر ہوں گے ایسی دھندلی مچائی ہوئی ہے کہ کچھ پوچھو نہیں۔'' آسیہ نے دکھ سے کہا تھا۔

''عارفین.....!'' زرمیل کو جب پتہ چلا وہ فوراً سب کام چھوڑ کے سیدھا گھر آیا تھا۔ عارفین نے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

زرمیل کی سمت دیکھا۔

''اوہ تھینکس گاڈ تم آگئے۔ پلیز مجھے میرے کمرے میں لے چلو ان خواتین نے رو رو کے آج سیلاب لے آنا ہے۔'' عارفین نے بڑی بے چارگی سے زرمیل کو دیکھا تھا۔

ژالے کی تو پیر سے لگی سر پر بجھی۔ وہ نہایت سلگتی نظروں سے عارفین کو دیکھنے لگی۔

''یہ بولیے کہ آپ کو ہماری محبتوں کی قدر نہیں ہے۔'' ژالے کے تنکتے ہوئے جواب پر عارفین ہنس دیا تھا۔

''خدا کے لیے اپنی محبت زرمیل کے لیے ہی وقف رکھو۔ مجھ جیسا کمزور دل انسان تمہاری جنگجو محبت فورڈ نہیں کر سکتا۔'' وہ اس حالت میں بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔

''ہاں ایسے ہی تو کمزور دل انسان ہیں آپ۔''

''ژالے بری بات کبھی تو موقع محل دیکھ کر بولا کرو ہر جگہ عارفین سے لڑائی کرنا شروع کر دیتی ہو۔'' نجمہ نے آہستگی سے ڈپٹا تھا۔

''بالکل درست کہا آپ نے نجمہ مامی یہ بالکل جنگلی لڑاکا بلی ہے۔'' عارفین مزاح لینے لگا تھا۔

''عارفین بھائی آپ نے مجھے لڑاکا کہا۔'' ژالے بھڑک اٹھی۔

''ژالے.....'' زرمیل نے سختی سے ایک آنکھ دبائی وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

''ٹھیک ہے سب مجھے ہی ڈانٹو نہیں کہتی میں کچھ بھی کسی کو۔'' مگر منہ پھلا ہی تھا۔

''ژالے بدتمیزی مت کرو۔'' نجمہ نے گھر کا بلکہ چاہ تو یہی رہی تھیں کہ ایک ہتڑ بھی لگا دیں۔

''ارے نجمہ مت ڈانٹو ژالے کو۔ پتہ تو ہے عارفین کتنا تنگ کرتا ہے اسے۔'' آسیہ نے اس کی حمایت کی تھی۔

''پھر بھی آسیہ بھابی یہ دیکھ رہی ہے نا کہ رابعہ کس قدر پریشان ہے عارفین تکلیف میں ہے اور ان کو اپنی سوجھی ہے۔'' نجمہ کو اس وقت ژالے کا منہ پھلانا سخت ناگوار گزرا تھا۔ عارفین نے دیکھا کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے۔

''نجمہ مامی رہنے دیں۔ میں تو صرف مذاق کر رہا تھا اور میں واقعی اب بالکل ٹھیک ہوں۔'' وہ چہرے پر بشاشت لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس کی وجہ سے پریشان ہو۔ سب اسے ہنستا مسکراتا دیکھ کر مطمئن ہو گئے تھے مگر زرمیل سب سمجھ گیا تھا کہ ان سب کے پیچھے کون ہے۔ زرمیل نے اسے سہارا دیا تھا۔ وہ دونوں اوپر جانے لگے سائیڈ میں گم صم سی کھڑی مقسوم پر نظر پڑی تھی۔

''مقسوم آر یو آل رائٹ؟'' زرمیل اور عارفین رک گئے تھے مگر مقسوم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ زرمیل اس کی خاموشی کی وجہ بھی جانتا تھا۔

''فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' زرمیل نے دھیرے سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور عارفین کو لیے اوپر اس کے بیڈ روم میں لے آیا تھا۔ مقسوم بھی اس کے پیچھے چل دی تھی۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ عارفین کے ساتھ یہ کس نے کیا تھا اسفندیار انی اور یاور درانی کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں اس کا اندازہ تھا اسے۔ مقسوم بغور عارفین کو تکنے لگی تھی وہ اگر اس حال کو تھا اتنی تکلیف میں تھا تو اس کی وجہ وہ خود تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

عارفین نے مقسوم کو اس طرح غور سے دیکھنے پر نظریں چرالیں۔ زرمیل نے اسے آرام سے بیڈ پر لٹا دیا تھا۔ دوائی کھالی تھی مگر نیند پھر بھی نہیں آرہی تھی۔

''تم آرام کرو میں سلجوق سے مل کر آتا ہوں۔''

''اوکے۔''

زرمیل کے جانے کے بعد مقسوم بیڈ کے نزدیک آئی تھی۔ عارفین نے اسے دیکھا تھا۔

''میں جانتی ہوں آپ نے جو کچھ نیچے کہا ہے وہ سب جھوٹ ہے اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کی یہ حالت اسفند چاچو اور یاور کی وجہ سے ہے۔''

''تو پھر۔''

''تو پھر یہ کہ میں مزید آپ کا نقصان نہیں چاہتی ہوں خدانخواستہ آپ کو اگر کچھ ہو جاتا تو میں آپ کے گھر والوں کا کیسے سامنا کرتی۔'' آواز روہانسی سی ہوگئی تھی۔

''مگر مجھے کچھ ہوا تو نہیں نا۔''

''نہیں عارفین! وہ لوگ بہت خطرناک ہیں اپنی زندگی بچانے کے لیے میں آپ کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی ہوں۔'' دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کیے وہ مروڑ رہی تھی۔

''اچھا تو محترمہ مقسوم صاحبہ! یہ بھی بتانا پسند فرمائیں گی کہ آگے کیا سوچا ہے آپ نے؟'' اس نے تیکھے لہجے میں مقسوم کو مخاطب کیا تھا۔

''یہی کہ میں واپس لندن چلی جاؤں گی۔''

''اس سے کیا ہوگا؟'' عارفین کے پرسکون چہرے پر معمولی سا غصہ نمودار ہوا تھا۔

''کم از کم وہ آپ کو نقصان تو نہیں پہنچائیں گے۔''

''اوہ رئیلی میرے نقصان کی تمہیں پرواہ ہے۔'' طنز کا یہ تیر اس کے دل پر لگا تھا۔

''صرف مجھے ہی نہیں آپ کے سب گھر والوں کو پرواہ ہے آپ کی اور اس سے پہلے کہ اسفند چاچو اور مزید کوئی کارروائی کریں کچھ برا کریں میں ان کے ساتھ ہی چلی جاؤں گی۔ وہ جہاں بھی لے جائیں گے وہ مجھے مار کر میری پرابرتی لینا چاہتے ہیں۔ تو کوئی بات نہیں میں آپ کے لیے یہ بھی کرنے کو تیار.....'' اور اس سے پہلے کہ وہ آگے بولتی عارفین نے اس کی کلائی جو کھینچی وہ اپنا توازن سنبھال نہ سکی۔ اپنے وجود کے ساتھ عارفین پر آگری تھی۔

''یہ بات تمہیں میری زندگی میں آنے سے پہلے سوچنی چاہیے تھی۔ ہماری شادی کسی بھی طرح ہوئی ہو مگر یہ بھی سچ ہے کہ تم میرے نکاح میں ہو۔ میری بیوی ہو، میری عزت، میری غیرت..... اور اگر میری عزت کی طرف کسی نے بھی بری نظر ڈالی میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا اور میری عزت کی حفاظت تم پر بھی لاگو ہے۔ بے شک لندن جیسے آزاد شہر میں تمہاری پرورش ہوئی ہو مگر یہ پاکستان ہے یہاں کا شوہر اپنی عزت کے لیے بہت غیرت مند ہوتا ہے۔'' اس نے مقسوم کی سیاہ کانچ جیسی آنکھوں میں جھانکا تھا اور اسے نہایت سہولت سے خود سے مزید قریب تر کیا تھا۔

''اور تم میری عزت اور غیرت کے علاوہ میری محبت بھی ہو۔'' عارفین نے دھیرے سے اس کے ماتھے پر آئی کرلی لٹوں کو چھیڑا تھا۔ مقسوم کے دل کی حالت کی اسے ذرا پروا نہیں تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بے شک مغربی ماحول میں پلی بڑھی ہو مگر اندر سے انہی مشرقی عورتوں کی طرح ہو جو اپنے شوہر سے اپنا حق وصول کر کے زندگی بھر انہی کے ساتھ اپنی زندگی کی آخری سانس تک جڑی رہنا چاہتی ہیں۔ اس لیے اگر میں نے اپنا حق وصول نہیں کیا تو اسے میری کمزوری مت سمجھنا، مجھے زیادہ ٹائم نہیں لگے گا تم سے اپنا حق وصول کرنے میں۔'' عارفین کا جو معمولی سا بھی غصہ تھا وہ اس کے چہرے کی معصومیت دیکھ کر رفو چکر ہو گیا تھا۔ ان سیاہ کانچ میں زمانے بھر کی معصومیت رقصاں تھی۔ جس نے عارفین کا قرار لوٹ لیا تھا۔ بہت پیار آیا تھا اس کے ہوائیاں اڑتے چہرے پر وہ جانتا تھا کہ اس کے دل کی حالت زیرو بم ہے بآسانی اس کے تیز دھڑکتے دل کی شور کی آواز سن سکتا تھا۔ مسکراتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ مقسوم کے سر پر رکھ کر اسے تھوڑا اور جھکایا اور اس کی عرق آلود پیشانی پر اپنے پیار کی مہر ثبت کر دی تھی اور نہایت آہستگی سے اسے خود کے حصار سے آزاد کیا تھا۔ وہ مزید اسے تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''جاؤ شاباش کچن میں جا کر میرے لیے کچھ کھانے کے لیے لاؤ بہت زور کی بھوک لگی ہے۔'' مقسوم نے لرزتی پلکوں سے عارفین کو دیکھا جہاں زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقصاں تھی۔ آنکھوں میں بے پناہ شوخیاں تھیں چہرے پر تکلیف کی معمولی سی بھی رمق نہیں تھی۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ اس قدر تکلیف اذیت میں ہے مگر نہ تو چڑچڑا پن تھا نہ ہی کوئی الجھن۔

''ہو گیا میرے چہرے پر تبصرہ۔'' عارفین نے اسے چولہا جلایا تھا۔ پتا نہیں وہ کیسے اس کی سوچ تک رسائی حاصل کر لیتا تھا۔

''مسز مقسوم عارفین! تمہارے شوہر کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تمہاری حفاظت کر سکتا ہے۔ اس لیے بے فکر رہو اور آگے کی فکریں اور سوچیں میرے لیے چھوڑ دو۔ اسفند درانی اور یاور درانی سے کیسے نمٹنا جائے گا، میں اچھی طرح جانتا ہوں مگر تم بھی اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا لو کہ یہ دونوں صرف گیدڑ بھبکیاں دے رہے ہیں وہ میرا نہ تو کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی تمہارا بال بیکا کر سکتے ہیں۔'' مقسوم پرسکون ہو کر نگاہیں جھکا لیں۔

''کھانا ملے گا اب؟''

''لاتی ہوں۔'' اور کھانے سے یاد آیا کہ اس نے تو چولہے پر پیاز چڑھائی تھی وہ اب تک کوئلہ ہو گئی ہو گی۔ وہ جلدی سے کمرے سے نکلی تھی۔

مقسوم کو وہ اب ہر صورت میں منا لینا چاہتا تھا۔ وہ اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتا تھا۔ اسے الجھنوں میں ڈال کر یا مقسوم پر غصہ کر کے مقسوم کی سوچ کو غلط رخ نہیں دینا چاہتا تھا۔ اسفند اور یاور نہایت شاطر اور چالاک تھے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر مجھے نقصان پہنچائیں گے تو مقسوم ٹریپ ہو جائے گی اور مقسوم اتنی معصوم ہے وہ جلد ان کی باتوں میں آ جائے گی جو کہ عارفین نہیں چاہتا تھا۔ مگر کھیل یہاں ختم نہیں ہوتا وہ ضرور مقسوم سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ ضروری ہے کہ مقسوم پر بھی نظر رکھی جائے۔ وہ اپنی بے وقوفی میں ضرور کام بگاڑ لے گی۔

مقسوم تیزی سے کچن میں آئی جہاں رابعہ اور لاروش اغولان کھڑی تھیں آہٹ پر لاروش اغولان نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

''مقسوم! میں نے آپ کا سالن بھی تیار کر دیا ہے اور عارفین بھائی کا چکن سوپ بھی بنا دیا ہے۔''

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''وہ دراصل میں بالکل بھول گئی تھی۔ وہ شرمندہ ہوئی۔

''کوئی بات نہیں بیٹا تم ہی نہیں ہم سب پریشان ہو گئے تھے۔ وہ تو لاروش کو جلنے کی بدبو آئی تو وہ فوراً کچن میں آئی تھی اور سارا کھانا تیار کر دیا۔'' رابعہ نے مقسوم کو پیار سے دیکھا تھا۔

''تھینکس لاروش۔''

''اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔'' لاروش اغولان کو مقسوم کا تھینکس بالکل اچھا نہیں لگا۔

''او کے پھر میں نے اپنا تھینکس واپس لے لیا۔'' مقسوم مسکرا دی جس کا ساتھ لاروش اغولان نے بھی دیا تھا۔

''مقسوم اگر عارفین جاگ رہے ہیں تو انہیں یہ سوپ دے دو۔'' رابعہ نے سوپ کانچ کی ڈش میں نکال کر ڈش اور کانچ کا پیالہ چمچے سمیت ٹرے میں رکھ دیا۔

''جی امی وہ جاگ رہے ہیں اور انہیں بھوک بھی لگ رہی ہے۔''

''تو ٹھیک ہے تم یہ ٹرے عارفین کو دے آؤ ہم جب تک ٹیبل پر کھانا لگاتے ہیں آج لاروش بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائے گی۔'' رابعہ نے مسکراتے ہوئے ٹرے مقسوم کو تھمائی اور کیبنٹ سے پلیٹیں نکالنے لگیں۔ لاروش اغولان نے ان کا ساتھ دیا اور ٹیبل پر کھانا چننے لگی۔ حسن ابھی اوپر سے عارفین کی خیریت پوچھ کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔ وہاں حنین آفریدی کو دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

''تم یہاں.....!''

''میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ میرا شک وہی ہے جو آپ سمجھ رہے تھے مگر آپ نے تصدیق نہیں کی اس لیے مجھے یقین کرنے کے لیے آپ کے کمرے میں آنا پڑا نا صرف آپ کی چیزوں کو بھی چھیڑنا پڑا۔'' حنین آفریدی کی آنکھوں میں نمی سی تھی۔ اس کے ہاتھ میں وہ ضروری کاغذات شناختی کارڈ اور اس کا فیملی گروپ تھا۔

''آپ کیا سمجھتے تھے میں آپ کو پہچان نہیں پاؤں گی جب آپ کو عمرے کے کھانے پر دیکھا تھا آپ سے تعارف ہوا تھا میرے دماغ میں شک کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں اور آج دیکھ لیں میرے شک کو یقین کی زبان مل گئی۔'' حنین آفریدی نے وہ البم کھول کے اس کے آگے کیا جس میں وہ ساری بچپن کی تصاویر تھیں وہ حسن کے ساتھ اور سلجوق کے ساتھ کھڑا تھا۔ تو کہیں حسن آفریدی کے کندھے پر چڑھا ہوا تھا۔ کہیں زوباریہ نے اس کا کان پکڑا ہوا ہے۔ تو وہ حسن آفریدی کے بازوؤں میں چھپ جاتا۔

''میں جانتا ہوں تم شروع سے ہی بہت شارپ ہو۔ بہت تیز دماغ ہے تمہارا۔'' حسن آفریدی نے اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلایا۔ حنین آفریدی تیزی سے اسی طرح اس کے گلے سے لگا تھا۔ جیسے بچپن میں لگتا تھا سلجوق آفریدی اور حنین آفریدی اسے بہت چاہتے تھے۔ مگر اس کی پوری شبیہہ حسن آفریدی سے ملتی تھی اس کی بلوریں آنکھیں خاندان بھر میں مشہور تھیں۔ جو حسن آفریدی کے جیسی تھیں اس لیے وہ سلجوق آفریدی سے زیادہ حسن آفریدی کے قریب تھا۔

''کیوں اتنے سال ہم سے دور رہے آپ۔ ولید چاچو اور شہلا پھپھو کو کھونے کے بعد ہم نے آپ کو اور جمیلہ چچی کو بہت ڈھونڈا مگر آپ کا کوئی پتہ نہیں ملا۔ کیوں ہی رہائی اتنے سال آپ لوگ ہم سب سے دور رہے۔'' وہ حسن آفریدی کے گلے سے الگ ہوا تھا اس کا چہرہ رونے کی وجہ سے پورا بھیگا ہوا تھا۔ حسن

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

آفریدی خاموش رہا۔صرف اس میں اپنا آپ دیکھنے لگا وہ چہرہ جسے اس نے کھو دیا تھا۔

''پلیز ہنی بھائی اب تو بولیے کچھ۔کیا وجہ تھی جو آپ ہم سے دور رہے؟''

''شہلا پھپھو کی وجہ سے؟''

''شہلا پھپھو کی وجہ سے..... کیا مطلب ہنی بھائی، شہلا پھپھو تو کھائی میں گر کے مر گئی تھیں نا۔ہاں مگران کی لاش ہم نے بہت ڈھونڈی وہ نہیں ملی۔''

''نہیں..... شہلا پھپھو زندہ تھیں۔''

''زندہ تھیں؟'' حنین آفریدی کو ایسا لگا جیسے اس بلڈنگ کی پوری چھت اس پر آ گری ہو۔

''زندہ تھیں تو اب تک کہاں تھیں؟''

''میرے پاس۔''

اور پھر حسن آفریدی نے حنین آفریدی کو اپنے گزرے واقعات، ریحان شیخ، وانیہ اپنے بارے سب بتا دیا تھا۔وہ سب بھی جو اس نے ارشد سے چھپایا تھا۔

کتنی ہی دیر تک حنین آفریدی سناٹے میں بیٹھا رہا تھا اس کی بلوریں آنکھیں جیسے پتھرا گئی ہوں۔زبان تالو سے جا چپکی ہو جیسے کبھی نہ بولنے کی قسم کھائی ہو۔

''کیا ہوا، چپ کیوں ہو گئے؟'' حسن آفریدی نے جامد و ساکت سے حنین آفریدی کو دیکھا تھا۔حنین آفریدی نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔اس کے چہرے پر زمانے بھر کا دکھ تھا۔کرب و اذیت تھی اور کچھ کھونے کا غم بھی۔حنین آفریدی کی جامد و ساکت وجود میں حرکت پیدا ہوئی وہ تڑپتا ہوا اٹھا اور حسن آفریدی کے قدموں میں آ بیٹھا تھا۔

''اتنا پہاڑ اپنے دل پر خود پر اٹھائے ہوئے تھے تو کیوں مجھے نہیں بتایا میں تو آپ کا رازداں تھا آپ کا پرتو آپ کی جان تھا۔پھر مجھ سے کیوں دور رہے آپ؟''

''کیا کرتا شہلا پھپھو کو بھی تو بچانا تھا۔ہر علاج کرایا، ہر ملک، شہر، گاؤں سب جگہ لے کر گیا مگران کا سکتہ نہیں ٹوٹا اور ٹوٹا بھی تو جب..... جب بہت دیر ہو گئی تھی۔''

''شہلا پھپھو، ولید چاچو کے جانے کے بعد بہت بدلاؤ آ گیا تھا ہمارے خاندان میں۔وہ پہلے جیسی پست سوچ وہ پرانے ریت رسم و رواج سب کو بی جان نے کسی گہری قبر میں دفنا دیا تھا مگر وہ نیلہ چچی اور آپ کو آج بھی بہت یاد کرتی ہیں اور چھپ چھپ کے روتی ہیں۔''

''ہاں وہ ہمیں چاہتی بھی تو بہت تھیں۔'' اس کی بلوریں آنکھوں میں بی جان کا پاکیزہ چہرہ گھوم گیا تھا۔

''اب آپ نے آگے کیا سوچا ہے؟''

''بس یہی کہ وانیہ کو منا کر یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لندن شفٹ ہو جاؤں گا۔''

''اور ہم لوگ میں..... میرے بارے میں نہیں سوچا کہ اب آپ ہمیں مل گئے ہیں تو ہمارا کیا ہو گا۔''

حنین آفریدی نے بے تابی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

''نہیں..... مگر ہاں تمہیں فون کرتا رہوں گا۔مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں شہلا پھپھو کا یہ راز اپنے دل تک ہی چھپا کے رکھوں گا۔انہیں سب کے سامنے لا کر ان کی روح کو شرمندہ نہیں کروں گا۔جب تک زندہ تھیں۔تکلیف میں تھیں بہت مگران کے جانے کے بعد میں تم لوگوں سے مل کر کیا جواز پیش کرتا کیا بتاؤں کہ ممی مجھے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کہاں لے گئیں بابا کے مرنے پر گاؤں کیوں نہیں آئے۔ ایسے بہت سے سوالات جن کا جواب شہلا پھپھو سے شروع ہو کر شہلا پھپھو پر ہی ختم ہوتے ہیں۔''

''تو پھر یہ سب آپ نے مجھے کیوں بتایا؟'' اس نے حیرت بھری نظروں سے سوال کیا۔

''کیوں کہ میں ہی نہیں شہری پھپھو بھی تمہیں بہت چاہتی تھیں۔'' حسن آفریدی نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی تھی۔

''تو پھر آپ بھی سن لیں یہ راز اگر آپ نے مجھے دیا ہے تو اس کی حفاظت میں اپنی آخری سانس تک کروں گا۔ شہلا پھپھو مجھے بھی اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہیں۔''

''ویری گڈ، مجھے تم سے یہی امید ہے۔''

''اچھا چلیں یہ سب ایک طرف اب یہ بتائیے کہ ہمارے بھابی کہاں ہیں؟'' حنین آفریدی نے اپنا چہرہ صاف کیا اور اس کے برابر میں آ بیٹھا۔

''یہیں ہے۔''

''یہاں پر مگر کون؟ میں تو یہاں سب سے مل چکا ہوں۔ ژالے آپی، حرا بھابی، ثمرن آپی اور مقسوم بھابی کو بھی جانتا ہوں۔''

''ایک منٹ..... یہ حرا تمہاری بھابی کیسے.....؟''

''سنجوق بھی کے حوالے سے۔''

''سنجوق کے لیے حرا کو پسند کیا ہے بی جان نے؟'' اسے حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی بہت ہوئی تھی۔

''جی اور بہت جلد شادی کی ڈیٹ بھی فکس ہو جائے گی۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ زرمیل کی فیملی واقعی بہت اچھی ہے۔'' اس نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔

''ہنی بھائی! یہ تو بتائیے کہ واقعیہ بھابی کہاں ہیں یہاں؟''

''عارفین کی کزن ہے۔''

''عارفین بھائی کی کزن، اچھا میں ابھی مل کر آتا ہوں۔'' وہ اٹھنے لگا تھا۔

''آں..... آں..... ابھی نہیں۔'' حسن آفریدی نے اس کا ہاتھ پکڑ کے واپس بٹھا دیا تھا۔

''بہت سال بعد ملے ہو دل بھر کے دیکھنے تو دو، سب کے بارے میں بتاؤ سب کیسے ہیں۔ صمد تایا، بابا، زوبار یتائی اور بی جان کیسی ہیں؟''

''سب بہت اچھے ہیں بس تھوڑا مجھ سے ناراض ہیں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے سر کھجایا تھا۔

''ناراض ہیں تم سے مگر وہ کیوں؟ یہ تو میں جانتا ہوں کہ تم بچپن سے ہی بہت شرارتی ہو اور شرارت کر کے ہمیشہ میرے پاس آ کر چھپ جایا کرتے تھے اس بار کیا کر دیا؟''

''لاروش کی وجہ سے سب مجھ سے ناراض ہیں۔''

''یہ..... لاروش کون ہے؟''

''مائی وائف۔''

''وائف.....! یار کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہو۔ صحیح صحیح بتاؤ نا تم نے شادی اتنی جلدی کیسے کر لی؟''

''بس مت پوچھیے یہ سب بھی بی جان کا کمال ہے انہوں نے مجھے کوسہ بھیجا تھا۔''

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section http://readingsection.com

www.Paksociety.Com

''تو اس کا مطلب ہے سب پہلے دن سے ہی جانتے تھے کہ لاروش تمہارے نکاح میں ہے۔''

''جی! میں ہی بے وقوف بنا ہوا تھا۔''

''اور سمعیہ زیدی......؟''

''بی جان کے چھتر کھانے کے بعد اس نے مجھ سے تعلق توڑ لیا تھا مگر لاروش کے گھر سے جانے کے بعد میں نے ریلائز کیا کہ مجھے اس کی کتنی ضرورت ہے۔'' حسن آفریدی کے سامنے اس نے اپنی محبت کا اقرار کر لیا تھا۔

''چلو دیر آئے درست آئے۔ مگر اب مسئلہ اور فکر کی بات یہ ہے کہ لاروش اس وقت کہاں ہو گی اور کیسے ڈھونڈیں اسے۔''

''یہ تو میں سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہوں۔ خدانخواستہ وہ اگر غلط ہاتھوں میں چلی گئی...... اللہ نہ کرے۔'' خود ہی بول کر خود ہی نے اپنے آپ کو سرزنش کی تھی۔

''ہنی بھائی دعا کریں لاروش مل جائے۔''

''انشاء اللہ۔'' حسن آفریدی نے نرم نگاہوں سے اپنے چھوٹے چہیتے بھائی کو دیکھا۔ اتنے میں حسن آفریدی کا فون بجنے لگا جس کی اسکرین پر ارشد کالنگ لکھا آرہا تھا۔

''ارشد کا فون......!'' وہ منہ ہی منہ میں بولا تھا۔

''کون ہے؟'' حنین آفریدی نے پوچھا۔

''ارشد ہے میں ذرا پوچھ کے آتا ہوں۔'' وہ کھڑا ہو گیا۔

''آپ جائیے میں اوپر وانیہ بھابی سے مل کر آتا ہوں۔''

''اوکے۔'' وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔

''ہنی بھائی!'' حنین آفریدی نے پکارا۔

''ہاں بولو۔'' حسن آفریدی نے پلٹ کر دیکھا۔

''آئی لو یو۔'' وہ ایک بار پھر حسن آفریدی سے لگا تھا۔

''لو یو ٹو۔'' اس نے حنین آفریدی کے سنورے بال بگاڑے تھے۔

حنین آفریدی اوپر آ گیا تھا۔ رابعہ اپنے کمرے میں تھیں۔ عارفین کھانا کھا کے سو گیا تھا کچن میں وانیہ، معصوم اور لاروش اغولان تھیں۔ وانیہ اور معصوم کی فرمائش پر لاروش اغولان شام کی چائے کے ساتھ فنگر چپس اور بروسٹ بنا رہی تھی۔ جس میں وہ دونوں بھی اس کی مدد کر رہی تھیں۔ مصالحہ میرینٹ ہو گیا تھا۔

''میں چولہا جلاتی ہوں وانیہ تم سارے آلو دھو کر چھلنی میں نکال کر میدہ کی کوٹ لگا دو۔'' یہ آواز تو بہت جانی پہچانی تھی۔ دماغ پر تھوڑا زور ڈالنے کے بعد اس کو ایک جھٹکا ہی تو لگا تھا۔ وہ آواز کے تعاقب میں چلتا ہوا آیا اور جو سوچ رہا تھا وہی حقیقت تھی۔

لاروش اغولان نے برنر آن کرنے کے لیے ماچس جلایا تھا۔ ماچس جلاتے ہی اس کی نظر سامنے اٹھی تو سناٹے میں رہ گئی۔ وہ یونہی سناٹے میں رہتی اگر ماچس کی تیلی بجھ کر اس کی دو انگلیوں کو جلا نہ دیتی۔

''سی......''

سی کر کے اس نے تیلی پھینکی اور اپنی دونوں انگلیوں کو جھٹکنے لگی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

''کیا ہوا لاروش؟ کیسے جلا لیا دھیان رکھو۔'' مقسوم نے دیکھ لیا تھا اس کی دو انگلیاں جل گئی تھیں وہ جلدی سے آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کے چیک کرنے لگی۔ وانیہ نے بھی نل بند کیا اور فنگر چپس کے آلو کی چھلنی سائیڈ پر رکھے اس کے پاس چلی آئی۔

''تم ہٹو میں کر لیتی ہوں۔'' وانیہ نے کچن میں رکھی چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل سے ایک چیئر گھسیٹی اور اس پر لاروش اغولان کو بٹھا دیا۔ اس دوران مقسوم کی نظر ساکت وجامد حنین آفریدی پر پڑ چکی تھی۔

''جی فرمائیے آپ کون؟'' وانیہ نے اس نئے چہرے کو دیکھا مگر اس کی بلوریں آنکھیں اسے آفریدی کی یاد دلا گئیں۔ مگر ہاں لاروش اغولان نے ضرور چہرے کا رخ گھما لیا تھا۔ اس طرح کہ حنین آفریدی کو اس کا سائیڈ کا صرف آدھا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

حنین آفریدی بغیر کچھ کہے کسی کی طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا تھا۔

''پتا نہیں کون ہے؟'' مقسوم نے کندھے اچکائے تھے۔

''کہیں اسفند چاچو کی کوئی چال تو نہیں۔'' وہ سوچتی ہوئی تیزی سے کچن سے نکلی تھی۔ ادھر ادھر دیکھا نیچے جھانکا تو وہ لڑکا تیزی سے باہر جانے والے دروازے کی طرف جا رہا تھا۔

''کون ہو سکتا ہے؟'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی عارفین کے بیڈروم میں آئی تھی۔ سوچ یہی تھی کہ ان گھٹیا لوگوں نے عارفین کو پھر سے نقصان پہنچانے کے لیے تو کہیں کسی کو نہیں بھیجا۔

☆......☆

صبح لاروش اغولان کی آنکھ نہ کھلتی اگر کچھ محسوس نہ ہوتا۔ کسی کی آہٹ نہ ہوتی۔ حنین آفریدی کو جب سے اس گھر میں دیکھا تھا سوچ سوچ کر دماغ تھکنے لگا تھا کہ آخر وہ یہاں کر کیا رہا ہے۔ کیا رشتہ ہے اس کا اس گھر کے لوگوں سے کیونکہ اتنے دن ہو گئے تھے اسے یہاں کوئی ایسے ہی ایرا غیرا یہاں دندنا نہیں سکتا۔ باہر مین گیٹ پر پوری انفارمیشن کی جاتی ہے۔ جب جا کر وہ اس گھر میں داخل ہوتا ہے پھر حنین آفریدی یہاں کیا کر رہا ہے۔ یہی سوچ سوچ کر پریشان ہوتی چلی گئی مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آیا۔ رات دیر سے سونے کی وجہ سے وہ صبح فجر میں نہیں اٹھی تھی۔ مگر جب آنکھ کھلی اور جس کو پوری رات سوچتے سوچتے گزار دی وہی چہرہ اس کے بالکل پاس اس کے قریب تھا۔ حنین آفریدی بیڈ پر بالکل لاروش اغولان کے برابر میں لیٹا تھا۔ جو اس کے بالوں کی لٹوں کو تو کبھی اس کے چہرے کے نقوش پر اپنی انگلیوں کی پوروں سے لمس چھوڑ رہا تھا۔ لاروش اغولان کا شعور یکدم سے بیدار ہوا تھا۔ اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ ان ہرنی آنکھوں میں کچی نیند کا خمار ابھی بھی ہلکورے لے رہا تھا۔ وہ حنین آفریدی سے یوں جھٹکے میں پیچھے ہو کر بیڈ سے نیچے اتر کر دور جا کھڑی ہوئی تھی جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔

''آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ آپ کو شرم نہیں آتی اس طرح کسی کے بیڈروم میں داخل ہو کر کسی کے بیڈ پر لیٹنا؟''

حنین آفریدی کے ہونٹوں پر شریری مسکراہٹ کھیلنے لگی تھی۔ وہ بغور اس کو تکتا چلا گیا تھا۔ اس نے کبھی لاروش اغولان کو بغیر دوپٹے کے نہیں دیکھا تھا بڑی سی چادر میں ہی خود کو چھپائے دیکھا تھا۔ نہ ہی کبھی اس کا چہرہ دیکھا تھا یا شاید کبھی اس کو اس انداز سے نہیں دیکھا۔ میدے کی طرح سفید رنگت، کھڑے سے نقوش، بڑی بڑی ہرنی آنکھیں جن میں کچی نیند کا خمار تھا۔ نازک سا سراپا، لمبے گھنے بال جو اس وقت

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

پورے کھلے ہوئے تھے۔ بلاشبہ وہ مکمل حسن کا پیکر تھی۔ پریوں کی ملکہ اسے سمعیہ زیدی کی بات یاد آگئی تھی۔

''تم نے کبھی لاروش کو غور سے نہیں دیکھا۔ اس سے بات کیوں نہیں کرتے۔ وہ تمہارے گھر میں کیوں رہ رہی ہے۔ وہ جاتی کیوں نہیں۔'' ایسے بہت سے جملے سمعیہ زیدی کے جو اس کے کانوں میں گردش کرنے لگے تھے۔ حنین آفریدی مسکراتا ہوا بیڈ سے نیچے اترا تھا۔

''مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اس قدر حسین ہو۔ میرے سوچنے کا اور دیکھنے کا انداز بدلا۔ آنکھوں سے دھند چھٹی تو تمہارا چہرہ واضح ہوا اور تمہاری دوری نے تو مجھے تم سے مزید قریب کر دیا ہے اور رہی کہ کسی کے بیڈ روم میں بغیر اجازت کے داخل ہونا اور کسی کے بیڈ پر لیٹنا تو میری جان تم کسی نہیں میری منکوحہ ہو، جس کے ساتھ کچھ بھی کرنے کی مجھے شرع اور قانون نے اجازت دے رکھی ہے۔'' حنین آفریدی نے قریب آکر اس کی نازک سی مرمریں کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے قریب تر کر لیا کہ وہ نازک سی ٹہنی کی طرح اس کے وجود کا حصہ بنی تھی۔

''چھوڑیے مجھے اور یہاں سے چلے جائیں مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔'' اس نے خود کو چھڑانے کی بہت مزاحمت کی مگر حنین آفریدی کی گرفت کا حصار بہت مضبوط تھا۔

''چھوڑنا ہی ہوتا تو بہت پہلے چھوڑ چکا ہوتا۔ وہ تو میری قسمت اچھی ہے بی جان کی دعائیں ہیں جو تم مل گئی ہو۔ اب بہت ڈھیر اڈال لیا یہاں گھر چلو میں تمہیں یہاں سے گھر لے کر جاؤں گا۔''

''ہونہہ..... کس رشتے سے.....؟'' وہ پوری جان سے حنین آفریدی کا بازو اپنی مرمریں کمر سے ہٹا رہی تھی۔

''ارے ابھی تو بتایا ہے کہ تم میری منکوحہ ہو۔'' اس نے مزید لاروش اغولان کو خود سے نزدیک کیا تھا کہ اس کے چہرے پر حنین آفریدی کی گرم گرم سانسیں اس کا چہرہ جھلسا رہی تھیں۔

''منکوحہ..... یہ کیا آپ بار بار منکوحہ منکوحہ کی گردان کر رہے ہیں؟'' بالآخر لاروش اغولان کامیاب ہو گئی تھی حنین آفریدی کی گرفت سے آزاد ہونے میں۔

''وہی منکوحہ جسے آپ اپنے سب دوستوں کے سامنے لے کر لے آئے تھے وہی منکوحہ جس پر آپ ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ وہی منکوحہ جس کے منہ پر آپ کی گرل فرینڈ نے سب کے سامنے زور سے تھپڑ مارا تھا اور وہی منکوحہ جس کے لیے آپ اپنے دوست کا رشتہ لے کر آگئے؟ مسٹر حنین آفریدی آپ سے تو لاکھ درجے بہتر ببرک شاہ ہے بھلے ہی وہ مجھے کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں مجھ سے بدتمیزی کرتے ہوں رنگ کرتے ہوں ان کی بہت سی گرل فرینڈز ہوں جس سے ان کا افیئر ہے مگر جو بھی ہے جیسا بھی ہے کبھی اپنے دوستوں کے سامنے آنا میرا ان کو پسند نہیں تھا۔ میں جانتی تھی وہ مجھ سے شادی کر کے میری لاکھوں کی پراپرٹی میری زمینوں کو اپنے نام کرانا چاہتا تھا مگر اب سوچتی ہوں وہ صحیح تھا چاہے مجھے محبت و چاہت نہ دیتا، عزت نہ کرتا میری مگر چار دیواری میں تو چھپا کے رکھتا۔ آپ کی طرح اپنے دوستوں کے سامنے میرا مذاق تو نہیں بناتا۔ آپ نے تو مجھے دربدر کر دیا ہے۔''

لاروش اغولان کا سانس پھول گیا تھا۔ یہ سب کہتے کہتے۔ ہرنی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی تھی۔ حنین آفریدی نا صرف اسے بغور تک رہا تھا بلکہ اسے آج پہلی بار اتنا بولتا ہوا سن بھی رہا تھا۔ اس کا غصہ بھی کرنا دیکھا تھا۔ اور اگر وہ یہ سب کر رہی تھی تو سب جائز تھا، وہ حق پر تھی۔ لاروش اغولان کی باتوں نے اسے بہت شرمندہ کیا تھا مگر وہ اسے منا کر یہاں سے لے جانا چاہتا تھا اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ اسے چاہنے بھی لگا تھا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

''اگر میں کہوں کہ میں تم سے معافی کا طلب گار ہوں تو۔''

''تو بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیوں کہ میں آپ کو معاف کرنے والی نہیں ہوں۔'' اس نے حنین آفریدی کی طرف سے رخ ہی پھیر لیا تھا۔ حنین آفریدی پھر اس کے پاس بڑھا اور اس کی نازک سی کلائی تھام کر اپنی سمت کھینچا تھا اسے۔

''میں تو تمہیں بہت سیدھا اور معصوم سمجھتا تھا۔ تم بہت ہی کھٹور اور ظالم نکلی ہو بھئی۔''

''یہ کیا بے ہودگی ہے آپ بار بار مجھے اس طرح بیچ کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی کوئی گرل فرینڈ سمعیہ زیدی نہیں ہوں میں لاروش اغولان ہوں۔''

''آں..... آں لاروش اغولان نہیں..... لاروش حنین۔'' حنین آفریدی نے بڑی بے دردی سے اس کے گلاب کے پنکھڑی جیسے نرم ہونٹوں پر انگلی پھیری تھی۔

لاروش اغولان کے دماغ پر لگی تھی ایک تو بار بار اس کا یوں کھینچ کے خود سے لگانا پھر اس کا یہ جملہ۔

''اچھا تو آپ کو یاد ہے کہ میں لاروش حنین ہوں!'' وہ طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔

''تو تمہیں لاروش حنین کے یقین کے لیے کیا ثبوت چاہیے اگر یہ کہ ہمارا کوئی بے بی، بابا وغیرہ ہو جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' حنین آفریدی نے نہایت دھیمے سے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی کہ وہ شرم وحیا کے مارے پوری پسینے میں شرابور ہوگئی۔ چہرے کی رنگت سرخ پڑ گئی تھی۔ حنین آفریدی نے بہت دلکشی سے اس کا شرمانا گھبرانا دیکھا تھا۔

''تم لڑکیاں بھی نہ اتنا بولتی ہولڑتی ہوا پنے شوہروں سے مگر ذرا سا کوئی بے باک سا جملہ بول دو زبان پر چپی لگ جاتی ہے۔'' اس نے لاروش اغولان کے کھلے ریشمی بالوں کی آگے کی لچھ لٹوں کو چھیڑا تھا۔

''حنین چھوڑیے مجھے۔'' پلکوں کی باڑ کو رخسار پر گرائے وہ ہولے سے بولی تھی۔ حنین آفریدی نے اس کو اپنی گرفت کے حصار سے آزاد کر دیا تھا۔

''حنین آفریدی کی بہت سی گرل فرینڈز تھیں مگر حنین آفریدی کی زندگی کا جو سکون و قرار لوٹ کر لی گئی وہ صرف اور صرف ایک ہی ہے جو تم ہو۔''

''اور سمعیہ زیدی.....!'' نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ہونٹوں پر شکوہ آ گیا تھا جس پر وہ ہولے سے ہنس دیا تھا۔

''اس کا پک اپ تو اسی دن ہو گیا تھا۔'' وہ روح فسوں منظر اس کی ہرنی آنکھوں میں ایک بار پھر کسی قلم کی طرح گھومنے لگا تھا جب عماد نے اس کا دوپٹہ کھینچ کے اس کو سب کے سامنے برہنہ کر دیا تھا۔ وہ قیامت کا منظر تھا۔ جان نکال لینے والا منظر۔ یکدم سے اس کے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر گئے تھے۔ ان ہرنی آنکھوں میں ایک دکھ کا سمندر سا بھرنے لگا تھا۔ حنین آفریدی سمجھ گیا تھا۔ اس کی سوچ کو، وہ آگے بڑھا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا تھا۔

''آپ نے مجھے وہ دکھ دیا ہے جو میں زندگی بھر نہیں بھول سکتی۔'' ان ہرنی آنکھوں میں آنسوؤں نے حنین آفریدی کا دل خون خون کر دیا تھا۔ اس نے بے ساختہ ہی اس کو خود میں سمو لیا تھا۔

(جاری ہے)

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

افسانہ

وطن کی مٹی گواہ رہنا

''دادا جان! پتا ہے آج میں نے آپ کو بہت مس کیا۔'' وہ موسیٰ حیدر کی تصویر ہاتھ میں تھامے بازو پھیلا کر اپنی یاد کا پیمانہ جانچنے کی غرض سے بولا تھا۔ ننھی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہتے آنسو اس کے نرم

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

وہ نازک گلابی گالوں کو تر کر رہے تھے۔

''کاش آپ میرے ساتھ ہوتے پھر میں بھی آپ کی انگلی پکڑ کر روز اسکول جاتا۔ بالکل ویسے جیسے اسد اور میکال اپنے دادا جان کے ساتھ اسکول آتے ہیں۔'' دو ننھے موتی اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر بکھرے اور ایک بار پھر اس کے شفاف گالوں پر پھیلتے چلے گئے۔

''پارس بیٹا! یہاں آؤ دادو کے پاس۔'' شانزے بیگم کب سے اپنے اکلوتے پوتے کو دیکھ رہی تھیں جو موسیٰ کی تصویر دل سے لگائے خود کلامی کرتا ہوا آنسو بہا رہا تھا۔

''جی دادو جان!'' ننھا پارس ہچکیاں لیتا دادو کی گود میں آن بیٹھا۔ موسیٰ کی تصویر اب بھی اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا دادو کا بہادر بیٹا رو کیوں رہا ہے۔'' شانزے بیگم وارفتگی سے ننھے کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

''پیاری دادو جان! آپ کو پتا ہے آج

READING.C
http://readingc
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ہمارے اسکول میں گرینڈ فادرز ڈے سیلیبریٹ کیا جارہا تھا۔ سوائے میرے سبھی فیلوز اپنے اپنے گرینڈ فادرز کے ساتھ میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔

''دادو! آج مجھے دادا جان ٹوٹ کر یاد آئے۔ کاش وہ بھی زندہ ہوتے ہمارے درمیان ہوتے تو میں بھی ان کی انگلی تھام کر اسکول جاتا۔ ان کے ساتھ کھیلتا۔ آئس کریم کھاتا اور واپسی پر ان کی گود میں بیٹھ کر ہوم ورک کمپلیٹ کرتا۔'' ننھا پارس، موسیٰ کی تصویر دیکھتے ہوئے اپنی معصومیت میں بولتا چلا گیا۔

''بیٹا! آپ کو کس نے کہا آپ کے دادو جان زندہ نہیں ہیں۔ وہ تو زندہ رہیں گے ہمیشہ تا قیامت۔'' شانزے بیگم کے لہجے میں موسیٰ کے لیے فخر ہی فخر تھا۔

''سچ دادو! دادا جان زندہ ہیں؟'' وہ ساری اداسی بھول کر پل بھر میں ایکسائیٹڈ ہوا تھا۔

''ہاں میری جان وہ زندہ ہیں۔''

''پھر وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہتے؟ دادا جان کا گھر کدھر ہے؟''

اگلے ہی لمحے ایکسائٹمنٹ اداسی میں بدلی تھی۔

''ان کا گھر اللہ پاک کے ہاں ہے۔ وہ جنت میں رہتے ہیں۔''

''جنت!'' وہ رخ پلٹ کر شانزے بیگم کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''جنت پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ وہ لوگ جو نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہوتے ہیں۔ اللہ انہیں بدلے میں انعام کے طور پر جنت بخش دیتے ہیں۔'' وہ شفقت سے پارس کے نرم سنہری بال سہلاتے ہوئے سمجھا رہی تھیں۔

''دادو! جنت پانے کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے؟''

''جنت پانے کے لیے آزمائشوں کا سفر تہہ کرنا پڑتا ہے میرے بچے۔ میرا رب ہے نا اپنے ہر بندے کو جنت پانے کا سنہری موقع عطا کرتا ہے۔ وہ تو خود اپنے پیاروں کو صراط مستقیم کی طرف پکارتا ہے۔ تاکہ اس کا کوئی بھی بندہ اس کی بنائی گئی جنت سے محروم نہ رہنے پائے۔ جس طرح دنیا کی ہر بھلی شے کو پانے کے لیے ہمیں کوئی نہ کوئی قیمت چکانا پڑتی ہے بالکل اسی طرح جنت کو پانے کی بھی ایک قیمت طے ہے۔ قدم قدم پر شیطان ٹھوکر دینے چلا آتا ہے۔ ذہن و دل میں عجیب عجیب وسوسے جنم لینے لگتے ہیں۔ طرح طرح کی خواہشیں بھڑکنے لگتی ہیں۔ آزمائشیں پہاڑ بن کر سامنے کھڑی ہوتی ہیں۔ مشکلات کا سلسلہ وسیع ہوتے لگتا ہے انسان کی اپنی ہمت دم توڑتی محسوس ہوتی ہے۔ ایسے میں اللہ پر توکل ہی انسان کو اس قابل بناتا ہے اتنی ہمت بخشتا ہے کہ وہ جنت تک پہنچنے کے سبھی مراحل آسانی سے طے کرلیتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ سبھی بندے کو گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ میرے سوہنے رب کی تو اپنی ہی چاہ ہے کہ اس کا ہر بندہ اس کے بتائے گئے راستے پر چل کے ہمیشہ کے لیے سرخرو رہے۔ بھلے وہ دنیا ہو یا آخرت۔''

شانزے بیگم کا ذہن ایک بار پھر ماضی کے اوراق پلٹتا چلا گیا۔ وہ لمحہ بھر سانس لینے کو رکی تھیں پر پارس کی نگاہوں میں چھپی الجھن کو محسوس کرتے ہوئے ایک بار پھر گفتگو کا سلسلہ جوڑنے لگیں۔

''یہ باتیں جو میں آپ سے کہہ رہی ہوں تھوڑی پیچیدہ ضرور ہیں مگر میرے بچے یہی حقیقت ہے۔ ہوسکتا ہے آج آپ کو یہ سب سمجھ میں نہ آئے پر ان سب باتوں کو ذہن میں رکھنا وقت یہ سبھی الجھی ہوئی پہیلیاں خود بخود تم پر عیاں کردے گا۔''

''دادو! کیا ایسا نہیں ہوسکتا دادا جان بھی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہمارے ساتھ رہیں۔'' وہ ساری باتیں ذہن کے کسی گہرے گڑھے میں قید کرنے کے بعد ایک بار پھر سوالات کا سلسلہ جوڑنے لگا۔

''بیٹا! دادا جان تو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ آپ کے بے حد پاس آپ کے دل میں آپ نیک اعمال کریں گے تو انہیں ہمیشہ اپنے ساتھ پاؤ گے۔ ایک بات یاد رکھنا بیٹا جس وطن میں تم رہ رہے ہو اس وطن کے بہت سارے احسانات ہیں ہم پر، خواہ وقت کتنا ہی مشکل امتحان کیوں نہ لے، خواہ حالات کیسے ہی مایوس کن ہوں ہمیں وطن کا پاس رکھتے ہوئے اس مٹی کا قرض چکانا ہے۔ اس مٹی میں تمہارے دادا اور تایا کا خون شامل ہے۔ ہمیں ان کے خون کی لاج رکھنی ہے میرے بچے۔ تم سمجھ رہے ہو ناں؟'' انہوں نے محبت پاش نگاہوں سے پارس کو دیکھا جو نیند کی وادی میں اترنے کو بے قرار تھا اور پھر شگفتگی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

☆.....☆

زندگی کا پہیہ جس رفتار سے گھوما تھا۔ بالکل اسی رفتار سے وقت کے پنچھی نے بھی اڑان بھری تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بیس سال گزر گئے ان بیس سالوں میں بہت کچھ بدلا تھا۔ پر ملکی حالات ہنوز وہیں کے وہیں تھے۔

''السلام علیکم امی جان! اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟'' ڈاکٹر حیا اپنا اوور آل کرسی کی پشت پر جماتے ہوئے ان کے پاس بیڈ پر آبیٹھیں۔

''وعلیکم السلام بیٹا! اللہ کا بڑا کرم ہے تم کب لوٹیں پشاور سے۔ بیٹا آنے سے پہلے فون کر دیتیں، میں کم سے کم ڈرائیور ہی بھیجوا دیتی۔'' شانزے بیگم اپنی اکلوتی بہو کو گلے سے لگاتے ہوئے حال احوال پوچھنے لگیں۔

''بس امی جان! میں نے سوچا کیوں ناں آپ سب کو جا کر سرپرائز دیا جائے۔ صبح لوٹی تھی۔ آپ کے کمرے میں آئی تو دیکھا آپ سو رہی ہیں۔ اس لیے بنا بتائے ہیڈ کوارٹر چلی گئی۔ میرے ٹرانسفر آرڈر تو آگئے ہیں۔ پر ڈاکومنٹس میں کچھ مسئلہ بن رہا تھا۔ بس وہی سلجھا رہی تھی۔ ابھی واپس لوٹی ہوں تو سیدھا اپنی پیاری امی جان کے پاس چلی آئی۔'' وہ ان کے گلے کے گرد بازو حائل کرتی ہوئی شائستگی سے بولیں تھیں۔

26 سال ہونے کو آئے تھے پر ان دونوں خواتین کے بیچ کبھی روایتی ساس بہو والا منظر دیکھنے کو نہیں آیا تھا۔

''یہ میجر صاحب کہاں ہیں امی! صبح سے نظر نہیں آرہے۔'' وہ اپنے اردگرد میجر حماد موجود نہ پاتے ہوئے استفسار سے بولی تھیں۔

''بیٹا! وہ کسی ارجنٹ میٹنگ کے سلسلے میں آج صبح ہی اسلام آباد گیا ہے۔ کہہ رہا تھا کل صبح تک لوٹ آئے گا۔ خیر تم سناؤ پشاور شہر کے حالات کیسے ہیں؟''

''اماں! پشاور کے حالات اب بھی ویسے ہیں جیسے پچھلے کئی سالوں سے چلے آرہے ہیں۔ پشاور شہر کے دلیر جوانوں کو داد دینے کو جی چاہتا ہے جو کفن سر پر باندھے ہر خوف دل سے نکال کر ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لیے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ ہر بار ایک نئے جذبے ایک نئی امنگ کے ساتھ دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں ملانے کے لیے مسکراہٹ لبوں پر سجائے میدان میں اتر کھڑے ہوتے ہیں۔ میں ان عظیم ماؤں کا حوصلہ دیکھتی ہوں تو دنگ رہ جاتی ہوں۔ جو آئے روز اپنے جگر کے ٹکڑوں کی قربانی دیتی ہیں۔ دہشت گردوں نے اس پاک سرزمین پر اپنے ناپاک قدم اس قدر مضبوط کر لیے ہیں کہ پاکستانی فورسز ان کے قدم ڈگمگا تو سکتی ہے پر ان کا اس ملک سے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مکمل طور پر صفایا صرف اس صورت میں یقینی بنایا جا سکتا ہے جب دشمن عناصر کے خلاف فلاح کی اس جنگ میں، میں آپ اور پوری عوام بنا کسی امتیاز کے ایک ساتھ کھڑی ہو۔'' ڈاکٹر حیا اداس آنکھوں سے باہر لان میں چہچہاتی ہوئی چڑیوں کی ڈار دیکھتی ہوئی بے اختیار بولتی چلی گئیں۔

''ہاں بیٹا! کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو، بسم اللہ رحم فرمائے، ہمارے حال پر، آمین۔''

''اماں! ہم خود اپنے حالات پر رحم نہیں کریں گے تو اللہ کیسے ہمارے حال پر رحم فرمائے گا۔ ان لوگوں کے حالات کبھی نہیں سدھرا کرتے جو قومیں خود کی اصلاح کرنا نہ جانتی ہوں۔ علم، عقل، سمجھ بوجھ ہونے کے باوجود بھی جن قوموں کو صحیح غلط کا امتیاز نہ رہا ہو وہ قومیں بھلا کیسے سرخرو ہو سکتی ہیں۔ ہم گناہ خود کرتے ہیں اور قصوروار دوسروں کو ٹھہرا دیتے ہیں۔ اپنے عیب سات سات پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں اور دوسروں کی ذرا سی کوتاہی یا چھوٹی سی غلطی ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔ دوسروں کی ذات پر کیچڑ اچھالنا جیسے ہم اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔ اماں ہم انسانوں کو عادت سی ہوتی ہے ہی ہر خدائی نظام اپنے کنٹرول میں لینے کی جب وہ ہمارے عیب چھپا سکتا ہے تو ہم کیوں دوسروں کے عیب بے پردہ کرنے کو ہلکان ہوتے ہیں۔ جس طرح اچھائی ہمیشہ میں سے شروع ہوتی جاتی ہے بالکل اسی طرح برائی بھی ہمیشہ میں کی وجہ سے جنم لیتی ہے ہمارے آدھے سے زیادہ مسائل حل ہو جائیں اگر ہم خود کے گریبان میں جھانکنا شروع کر دیں۔

اماں میں اخبارات پڑھتی ہوں خبریں سنتی ہوں تو دنگ رہ جاتی ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا اصل دہشت گرد کون ہیں؟ اپنے اندر جھانک کر دیکھو تو پتا چلے ہم سے بڑا ظالم کوئی ہے ہی نہیں۔ کون سی ایسی برائی ہے جس کا ذائقہ ہم نے نہ چکھا ہو۔ یہاں عزتیں نیلام ہوتی ہیں۔ عصمتوں کی بولی لگائی جاتی ہے۔ بات بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ سرعام کرپشن کی جاتی ہے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کا خون ہم خود کرتے ہیں۔ جائیداد کے تنازعوں پر تو کبھی رشتوں کے تنازعات پر ماں باپ، بہن بھائی کا قتل تو ہمارے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ خود مختار ملک ہے پر ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والا کوئی نہیں۔ اسلامی نظام رائج ہے پر اس پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی سزا کا اصل حق دار کون ہے؟ وہ لوگ جو ہم میں سے ہیں ہی نہیں یا پھر وہ لوگ جو ہم میں سے ہو کر بھی ہمیں اندر ہی اندر سے کھوکھلا کرنے میں مگن ہیں۔ جب تک ہم اپنے اردگرد لپٹی بے حسی، خودغرضی، بے ایمانی اور انا کی چادر کو اتار کر نہیں پھینک دیتے۔ ہمارے حالات بدلنا مشکل ہی نہیں، ناممکن بھی ہیں۔ چاہے وہ پشاور ہو یا پھر پاکستان کا کوئی بھی خطہ۔'' وہ اب افق کے اس پار ڈوبتے ہوئے سورج کی آخری کرنوں کو الوداعی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ہولے ہولے بول رہی تھیں۔ آنسو ایک تواتر کے ساتھ شانزے بیگم کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ بے شک حب الوطنی کے سارے جذبے اس خاندان پر آکر ختم تھے۔

''بعض دفعہ سچ بہت کڑوا لگنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ ہم حقیقتوں کا سامنا کرنے کے خوف سے آنکھیں ہی نہیں کھولنا چاہتے، پر امی یہی زندگی ہے۔ زندگی میں تلخ حقیقتوں کا سامنا نہ کرنا حقائق سے منہ پھیرے رکھنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اپنی غلطیاں جان کر بھی پردہ ڈالے رکھنا زندگی ہمیں اتنی رعایت قطعاً نہیں دیتی اور حقیقت یہی ہے پاکستان کو نیچا دکھانے کی اگر 20 فیصد سازشیں دشمن عناصر کی ہیں تو 80 فیصد اپنی بربادی کے ذمہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

دار ہم خود ہیں۔'' وہ سانس لینے کو رکی تھیں۔

''بد اعمالی بھی کیے جائیں اور پھر کفارا بھی ادا نہ کیا جائے اس بات کی اجازت تو دنیا کا کوئی قانون، کوئی مذہب نہیں دیتا۔ امی! پھر آپ ہی تو کہتی ہیں پاکستان کا مطلب ہے پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ۔ اس ملک کی بنیاد کلمہ طیبہ پر قائم ہے اور ہم لوگ اس ملک کی جڑوں کو چوری، رشوت، ناحق قتل، کرپشن، جھوٹ اور ایسے کئی نادیدہ اعمال سے کھوکھلا کر رہے ہیں۔ یہ ملک صرف اور صرف پاک لوگوں کے لیے بنا ہے۔ جب تک ہم لوگ گناہ پر گناہ کرتے رہیں گے یہ ملک ایسے ہی ایک کے بعد ایک بڑے عذاب میں گرتا چلا جائے گا۔ جس دن ہم لوگوں نے توبہ کر لی خود کو پاک کر لیا اسی دن ہماری ساری آزمائشیں ختم ہو جائیں گی۔ اسی دن پاکستان ایک بار پھر طاقت ور اسلامی ملک کے طور پر دنیا کے نقشے پر نمودار ہوگا۔'' میجر حماد کی گھمبیر آواز کمرے میں چھائی خاموشی کو توڑ رہی تھی۔

وہ کب وہاں آ نکلے تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا مگر ان کی باتوں نے یہ واضح کر دیا تھا کہ ہر عمل کا مکافاتِ عمل ضرور ہوتا ہے۔

''آپ...... آپ کب لوٹے امی تو کہہ رہی تھیں آپ کل واپس آئیں گے۔ پھر یوں اچانک سب خیریت تو ہے نا؟'' وہ سوچ کے گہرے سمندر سے آزاد ہوتے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر بیٹھیں۔

''ارے بیگم صاحبہ! حوصلہ رکھیں ہم ادھر ہی ہیں کہیں بھاگے تھوڑی جا رہے ہیں، یہ سب باتیں تو بعد میں ہوتی رہیں گی۔ فی الحال میرے پاس آپ دونوں کے لیے دو بریکنگ نیوز ہیں یا پھر یوں کہہ لیں نیوز الرٹ سو اس خبر کو اپنی سماعتوں کی نذر کرنے سے پہلے اپنی اپنی پوزیشن پر اچھی طرح الرٹ ہو جائیں کیوں کہ کل صبح ہمارے صاحب زادے اپنی ڈگری مکمل کر کے وطن واپس لوٹ رہے ہیں۔'' میجر صاحب دونوں خواتین کی اندرونی کیفیت کو انجوائے کرتے ہوئے رک رک کر تفصیل بتانے لگے۔

''یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کتنے بجے کی فلائٹ ہے میرے بچے کی۔'' دونوں خواتین کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا۔

''ارے بھئی اتنی جلدی کا ہے کو ہے تھوڑا صبر کر کے دوسری نیوز تو سن لیں اور دوسری بریکنگ نیوز...... میرا مطلب ہے نیوز الرٹ یہ ہے۔'' میجر صاحب جلد ہی اپنے الفاظ کی تردید کرتے ہوئے بولے۔

''ابھی ابھی ہمارے صاحب زادے کی زبانی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اس شاندار تعلیمی سفر کے دوران اپنے لیے ایک من موہنی سی شریکِ حیات اور ہمارے لیے ایک چاند سی بہو کا بھی بندوبست کر لیا ہے۔'' وہ آہستہ آہستہ انہیں اپنے اور پارس کے درمیان ہونے والی گفتگو بتانے لگے۔

''کیا کہا آپ نے ہم سے مشورہ لیے بغیر کیسے بندوبست ہو گیا ہماری بہو کا۔ جانے کون ہو گی۔ کیسی ہو گی؟'' ایک ساتھ کئی خدشے ان دونوں کے ذہن میں ایک ساتھ ابھرنے لگے۔

''ارے بیگم! تم فکر کیوں کرتی ہو۔ ماشاء اللہ چاند کا ٹکڑا ہے ہماری بہو، ترکی کی کسی انٹیلی جنس کمپنی کے لیے کام کرتی رہی ہے۔ خاصی سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔ دونوں دو سال سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ خاصی انڈراسٹینڈنگ ہے دونوں میں۔ آپ لوگ اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیں۔ انشاء اللہ جو ہوگا ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔'' میجر صاحب سینے پر بازو باندھے ان دونوں خواتین کو اپنی ہونے والی بہو کے بارے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

میں بریف کرنے لگے۔

''بھئی بڑے چھپے رستم نکلے تم دونوں باپ بیٹا، خود ساری پلاننگ کرلی اور ہمیں کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی۔ آنے دو ہمارے پوتے کو کان کھینچ کر خوب خبر لیں گے۔'' شانزے بیگم نے اس تمام گفتگو میں پہلی بار حصہ لیا تھا۔

''ارے بھئی یہ کن باتوں میں الجھا دیا۔ آپ لوگوں نے جاہ پناہ ذرا فرصت نکال کر ایک ڈنگ سی چائے تو بنا دیں۔'' وہ محبت پاش نگاہوں سے اپنی عزیز از جان بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولے تھے۔

''جی جی ابھی لاتی ہوں۔'' ڈاکٹر حیا نئی نویلی دلہن کی مانند بلش کرتی ہوئیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

شام کی چائے ان تینوں نے ایک ساتھ پی اور پھر رات گئے تک وہ لان میں بیٹھے پارس حیدر کی ذات سے جڑے مختلف موضوع کو ڈسکس کرتے رہے۔ پارس کا بچپن، اس کا لڑکپن، جوانی، ہائر اسٹڈی اور پھر آخر میں اپنے اکلوتے لختِ جگر کی شادی کے حوالے سے کچھ سنہری خواب اس رات انہوں نے پارس حیدر کی ذات سے جڑے ماضی، حال اور مستقبل کو اچھی طرح ڈسکس کیا تھا۔

☆.....☆

''السلام علیکم امی جان، صبح بخیر۔'' وہ ناشتے کی پلیٹ سائیڈ ٹیبل پر سجاتے ہوئے خلوص سے بولی تھیں۔

''وعلیکم السلام بیٹا جیتی رہو۔'' شانزے بیگم آیت الکرسی پڑھ کر ڈاکٹر حیا پر پھونکنے لگیں۔

''شکریہ امی جان! دوپہر دو بجے کی لینڈنگ ہے پارس کی حماد اور آپ اسے پک کرنے ایئرپورٹ چلے جایئے گا۔'' وہ چائے بناتے ہوئے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''وہ تو ٹھیک ہے بیٹا! پر تمہیں بھی جانا چاہیے۔ آخر اتنے سالوں کے بعد آرہا ہے پارس وطن واپس۔''

''اماں! چاہتی تو میں بھی یہی تھی اپنے بیٹے کو ریسیو کرنے میں خود جاؤں پر ڈیوٹی کو بھی تو نہیں چھوڑا جاسکتا نا، وہاں اسپتال میں سینکڑوں مریض میری راہ تک رہے ہوں گے۔ کل صبح کی فلائٹ سے مجھے پشاور جانا ہے۔ وہاں اے پی ایس میں کوئی گیٹ ٹوگیدر ہے بچوں کا اور مجھے چیف گیسٹ کے طور پر انوائیٹ کیا گیا ہے۔ آپ تو جانتی ہیں وہاں کی پرنسپل میری بہت اچھی دوست ہیں وہ بار بار انسسٹ کررہی تھیں تو میں نہ نہیں کرپائی میں نے کھانے کے سارے انتظامات مکمل کردیئے ہیں۔ شیف کو بھی آرڈر دے دیا ہے۔ پارس کی فیورٹ ڈشز کا بس آپ وقتاً فوقتاً چیک کرتی رہیے گا۔'' وہ آخری بریڈ پر مکھن لگاتے ہوئے اماں کو اپنی روٹین کے بارے میں سمجھانے لگیں۔

''او کے امی! مجھے دیر ہورہی ہے میں نکلتی ہوں۔ آپ سب انتظامات ایک بار چیک ضرور کرلیجیے گا۔''

''ٹھیک ہے بیٹا! امان اللہ خیر سے جاؤ۔''

وہ اپنا اوور آل اور ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے دروازے تک آئیں پھر اچانک کچھ یاد آنے پر واپس مڑیں۔

''اماں!'' وہ بوجھل دل سے بولی تھیں۔

''پتا نہیں مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے شاید آج کے بعد میں یہاں واپس نہ آپاؤں، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی اور ہی منزل میرا انتظار کررہی ہے جیسے کوئی صدیوں کا خواب پورا ہونے کو ہے۔ نہ لوٹ پائی تو میرے بیٹے سے کہیے گا اس کی ماں اسے ساری دنیا سے زیادہ چاہتی ہے۔ اللہ حافظ۔'' وہ آنکھوں میں آئی نمی کو انگلیوں کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

روں میں جذب کرتی باہر نکل گئیں۔
پارس بچپن ہی سے ابروڈ رہا تھا۔ خصوصی طور لندن۔ وہ واحد شہر تھا جو اسے کافی حد تک ریکٹ کرتا تھا۔ اپنی نیچر کو جانتے ہوئے اس نے نیورسٹی آف لندن میں ایڈمیشن کے لیے اپلائی ردیا۔ اسے اپنی ڈگری مکمل کرنے میں پانچ ال لگے تھے۔ ان پانچ سالوں میں وہ یورپین حول کا اس قدر عادی ہو چکا تھا کہ واپسی کا خیال تے ہی کئی خدشے ایک ساتھ اس کے ذہن و دل دستک دینے لگتے تھے۔ کلاسز کے بعد اس کی ین شامیں لندن کی گلیوں، کلبز اور ریسٹورنٹس یں انجوائے کرتے گزرتی تھیں۔ وہ اپنے ویک ڈز اکثر پیرس تھائی لینڈ اور اسپین میں گزارا کرتا ا۔ پھر سب سے بڑھ کر اس کی متاعِ حیات شمانہ جس کے ساتھ اس کی جذباتی انوالومنٹ چھلے چند سالوں سے اس قدر تھی کہ الگ ہونے کا ال ہی سوہانِ روح لگنے لگا تھا۔ اوپر سے دہشت ردی کے نت نئے واقعات ٹی وی پر دکھا کر میڈیا ے رہی سہی کسر بھی پوری کردی تھی۔ وہ بیزار نہیں ر وطن واپس جانے پر خود کو کمفرٹ ایبل محسوس یں کررہا تھا۔ آخر ضبط کے گھونٹ حلق میں اتار کر ل پر ایک ساتھ کئی پتھر رکھتے ہوئے اس نے شمانہ سے جلد واپس آنے کا وعدہ کیا اور ستان لوٹ آیا۔ وطن واپسی پر جو پہلی ہولناک اس نے سنی تھی وہ تھی اے پی ایس میں دہشت ردوں کا جارحانہ حملہ۔ جسے سننے کے بعد ایک کے لیے اسے اپنے حواس کھوتے اور اپنا دماغ ہوتا محسوس ہوا۔

''آج کی دوسری افسوسناک خبر جو ابھی ابھی س ہمارے نمائندے سے موصول ہوئی ہے، ے پی ایس اسکول کی پرنسپل اور میٹرک کی ائی پارٹی میں مدعو مہمانِ خصوصی ڈاکٹر حیا حماد بھی دہشت گردوں کے اس جارحانہ حملے کا نشانہ بن گئیں۔ یہاں ہم آپ کو ڈاکٹر حیا کے بارے میں بریف کرتے چلیں ڈاکٹر حیا پچھلے بیس برس سے سی ایم ایچ میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی تھیں۔ ڈاکٹر حیا کے شاندار ملٹری ریکارڈ اور بیس سالہ سماجی خدمات کو سراہتے ہوئے حکومتِ پاکستان نے انہیں ملٹری ایوارڈ سے نوازنے کا فیصلہ کیا ہے۔'' ڈاکٹر حیا کی شہادت کی خبر وہ آخری خبر تھی جو اس نے اپنے سن ہوتے دماغ کے ساتھ سنی تھی۔

''تمہاری ماں کہہ کر گئی تھی، وہ تمہیں ساری دنیا سے زیادہ چاہتی ہے۔'' اسے اپنے کان کے قریب دادو کی سرگوشی سنائی دی۔

دھواں ہوتی آنکھوں کے سامنے ایک بار ماں کا دھندلا سا عکس ٹی وی اسکرین پر نمودار ہوا اور پھر شدید کرب کے عالم میں اس نے نگاہیں موندھ لیں۔ وہ اپنے ہوش و حواس کھو چکا تھا۔

☆......☆

گھاؤ کتنے ہی گہرے کیوں نہ ہوں سکون آ ہی جاتا ہے۔ انسانی فطرت ہے۔ اسے اپنوں سے بچھڑنے کا احساس ایک مدت تک ستاتا ہے۔ جلد یا بدیر یہ احساسات سمے کی گرد تلے آکر دبنے لگتے ہیں۔ وقت سکھانے پر آئے تو اس سے بڑا استاد کوئی نہیں ایسا گھاؤ لگاتا ہے کہ بڑوں بڑوں کی عقل ٹھکانے آجاتی ہے۔ وقت سہنے پر آئے تو اس سے بڑا مسیحا بھی کوئی نہیں ایسا مرہم رکھتا ہے کہ بڑے سے بڑا گھاؤ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مندمل ہونے لگتا ہے۔ اسے سنبھلنے اور نروس بریک ڈاؤن سے باہر نکلنے میں تقریباً تین مہینے لگے تھے۔ ہوش میں آتے ہی جو پہلا فیصلہ اس نے کیا تھا وہ تھا لندن واپسی کا۔

''بابا میں اس ماحول میں نہیں رہ سکتا۔ جہاں

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

UHU®

stic

glue stick

The exclusive screw cap prevents the glue from drying.

READING C
http://readingco

UHU The World of Adhesives

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میری زندگی کی کوئی سیکورٹی نہ ہو۔" اس نے جھجکتے ہوئے ایکسکیوز پیش کیا تھا۔

"لندن آپ کو جینے کی کیا سیکورٹی دیتا ہے؟ بیٹے زندگی تو اللہ کی امانت ہے جب چاہے جیسے چاہے واپس لے لے۔ آخر ایک نہ ایک دن سبھی کو اسی کے پاس تو لوٹ کر جانا ہے۔ پھر کیوں ناں جانے سے پہلے زندگی کا کوئی مقصد بنا لیا جائے۔ کوئی ایسا کام کرلیا جائے جس سے … کا نام رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے۔" حماد نرم لہجے میں بولے تھے۔

"بابا! ایسی بات نہیں ہے … ڈر کر نہیں بھاگ رہا، ایکچولی میں اپنا پریکٹیکل لندن جا کر کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں پاکستان کی نسبت زیادہ مواقع ہیں خود کو منوانے کے۔" دوسرا ایکسکیوز پیش کیا گیا۔

"لندن ہم پاکستانیوں کے ٹیلنٹ کا محتاج نہیں ہے۔ وہاں کا بچہ بچہ قرض میں نہیں ڈوبا ہوا۔ وہاں غربت، پسماندگی، بے روزگاری، بلائے بے درماں کی مانند ڈیرے جمائے نہیں بیٹھی ہے۔ لندن سے کہیں زیادہ تمہارے جوان حوصلوں کی، تمہارے علم کی ضرورت پاکستان کو ہے۔ پاکستان کو تمہارا لاغر بڑھاپا نہیں چاہیے۔ بیٹا میرا باپ اور بھائی اس ملک کی خاطر قربان ہوئے تھے۔

تمہاری ماں اپنا فرض نبھاتے نبھاتے شہید ہوئیں۔ تمہارے باپ نے اپنی پوری زندگی اس قوم کی حفاظت کے لیے وقف کردی۔ تمہاری رگوں میں میجر حماد اور ڈاکٹر حیا کا خون شامل ہے۔ ہم نے تمہیں اس وطن کے لیے پڑھایا لکھایا ہے کہ تم اپنے علم کی کرنیں بکھیر کر میرے وطن کا نام روشن کرسکو، تم ابروڈ رہو یا پاکستان میری ایک بات ذہن نشین کرلو تمہارا جینا مرنا صرف تمہارے وطن کے لیے ہونا چاہیے۔ یہی تمہاری آن بان اور شان ہے میرے بچے۔ وطن کی مٹی تم سے وفا مانگتی ہے اس کی بنیادوں میں اپنا سفید خون مت پڑنے دینا، ہمیشہ ہمت، استقامت اور حوصلے کا دامن تھام کر رکھنا۔ سچائی سے رخ مت پھیرنا، میرا وطن پاکستان اللہ کی خاص نعمت ہے۔ اس نعمت کی قدر کرنا اسے کبھی ٹھکرانا مت۔ تم چاہو تو جاسکتے ہو ہم میں سے کوئی بھی تمہارا راستہ نہیں روکے گا۔" میجر حماد نڈھال سے ہو کر صوفے پر ڈھے گئے۔ شاید وہ اپنے اکلوتے لختِ جگر سے اس قدر بزدلانہ توقع نہیں رکھتے تھے۔

☆☆

"تمہیں اس طرح یوں اچانک پاکستان چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔" کشمانہ اس کے روبرو حیران و پریشان کھڑی تھی۔

وہ دونوں اس وقت یونیورسٹی کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔ لندن واپسی پر یہ ان دونوں کی پہلی ملاقات تھی۔

"او کم آن کشمانہ! تمہیں کس نے کہا میں اپنا ملک چھوڑ کر آیا ہوں میں یہاں صرف اور صرف تمہارے لیے آیا ہوں۔ تمہیں اپنا بنانے کے لیے۔ اپنے اور تمہارے سیکور فیوچر کے لیے۔" وہ اس کا نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر اعتماد سے بولا تھا۔

"تمہاری ضرورت مجھ سے کہیں زیادہ تمہارے ملک کو تھی۔ تمہیں اپنے فرائض نبھانے کے لیے واپس جانا چاہیے۔ تم اس خاندان کے چراغ ہو جس خاندان کے ہر فرد کی رگوں میں حب الوطنی لہو بن کر دوڑتی ہے۔ جو اپنی زندگیاں بنا کوئی شکوہ کیے اپنے ملک کے لیے وقف کردیتے ہیں۔ تمہارے خاندان کی بہادری وہ واحد خوبی ہے جو مجھے تمہارے قریب آنے پر مجبور کرتی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی، میجر حماد کا بیٹا اس قدر بزدل ہوگا۔ جانے کیوں مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ پتھر ہوتی آنکھوں سے سامنے دیکھتے ہوئے ہولے ہولے بول رہی تھی۔

"جانتے ہو جنگ میں، میں نے اپنا ماں باپ، بہن بھائی سب کھو دیا۔ جینے کا کوئی جواز تو نہیں بچا تھا پر مجھے جینا پڑا۔ اپنے ملک کے لیے جینا تھا۔ اپنے ملک کے لوگوں کی امید جوڑے رکھنے کے لیے کچھ ایسا کروں گی جو صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ پھر تم مل گئے مجھے لگا میرے ادھورے خوابوں کو اب منزل مل جائے گی۔ پر ...... میں تم سے اس قدر خود غرضی کی توقع نہیں رکھتی تھی۔" وہ گالوں پر آئے آنسو ہتھیلی کی پشت پر سمیٹتے ہوئے نم لہجے میں بولی تھی۔

"تاریخی اوراق پلٹ کر دیکھو گے تو جان جاؤ گے جس طرح ہر ملک کے دورِ حیات میں کوئی نہ کوئی لمحہ ایسا ضرور آتا ہے جو آگے چل کر اس ملک کی پہچان بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہر ملک کے دورِ حیات میں ایسے کمزور مراحل بھی آتے رہتے ہیں، جب ملک مکمل طور پر بے سہارا و بے مددگار تباہی کے دہانے پر آکھڑا ہوتا ہے۔ ایسے میں بجائے اس کے کہ حالات کا سامنا کیا جائے، ملکی سکون کے فروغ کی بحالی کے لیے جدوجہد کی جائے، ملک سے ہی دربدر ہو جانا، اسے تنہا چھوڑ دینا، اس مٹی سے دغا کرنا جس نے ہمیں آزاد فضا میں سانس لینے دی ہوں، سراسر بزدلی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک بات میری ہمیشہ یاد رکھنا شکست کے بغیر ترقی کا ذائقہ چکھنا ناممکن ہے۔ غزہ پر اسرائیلیوں نے اتنے ستم ڈھائے، ہم پا کچھ کم ظلم نہیں جھیل رہا، پر ان میں سے کسی نے اپنی مٹی کا ساتھ نہیں چھوڑا۔" وہ بنا کسی تواتر کے بولتی چلی گئی۔

"بس کہہ دیا جو کہنا تھا اب اجازت ہو تو میں کچھ کہوں؟" وہ اجازت طلب کرتا ہوا تھوڑا جذباتی ہوا تھا۔

"میں ملک چھوڑ کر نہیں بھاگا ہوں۔ میں پاکستان چھوڑ ہی نہیں سکتا دادو اور پاپا کے الفاظ دن رات میرے کانوں میں بازگشت کرتے سنائی دیتے ہیں۔ ماما اور دادا جان کی قربانی ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے گھومتی ہے۔ میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا جس سے میرے بابا کے اعتبار کو ٹھیس پہنچے جس سے میری دادو ہرٹ ہوں، میں آرمی میں اپلائی کر چکا ہوں۔ یہاں صرف تمہیں اپنانے آیا تھا۔ جوائننگ لیٹر آتے ہی ہم دونوں پاکستان چلے جائیں گے۔ یہ ایک سرپرائز تھا تم سب کے لیے اسی لیے میں اسے سیکرٹ رکھنا چاہتا تھا۔ تم جانتی ہو جس دن بابا کو خبر ہو گی میں آرمی جوائن کر چکا ہوں، اس دن ان کے سارے شکوے، سارے ملال ختم ہو جائیں گے۔ میرے لیے ان کا سر فخر سے بلند ہو جائے گا۔ مجھے اس وقت کا انتظار رہے گا جب قسمت مجھے میرے وطن کی سلامتی کے لیے کچھ خاص کرنے کا کوئی سنہری موقع دے گی۔" وہ ایک کے بعد ایک انکشاف کر رہا تھا اور کشمانہ اپنی کہی گئی باتوں پر نادم کھڑی تھی۔ یہ حقیقت تھی اس نے پارس کو سمجھنے میں واقعی بہت غلطی کی تھی۔

☆......☆

بالآخر ایک ہفتہ مزید لندن گزارنے کے بعد پارس حیدر کشمانہ کے سنگ پاکستان واپس لوٹ آیا۔ اس کا جوائننگ لیٹر آچکا تھا۔ نئی نویلی چاندسی بہو پا کر شازیے بیگم کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ وہ اپنی بہو کے لاڈ اٹھاتے نہ تھکتی تھیں۔ سب نئی خوشیوں کا خیر مقدم کرنے میں مگن تھے کہ اسی افراتفری میں پارس کا کال لیٹر بھی آ گیا۔ اسے آپریشن ضرب عضب کے سلسلے میں ارجنٹلی بلایا گیا تھا۔ میجر حماد ایسا شاندار سرپرائز ملنے پر پھولے نہیں سما رہے تھے۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جاؤ میرے بچے! اللہ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے، آمین۔" میجر صاحب نے فخر سے پارس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔ کشمالہ اور دادو نے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کر کے مسکراتے ہوئے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ پارس کو رخصت کیا اور اللہ نے ان کی دعا کو رد نہیں کیا تھا۔ قسمت اس پر جلد مہربان ہوئی تھی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

☆.....☆

وہ تھرپارکر کے وسیع و عریض صحرا میں سیاہ لباس پہنے رات کی سیاہی میں گم بیٹھا تھا۔ وہ اسی صحرا کے دامن میں ہاتھ پھیلائے تہی داماں بیٹھا تھا۔ اچانک اس سے کچھ فاصلے پر سیاہ دھبہ نمودار ہوا اور پاس آتے آتے اک سیاہ بھنور کی شکل اختیار کر گیا۔ پارس کا تھرتھر کانپتا وجود مکمل طور پر اس سیاہ حلقے کی لپیٹ میں تھا۔ پھر معجزہ ہوا تھا اس سیاہ حلقے کے بیچ و بیچ ایک روشنی کی لکیر پھوٹی تھی۔ روشنی کی وہ معمولی سی کرن اس سیاہ بھنور کو اپنے اندر جذب کرتی گئی۔ کالے دھوئیں کی جگہ سفید بادلوں نے لے لی تھی اور پھر جب یہ دھند چھٹی تو سامنے کا دلفریب منظر آنکھیں چندھیا دینے کے لیے کافی تھا۔ یہ وہی منظر تھا جو وہ کئی بار اپنے خواب میں دیکھ چکی تھیں۔ وہی کشادہ خوب صورت باغ تھا۔ رنگا رنگ پھولوں کے وسط میں دو سفید بے حد دلکش پھول جنہیں وہ اکثر خواب میں دیکھا کرتی تھیں۔ ان کھلتے سفید پھولوں کی تعداد اب دو سے بڑھ کر چار ہو چکی تھی۔ ان پھولوں کے وسط میں پہلے اس نے اپنے اکلوتے پوتے پارس کا عکس نمودار ہوتے دیکھا۔ پھر اپنے بیٹے حمزہ کا جو والہانہ انداز سے پارس کو تک رہا تھا اور پھر اپنی بہو ڈاکٹر حنیا کا جو کب کی باہیں پھیلائے اپنے بیٹے کی راہ تک رہی تھیں۔ آخری عکس جو اس سبزے کے وسط میں ابھرا تھا وہ تھا ان کے مجازی خدا موسیٰ کا عکس جو پارس کو گلے سے لگائے وارفتگی سے اس کا ماتھا چوم رہے تھے۔ آہستہ آہستہ وہ منظر ایک بار پھر سفید بادلوں کی اوٹ میں دھندلا پڑتا چلا گیا۔

شانزے نے بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"گڈ مارننگ گرینی! Happy independence day"

دادو کو اٹھا دیکھ کر ننھا فیض ہاتھوں میں سبز ہلالی پرچم تھامے دوڑتا ہوا ان کے سینے سے لگ گیا۔

"ننھے بیٹا! کتنی بار کہوں آپ کو اچھے بچے صبح سویرے اٹھ کر گڈ مارننگ کی جگہ السلام علیکم کہتے ہیں۔ یہی ہماری تہذیب ہے میرے بچے۔" شانزے بیگم ننھے کا ماتھا چومتے ہوئے اسے ایک بار پھر سمجھانے لگیں۔

"جی بالکل اب اگر آپ نے دادو کی بات نہ مانی تو آپ کے سارے ٹوائز اٹھا کر لال پری کو دے دوں گی؟" کشمالہ بھرے پر مصنوعی غصہ سجائے نرمی سے بول رہی تھی۔ ننھا فیض دادو کی گود میں مزید سمٹ کر بیٹھ گیا۔

"کیوں بھئی ننھے میاں بلائیں پھر لال پری کو۔" میجر صاحب ہنستے ہوئے پوچھنے لگے۔

"نہیں دادا جان! ریڈ پری کو نہ بلائیں آئی پرامس میں روز صبح سب کو السلام علیکم کہوں گا اور کھانا بھی ٹائم پر کھاؤں گا۔ ماما کو تنگ بھی نہیں کروں گا۔" ننھے فیض کی معصومیت پر سب کھل کر ہنس دیے اور خدا کے حضور اپنے ملک کی سلامتی کے لیے دعا گو بھی تھے۔ پارس بھی اپنی ماں، تایا اور دادا کی طرح شہادت کا درجہ پا کر ان کی زندگی سے دور مگر ابدی زندگی پا چکا تھا۔

.....☆.....

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

راجکماری سارہ خان

افسانہ

اور سب ٹھیک ہو جائے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

سورج کے سرخ شعلہ نے چرند پرند اور انسانوں کو خود سے بے زار کر رکھا تھا۔ سوہنی دل گرفتہ سی شکستہ قدموں سے ارد گرد سے بے نیاز چلتی جا رہی تھی۔ آج تو اس کو اردگرد لہراتے کھیت بھی اپنی طرف متوجہ نہیں کر رہے تھے۔ سوہنی نے دھیرے سے لکڑی کے بڑے سے دروازے کو کھولا جو تیز چڑچڑاہٹ کی آواز سے کھلا اور دور تک خاموشی میں ارتعاش برپا ہو گیا۔ دوا نے اس کی اتری صورت دیکھی اور باورچی خانے کی جانب مڑ گئی۔ سوہنی نے نلکا چلا کر ٹھنڈے پانی سے منہ دھویا اور بابا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

''سلام بابا جان۔''

''وعلیکم السلام۔'' کیپٹن نیازی نے اپنی لاڈلی بیٹی کی اتری صورت دیکھی۔ صبح تو وہ بہت ہشاش بشاش چہکتی ہوئی گئی تھی مگر اب کیپٹن نیازی نے بک اور چشمہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور سوہنی کو قریب آنے کا کہا۔

''کیا ہوا بابا کی جان کو۔''

''بابا!'' سوہنی بھیگی آواز میں بولی۔

''میں تھک گئی ہوں۔''

''اوں ہوں مایوس نہیں ہوتے۔ مایوسی کفر ہے سوہنی۔'' کیپٹن نیازی نے پیار سے سوہنی کے ریشمی بالوں میں انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔

''بابا! میں نے آپ کو بتایا تھا ناں درخشاں خان کے بارے میں۔ وہ بہت اچھی کالم نگار ہے۔ میں نے چھ اگست کے لیے کراچی میں منعقد ہونے والے کالم نگار کے بیسٹ ایوارڈ میں شرکت کے لیے فارم فل کروایا تھا۔ ایک ہونہار کالم نگار کا بیسٹ ایوارڈ درخشاں خان کو ہی ملتا مگر اس کے اماں بابا اس کو میرے ساتھ نہیں جانے دے رہے۔ میں اس کی استاد ہوں میں نے اس کے والدین سے بھی ساتھ چلنے کا کہا تھا کہ وہ بھی اپنی بیٹی کی عزت و شہرت دیکھیں کہ کتنے لوگ احترام کرتے ہیں اس کے لفظوں کی قدر کرتے ہیں اس چھوٹے سے گاؤں میں رہنے والی لڑکی جس کے دل میں حب الوطنی کا جذبہ کس قدر کوٹ کر بھرا ہے۔ کیوں بابا کیوں یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک مرد کی تعلیم صرف اس کی ہوتی ہے اور ایک عورت کی تعلیم پورے خاندان کی۔ بابا اس کا ٹیلنٹ مر جائے گا۔ وہ خود مار ڈالے گی اپنے اندر کے اس جذبے کو۔'' اس کی آنکھوں میں کتنی شکایتیں شکوہ تھے۔ کتنے سوال تھے کیوں میں نے خواب دیکھے۔ کیوں میں نے اڑان بھرنا سیکھا؟ کیوں میں نے یہ خواہش جگائی کہ میں بھی آزاد پرندے کی طرح کھلے آسمان میں پرواز کروں گی۔ کیوں؟

''بس میری بچی بس۔''

''وہ اب بھی اسکول نہیں آئے گی۔ اس کے والدین کہتے ہیں میں نے اس کے اندر بغاوت بھر دی ہے کیا بابا آپ کی سوہنی ایسی ہے؟'' سوہنی نے اپنی بھیگی کالی آنکھیں اٹھا کر ان سے سوال کیا۔

''نہیں، میری سوہنی بہادر ہے اور بہادر لوگ رویا نہیں کرتے۔ مایوس نہیں ہوتے۔'' کیپٹن نیازی نے سوہنی کی روشن خندہ پیشانی پر اپنے کپکپاتے لب رکھ دیے۔ وہ خود ایک حادثے میں اپنی دونوں ٹانگیں گنوا بیٹھے تھے۔ انہیں رب سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔ انہوں نے نیوی کو خیر باد کہا اور اپنے آبائی گاؤں چلے آئے۔ اپنی برسوں سے ویران پڑی زمینوں پر ایک اسکول تعمیر کروایا اور اپنے آبائی گھر میں رہنے لگے۔ بیوی تو ایک بیٹی کو جنم دے کر گزر گئی تھی۔ دوبارہ انہوں نے شادی نہیں کی۔ ماں باپ تھے نہیں جو زور زبردستی کرتے۔ خاندان برسوں سے چھوٹ گیا تھا۔ نوکری بھی ایسی تھی کبھی اس شہر تو کبھی اس شہر۔ ان کی طرح ان کی بیٹی سونیا نیازی میں بھی جذبہ حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ وہ بھی شہر کی پرہنگامہ زندگی چھوڑ کر خوش تھی۔ یہاں بجلی نہیں تھی، گیس نہیں تھا مگر وطن کی خدمت کرنے کے بہت سے مواقع تھے۔ اس نے ایم اے انگلش فرسٹ ڈویژن میں کیا تھا۔ اسے با آسانی اچھی سی جاب مل گئی تھی۔ کیپٹن نیازی تو سوہنی کی شادی کرنا چاہتے تھے مگر سونیا ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔ انہوں نے بھی زیادہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.Com

زور نہیں دیا۔ ٹف روٹین جاب میں انہوں نے بھی کھل کر ٹائم نہیں دیا تھا اپنی بیٹی کو اور سونیا کی تربیت ان کی خاندانی ملازمہ بوا جی نے کی اور سوہنی کی تربیت میں کوئی کسر نہ رکھی۔ اس لیے آج بھی وہ بوا جی ان کے ساتھ تھیں۔

کیپٹن نیازی اور سوہنی بے حد ان کا احترام کرتے سوہنی نے گھر گھر جا کر بچوں کے والدین کو تعلیم کی افادیت کا بتایا۔ لڑکوں کے لیے تو سب بخوشی راضی ہو گئے مگر لڑکیوں کے لیے سوہنی کو جدوجہد کرنی پڑی۔ جس میں وہ بہت حد تک کامیاب ہوئی۔ اس سال میٹرک کی طالبہ نفیس توقیر نے صوبے میں تھرڈ ڈویژن لی تھی۔ وہ خاتون کو کالم نگاری پر کئی ایوارڈ اور رائٹر ایڈیٹر کی جانب سے تعریفی خطوط و اسناد وغیرہ مل چکے تھے۔ اردگرد کے گاؤں سے بھی بچے آنے لگے تھے مگر کپاس کی چنائی کٹائی کے موقع پر کئی لڑکیوں کی تعلیم کا خواب چکنا چور ہو جاتا ان کی ذہانت چولہے میں جھونک دی جاتی۔ ان کی آزادی چھین لی جاتی، ان کے ننھے پر زبان کی تلوار سے چھلنی کر دیے جاتے۔ ان کی روشن آنکھیں ویران ہو جاتیں۔ مسکراتے لب سمٹ جاتے۔ کیپٹن نیازی نے روتی ہوئی سونیا کا سر اپنے چوڑے سینے پر سے اٹھایا اس کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔ کیپٹن نیازی بھی سوچ میں پڑ گئے یہ سوال لمحہ فکریہ تھا کہ وہ وقت کب آئے گا جب عوام اطمینان سے تعلیم حاصل کریں گے۔ بے روزگاری کا خاتمہ ہو جائے گا، ڈاکٹروں کا قبلہ درست ہو جائے، دواؤں سے ایک نمبر اور دو نمبر کا شمار ختم ہو جائے، ماؤں کی گود ویران نہ ہونے پائے۔ شہر گاؤں کی گلیاں بے خوف و خطر بارونق رہیں۔ دہشت گردی، خوف و ہراس کا خاتمہ ہو جائے، کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا۔ کوئی آنے والی نسل کو بھی ماضی کے کچھ خوشگوار واقعات بھی سنائے گا؟ کیا کسی سنہرے دور کا ذکر بھی ہوگا؟" کیپٹن نیازی نے اپنی سوچ کو جھٹک دیا۔ وہ کیا مایوس کن باتیں سوچ رہے تھے۔

"بیٹا ایک پودے کو پانی نہ ملے تو کیا وہ شجر سوکھ جاتا ہے؟ نہیں ناں تو پھر کیوں مایوس ہوتی ہو۔ انشاء اللہ ہمارے وطن میں ایسا وقت بھی آئے گا۔ جب ہر شخص تعلیم یافتہ ہوگا اور خود اپنی آزادی اپنے حق کے لیے لڑے گا۔ ہاں! ایسا وقت بھی آئے گا جب ہر زبان پر ہوگا کہ پاکستان امن کا گہوارہ ہے، خدا پاکستان پر حکومت کرنے والوں کے دلوں میں جذبہ حب الوطنی جگا دے گا۔ وہ چراغ روشن ہوں گے پاکستان کے ہر گھر میں جو تاقیامت اس وطن کو سلامت اور امن کا گہوارہ بنا کر رکھیں گے۔ بس خدا سے دعا ہے خدا ہر ایک کو تم جیسی بیٹی اور سوچ دے۔ یہ ہوائیں گواہ رہیں گی۔ اس بات کی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جاؤ بوا کو کہو کہ کھانا لائیں بہت زور کی بھوک لگی ہے۔"

سوہنی دھیرے سے مسکرائی۔

وہ کھانے کے بعد گرین ٹی پی رہے تھے۔

"بابا جان۔" سوہنی نے پیار سے پکارا۔

"جی بابا کی جان۔"

"بابا جان! مجھے پھر وہ نظم سننی ہے آپ سے اور سب ٹھیک ہو جائے۔"

"ہوں۔" کیپٹن نیازی نے چائے کی چسکی لی اور دھیرے سے مسکرائے ان کے دوست بھی فرمائش کرتے تھے اور جب بھی وہ کسی مشن سے کامیاب لوٹتے ٹریٹ میں ان سے یہی فرمائش کی جاتی۔

اور سب ٹھیک ہو جائے
ان بکھرے لمحوں کو، ان بکھری گھڑیوں کو
کس طرح سمیٹوں میں، کس طرح کروں کچھ
اور سب ٹھیک ہو جائے
ان بکھرے موتیوں کو، ان بکھرے ہیروں کو
کس طرح سمیٹوں میں
کہ پھر سے مالا بن جائے اور سب ٹھیک ہو جائے
کس طرح روتی آنکھوں کو، کس طرح معصوم چہروں کو
تسلی دوں اور سہارا دوں
کاش یہ قوم پھر سے ایک ہو جائے
اور سب ٹھیک ہو جائے

"پاکستان زندہ باد۔" سوہنی نے مسکراتے لبوں اور بھیگی آنکھوں سے اپنے پیارے بابا جان کے ساتھ کہا۔ ☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

عید سروے

عید سروے کے سوالات

1۔عید 2015ء کے لیے کیا خاص پلاننگ کی ہے؟
2۔عیدان کا خیال لاتی ہے، کن کا؟
3۔عید کے حوالے سے کوئی یونیک ڈش یا مشروب بتائیں۔
4۔اُن کے گھر سے پہلی عید پر کیا آیا تھا؟
5۔عید کے دن میزبان بننا زیادہ اچھا لگتا ہے یا مہمان بننا۔
6۔عید کے دن سب سے زیادہ عیدی کا ریکارڈ کتنا ہے؟
7۔میکے اور سسرال کی عید میں کیا فرق ہے؟
8۔عید کے ڈریسز خود ڈیزائن کرتی ہیں یا ٹیلر کے آسرے پر چھوڑ دیتی ہیں۔
9۔عید پر پہلی وش کس کی لینے کی تمنا ہے؟
10۔عید کی صبح سہانی لگتی ہے یا شام؟

مصباح مسکان رئوف..... جہلم

السلام علیکم پاکستان! مصباح مسکان رؤف کی طرف سے تمام پاکستانیوں کو خوشیوں اور برکتوں بھری عیدالفطر بہت بہت مبارک ہو۔ دعا ہے اللہ ہم سب کو خوشیوں بھری ڈھیروں عیدیں اپنے پیاروں کے ساتھ دیکھنا نصیب فرمائے۔ آمین۔ عید تو نام ہی خوشی کا ہے۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد اللہ کا یہ امت مسلمہ پر انعام ہوتا ہے۔ جسے ہم عید کہتے ہیں مگر آج کے مشکل دور میں ہر کسی کو خوشی سے عید منانے کا موقع نہیں ملتا۔ ان کے حالات اور مجبوریاں ان کی خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ دل سے دعا ہے کہ پاک پروردگار ہر مسلمان کی مشکل آسان فرمائے اور سب کو اس نعمت سے نوازے، آمین۔

☆تو جی جناب! پلاننگ یہ ہے کہ اس عید پر تیسرے دن ہم نے گھر پر کچھ اسپیشل کرنا ہے۔ پہلے دو دن تو تائی امی، پھوپھو اور نانی امی کے گھر کی سیر میں گزر جاتے ہیں پھر تیسرا دن تھکن سے بھرا بور گزر جاتا ہے۔ اس لیے اس بار تھرڈ ڈے کو اسپیشل کرنے کا ارادہ ہے۔ کچھ یادگار سا۔

☆عیدان کا خیال لاتی ہے..... پتہ ہے کن کا..... عیدی اور چاٹ کا (ہی ہی ہی) آپ کیا سمجھے تھے..... جی نہیں ابھی ''اُن'' کی آمد نہیں ہوئی۔

☆آہم..... ابھی تو وہ خود نہیں آئے..... عیدی کہاں سے آئے گی۔ (اچھا ہے تھوڑا آرام سے ہی آئیں (ہی ہی ہی)۔

☆عید کے دن تو جو بھی ڈش کھائیں یونیک ہی لگتی ہے۔ اتنے دنوں بعد جو کھاتے ہیں اور مشروب تو سادہ پانی ہی دل کو بھاتا ہے۔ ویسے اس بار عید پر چکن کوفتے بنانے کا ارادہ ہے۔

☆عید کے دن جہاں مہمان بننے کا مزہ ہے وہیں میزبان بننے میں بھی الگ ہی لطف ہے۔ یعنی صبح میزبان بنو، خاطر داری کرو اور شام میں خاطر یں اٹھواؤ مہمان بن کے، کچھ آرام بھی مل جاتا ہے نا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

☆عیدی کا ریکارڈ.....آخ ہاہ..... کیا سوال تو پوچھ لیا ہے۔ اب کہاں عیدی! وہ تو بچپن کے یادگار دن تھے جب ہر بڑے سے عیدی ملتی تھی اور پھر سب ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے کہ میری اتنی عیدی ہوئی ہے تمہاری کتنی ہوئی؟ اب تو ہم بڑے ہوگئے ہیں۔ عیدی لینے والے نہیں دینے والے عہدے پر فائز تو اب تو جو کوئی تھوڑی بہت ملتی ہے غنیمت ہے۔

☆سسرال سے تو ابھی تک پالا پڑا نہیں مگر ذاتی خیال ہے کہ دونوں جگہوں کا اپنا اپنا چارم ہے لیکن آئی تھنک زیادہ خوشی میکے کی عید کی ہوتی ہے۔ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کا ساتھ، ہر فکر و پریشانی سے آزاد، امی کے ساتھ مل کے کام کرنا، ہلکی پھلکی ڈانٹ، بہن بھائی سے چھیڑ چھاڑ، خوش باش زندگی جب کہ سسرال میں تو ہر کام بہت ہی سوچ سمجھ کر کرنا پڑتا ہے۔ سسرالیوں کے مزاج اور شوہر کی مرضی و خوشی کے مطابق خود کو ان کے رنگ میں ڈھال کر، خود کی نفی کر کے سسرال کے ماحول میں ایڈجسٹ ہونا پڑتا ہے۔ سسرال کی عید تو ذمہ داریوں بھری بلکہ آزمائشوں بھری عید ہوتی ہے۔

☆نہ جی! ٹیلر کا ہمارے ڈریسز میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ہم بذات خود ڈیزائنر اور ٹیلر ہیں۔ اپنے ڈریسز ہم خود ہی ڈیزائن کرتے ہیں دونوں بہنیں۔ امی کی جھڑکیاں سنتے ہوئے زبردست ڈیزائن سوچنے اور پھر سینے میں جو مزا ہے وہ ٹیلر کے حوالے کر کے خود ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھنے میں کہاں بھلا۔ ساتھ میں میچنگ چوڑیاں پہننا، ذاتی محنت واہ جی واہ.....!

☆پہلی وش تو ابو امی اور بہن بھائیوں کی طرف سے ہی زیادہ خوش کن ہوتی ہے۔ آئی تھنک کہ ہر لڑکی عید کی پہلی مبارک باد اپنے ماں باپ سے ہی لینا چاہتی ہے کیوں کہ یہ رشتے ہی ایسے انمول ہیں۔

☆یوں تو عید کے تینوں دن ہی اچھے اور سہانے ہوتے ہیں لیکن پہلے دن کی صبح کی تو کیا ہی بات ہے۔ جلدی جلدی گھر کی صفائی ستھرائی سے فارغ ہو کر نئے کپڑے پہننا، ابو اور بھائیوں کا عید پڑھ کے آنا اور پھر ان سے عید ملنا۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دینا، میٹھا اور چاٹ، لذیذ پکوان، ایک ایک چیز یادگار اور خوب صورت ہوتی ہے۔ شام تک کچھ تھکاوٹ ہو جاتی ہے اس لیے شام کی وہ ویلیو نہیں ہے جو صبح عید کی ہے۔

آخر میں ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ کہ اللہ سب کو خوشیاں نصیب فرمائے۔ اجڑے گھروں کے مکینوں کو صبر کامل، ہمت و حوصلہ، بیماروں کو شفا کاملہ اور بھٹکے ہوؤں کو صراط المستقیم عطا فرمائے۔ آپ کی بہنیں مصباح مسکان، رؤف اور امینہ رؤف اجازت چاہتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ہر طرح کی سرد و گرم سے بچائے، آمین۔

شہلا گل سحر..........کوہاٹ

☆عید اللہ تعالیٰ کا خاص تحفہ ہے۔ اس لیے بھرپور طریقے سے منانے کا ارادہ ہے۔ سسرال میں میری پہلی عید ہے۔ اس لیے بن سنور کے اچھے میزبان کے فرائض ادا کرنے ہیں اور سگھڑاپے کی دھاک بٹھانی ہے۔

☆عید میرے ابو کا خیال لائے گی کہ میں ان کے سائے سے اس سال محروم ہو گئی تھی اور پیا جانی کا جو پردیس میں الگ عید منائیں گے اور میں یہاں الگ اور دل کہتا ہے کہ "عید تمہارے سنگ پیا"۔

☆ذائقے دار کوفتے۔ کشمش آدھی چھٹانک، بادام آدھی چھٹانک، کیوڑہ چار بڑے چمچے، زعفران دو ماشے۔ الائچی پانچ ماشے، پیاز آدھا پاؤ، دال چنا ایک چھٹانک، گرم مصالحہ، نمک، مرچ حسب

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ذائقہ۔ (ترکیب): دال چنا اور سب مصالحے مع پانی کے ایک پتیلی میں ڈال کر پکنے کے لیے رکھ دیں۔تا کہ دال گل جائے اور پانی خشک ہو جائے۔ سب چیزوں کو نکال کر باریک پیس لیں بادام کو پانی میں بھگو کر باریک کاٹ لیں۔ کشمش تل لیں۔ سب چیزوں کو قیمے میں ملا کر کوفتوں کی شکل میں بنا لیں۔ انڈا اور ڈبل روٹی کا چورا لگا کر تل لیں۔ باقی سامان کا شوربہ بنا کر تلے ہوئے کوفتے اس میں ڈال کر پیش کریں۔ بہت داد ملے گی۔

☆ بھرپور عیدی آئی تھی۔ کپڑے، مہندی، جوتے، چوڑیاں، جیولری اور ڈھیروں ڈھیر موتیا کے گجرے (آہا کیا یادگار دن تھا)۔

☆ کوکنگ کرنی اچھی لگتی ہے۔ میزبان بننا زیادہ اچھا لگتا ہے کہ مہمان اللہ کی رحمت بن کر آتے ہیں۔ مہمان نوازی کرنی اچھی لگتی ہے۔

☆ عیدی بچپن میں خوب ملتی تھی۔ مگر کبھی جمع نہیں کیے کہ سب خرچ کر دیتی تھی۔ عیدی اب بھی ملتی ہے۔ ہزاروں میں بھی مگر اس میں وہ خوشی کے رنگ نہیں ہوتے۔

☆ سسرال میں پہلی عید ہے مگر ظاہر ہے محتاط ہو کر ہی گزارنی پڑے گی کہ کوئی خفا نہ ہو کوئی غلطی نہ ہو مگر میکے کی عید زندہ باد (بدمعاشی پر گزرتی تھی)۔

☆ ہائے ہائے قلم تھامے رہے، امی کے ہزار کہنے کے باوجود سوئی دھاگے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ٹیلر کے سہارے ہی رہنا پڑتا ہے، مجبوری ہے۔

☆ پہلی وشز تو میاں جانی کی ہی چاہیے۔ تمنا ہے کہ وہ ساتھ ہوتے (مگر ہائے گردش روزگار) میری عید کا چاند تو وہی ہیں اور میری عید بھی۔ (کیا کریں پردیسی بابو سے پالا پڑا ہے)۔

☆ عید کی شام اچھی لگتی ہے۔ چہل پہل رہتی ہے میکے والے عیدی لے کر آتے ہیں گھر کو موم بتیوں اور دیوں سے سجاتے ہیں۔ کبھی کسی رشتے دار کے گھر نکل جاتے ہیں۔

سیدہ موون بخاری۔ سرگودھا

☆ کوئی خاص پلاننگ نہیں ہے بس اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ نیکی کی توفیق اور برائی سے بچنے کی طاقت دے۔ ہمیں نیک بنا دے وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ ہمارے نہاں وعیاں نیک ارادوں میں کامیابی عطا کرے۔ کیوں کہ میں نہیں جانتی کہ پروردگار کی تدبیر میرے بارے میں کیا ہے۔ بس دعا ہے کہ وہ میری غلطیوں کوتاہیوں پر گرفت نہ کرے، میرے عیبوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے میری تقدیر کو اچھا کر دے، مجھے عزت، علم و عمل اور شہرت سے نواز دے، وہ بہتر جانتا ہے میرے ارادوں اور طلب کو، میرے حق میں جو بہتر ہے وہی عطا کرے کیوں کہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے "میں نے اپنے رب کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔"

☆ اُن غریب لوگوں کا جو مہنگائی کے اس دور میں عید کی خوشیوں میں شامل ہونے سے قاصر ہیں اور ان مسلمانوں کا جو کفار کے مظالم میں جکڑے ہوئے ہیں اور آزادی کی نعمت سے محروم ہیں۔

☆ ایسا کچھ خاص نہیں ہے۔ جو شیئر کر سکوں وہی کھیر، سویاں وغیرہ جو سب گھرانوں کا پکوان ہے۔

☆ ابھی تک ان چکروں سے محفوظ ہوں۔

☆ دونوں۔

☆ ابھی تجربہ نہیں ہوا۔

☆ جی نہیں...... مجھے سلائی کرنا نہیں آتی۔

☆ امی جان اور بہن بھائیوں کی طرف سے۔

☆ دونوں یکساں ہیں۔

☆ ریکارڈ کبھی رکھا ہی نہیں۔ بس بغیر گنے اسلامی کتابوں پر عیدی خرچ ہو جاتی ہے۔

......☆......

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ردا کی ڈائری

ضیاء عبدالغنی کی ڈائری سے

ایک خوب صورت نظم

نظر جب اس سے ملتی ہے
میں خود کو بھول جاتا ہوں
بس اِک دھڑکن دھڑکتی ہے
میں دل کو بھول جاتا ہوں
اس سے ملنے سے پہلے میں
بہت سجتا سنورتا ہوں
لیکن جب وہ سنورتی ہے
میں خود کو بھول جاتا ہوں
میں اکثر کتابوں میں
اسی کا نام لکھتا ہوں
لیکن کچھ وہ جو لکھتی ہے
میں لکھنا بھول جاتا ہوں
میں اکثر اس سے کہتا ہوں
میں تم سے پیار کرتا ہوں
لیکن جب وہ یہ کہتی ہے
میں دنیا بھول جاتا ہوں

مہرین کنول کی ڈائری سے

مہر گل کا کلام

جو تجھے پا کے کھونے چلے
نفرت بیج کے بونے چلے
اپنا ہی اجاڑ کے تن من دھن
شرمندہ ہیں ہم اے ارض وطن

بس بودے لفظ ہیں نعرے ہیں
جو بھی الفاظ ہمارے ہیں
نہیں عمل کا سر پہ باندھا ہے کفن
شرمندہ ہیں ہم اے ارض وطن

آزادی کی اس نعمت کو
رب کی بخشی اس رحمت کو
خود ہی گنوانے چلے ہیں ہم گرہن
شرمندہ ہیں ہم اے ارض وطن

پاک فوج کے شہدا کے صدقے
کچھ ہم کو بھی جرأت ملے
تو مہر چڑھیں ہم دار و سن
شرمندہ ہیں ہم اے ارض وطن

مہوش جواد کی ڈائری سے

محسن نقوی کی غزل

تیرے عشق نے بخشی ہے یہ سوغات مسلسل
تیرا ذکر ہمیشہ تیری بات مسلسل
اک مدت ہوئی تیرے بام و در سے نکلے
رہتی ہے پھر بھی تجھ سے ملاقات مسلسل
دلگی دل کی لگی بن جاتی ہے
جب تصور میں گزرتی ہے ہر رات مسلسل
جب سے دیکھا زلف پریشان کا عالم
الجھے ہوئے رہتے ہیں دن رات مسلسل
میں تیری محبت میں اس مقام پر پہنچا ہوں محسن
کہ میری ذات میں رہتی ہے تیری ذات مسلسل

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

افشاں علی کی ڈائری سے

محسن نقوی کی نظم

میرے لیے کون سوچتا ہے
جدا جدا ہیں مرے قبیلے کے لوگ سارے
جدا جدا سب صورتیں ہیں
سبھی اپنی انا کے اندھے کنویں کی تہہ میں پڑے ہوئے
خواہش کے پنجر
ہوس کے ٹکڑے
حواس ریزے
میری اداسی کو کون بہلائے
کس کو فرصت ہے مجھ سے پوچھے
کہ میری آنکھیں گلاب کیوں ہیں
میری مشقت کی شاخ عریاں پہ
سازشوں کے عذاب کیوں ہیں
میری ہتھیلی پہ خواب کیوں ہیں
میرے عزائم سراب کیوں ہیں
میرے لیے کون سوچتا ہے
سبھی کے دل میں کدورتیں ہیں
ہر کوئی کنکر تراشتا ہے
سبھی کو اپنے بدن کی شہ رگ میں
قطرہ قطرہ لہو کا لاوا انڈیلنا ہے
کسی کو گزرے دنوں کے دریا کا دکھ
وراثت میں جھیلنا ہے
میرے لیے کون سوچتا ہے
سبھی کو اپنی ضرورتیں ہیں
میری رگیں چھیلتی جراحت کو کون بخشے
شفا کی شبنم؟

دانیہ آفرین کی ڈائری سے

روش ترمذی کی ایک نظم

عجب اک قحط لاحق ہے
کہ لوگوں کے سمندر میں
بہت دن ہو گئے میں نے
کوئی چہرہ نہیں دیکھا
جو دل کے جلتے صحرا پر
برس جائے گھٹا بن کر
کسی کے بھی لبوں پر
لفظ وہ ٹھہرا نہیں دیکھا
بہت دن ہو گئے میں نے
کوئی سپنا نہیں دیکھا
کوئی اپنا نہیں دیکھا

روشنی فاطمہ کی ڈائری سے

نجم الاصغر شاہین

میں تو اب بھی ایک طالب علم ہوں
عرصہ گاہ دیر ہے میرا اسکول
ایک ہی درجے میں ہوں برسوں سے میں
وقت سارا کھو دیا میں نے فضول
ہائے نا سمجھی میری
وائے نادانی میری
زندگی ہے بے رحمت استانی میری
ایک اور مثال دیکھیں
لکڑی کے تختوں پر کتابیں
اس ترتیب سے چنی ہوئی ہیں
یوں آپس میں جڑی ہوئی ہیں
جیسے قبرستان میں قبریں
جلدوں والی ساری کتابیں پکی قبریں
غیر مجلد کچی قبریں
کچھ تازہ
کچھ بہت پرانی
کچھ بے حد بوسیدہ شکستہ
یہ مرقد ہیں ان لوگوں کے
موت کے بعد بھی جو زندہ ہیں

......☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

نورین ملک

اشعار

شہلا گل سحر............ کوہاٹ کینٹ
ن چھوئے تجھے گزرتا ہے جو ہر حادثہ
کسی کی خاموش دعاؤں نے تجھے سنبھال رکھا ہے

ملالہ اسلم............ خانیوال
کوئی بھی امید پر پورا نہیں اترتا
یہ کیسی صورت ہے جو مجھے نظر نہیں آتی

وسمل آرزو............ اوکاڑہ
ں علیلِ عشق ذات ہوں
را قرب ہی مرا علاج ہے

سبا گل............ رحیم یار خان
بت تھک گئی ہے راستے میں
فر دشوار اور لمبا بہت ہے

سدرہ............ سرگودھا
ب و حرف سے مرا اعتبار ہی اٹھا گیا
ے بعد مجھ سے کوئی دعا نہیں ہو سکی

مریم شہباز............ لاہور
ام کی دہلیز سے شمعیں اٹھا کر لے گیا
ن ہے جو شہر کی رسمیں چرا کر لے گیا
تو اٹھ آئے تجھے اس کی بزم سے آذر مگر
دل کم باتوں میں لگا کر لے گیا

نوشین مدثر............ لاہور
اک خواب کی تعبیر تھوڑی ہوتی ہے
وں کی یہ تقدیر تھوڑی ہوتی ہے
یہ کرتے ہیں ایک دل سے دوسرے دل تک
وں کے پاؤں میں زنجیر تھوڑی ہوتی ہے

امبرین حیدر............ اسلام آباد
وہ جس سے رہا آج تک آواز کا رشتہ
بھیجے مری سوچوں کو اب الفاظ کا رشتہ

عمارہ شکیل............ کراچی
پھر یوں ہوا کہ راستے یکجا نہ ہو سکے
وہ بھی انا پرست تھا میں بھی انا پرست

رابعہ منیر............ سرگودھا
عجب تماشہ ہے مٹی سے بنے لوگوں کا ساگر
بے وفائی کرو تو روتے ہیں وفا کرو تو رلاتے ہیں

مہک علی............ حیدر آباد
محبت کا ازل سے ہے یہی شیوہ غالب
جو اس کو جان لے یہ اس کی جان لے

مصباح گل............ سرگودھا
میں پا نہ سکا آج تک اس خلش سے چھٹکارا محسن
وہ مجھے جیت بھی سکتا تھا مگر ہارا کیوں

عائشہ............ سیالکوٹ
جانے کس عمر میں بدلے گی یہ عادت اپنی
روٹھنا اس سے تو اوروں سے الجھتے رہنا

حنا علی............ ملتان
نہ جانے کون سا آسیب دل میں بستا ہے
کہ جو بھی ٹھہرا وہ آخر مکان چھوڑ گیا

طاہرہ............ راولپنڈی
مسکراہٹ، تبسم، ہنسی، قہقہے
سب کے سب کھو گئے ہم بڑے ہو گئے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

رانیہ عمر.....بھکر
روز یاد آنے کی شکایت ہے آپ سے
کیا جانے کیسی چاہت ہے آپ سے
لوگ تو بہت ہیں کہنے کو لیکن
دل کو نہ جانے کیوں محبت ہے آپ سے

رامین ناز.....حیدرآباد
آج بہت دکھ ہورہا ہے حالِ زندگی پر جانِ
کاش! ہم نے حد میں رہ کر محبت کی ہوتی

بشریٰ.....ملتان
خواب میں بھی تم اب نہیں آتے
مطلب نفرتیں ان دنوں عروج پر ہیں

آفرین خلیل.....فیصل آباد
تجھے بھولنا ہوتا تو کب کا بھلا دیتے
تم حسرت زندگی ہو کوئی مطلب زندگی تو نہیں

عائشہ منیر.....سرگودھا
اس کو کھونے کا بہت دکھ ہے مگر
ہم اسے پانے کے اسباب کہاں سے لاتے

دھنک ناز.....کراچی
تیری یاد میں کی ہے میں نے سمندروں سے دوستی
نجانے پھر بھی کیوں مجھے تیرے لفظوں کی پیاس رہتی ہے

ام ہانی.....بھکر
رکا ہوا ہے عجب دھوپ چھاؤں کا موسم
گزر رہا ہے کوئی دل سے بادلوں کی طرح

نگہت جبیں.....چنیوٹ
شام تنہائی ڈس رہی ہے مجھے
درد کے بادلوں نے گھیرا ہے
لو چراغوں کی تیز تر کردو
شہرِ دل میں بڑا اندھیرا ہے

ارم خان.....پشاور
رکتا بھی نہیں ٹھیک سے چلتا بھی نہیں ہے
یہ دل کہ تیرے بعد سنبھلتا بھی نہیں ہے

اک عمر کے صحرا سے تیری یاد کا بادل
ٹلتا بھی نہیں ہے اور برستا بھی نہیں ہے

عائشہ عمران.....قصور
تُو نام کا دریا ہے روانی نہیں رکھتا
بادل ہے وہ بے فیض جو پانی نہیں رکھتا

یہ آخری خط آخری تصویر بھی لے جا
میں بھولنے والوں کی نشانی نہیں رکھتا

سیدہ امبر ہاشمی.....کراچی
روٹھ جاتے ہو تو کچھ اور حسیں لگتے ہو
ہم نے یہ سوچ کے ہی تم کو خفا رکھا ہے
سانس تک بھی نہیں لیتے تجھے سوچتے وقت
ہم نے اس کام کو بھی کل پر اٹھا رکھا ہے

شاہین سجاد.....صوابی
یہ جو ڈوبی ہیں میری آنکھیں اشکوں کے دریا میں
یہ مٹی کے پتلوں پر بھروسے کی سزا ہے

عائشہ.....منڈی بہاؤالدین
ساتھ چھوڑ کے بھی ہم سے جدا مت ہونا
وفا چاہیئے آپ سے بے وفا مت ہونا
روٹھ جائے ساری دنیا ہم سے
مگر آپ ہم سے کبھی بھی خفا مت ہونا

ملیحہ علی.....اسلام آباد
یہ جان کر بھی کہ دونوں کے راستے تھے الگ
عجب حال تھا جب اس سے ہو رہے تھے الگ
خیال ان کا بھی آیا کبھی تجھے جاناں!
جو تجھ سے دور بہت دور جی رہے تھے الگ

طیبہ مبشر.....لیہ
کیا ضروری ہے کہ ہاتھوں میں تیرا ہاتھ بھی ہو
چند یادوں کی رفاقت ہی بہت کافی ہے
لوٹ جاتے ہیں اسی پل سے گھروں کی جانب
یہ تھکن، اتنی مسافت ہی بہت کافی ہے

.....☆.....

READING Section
http://readingsection.com

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

نورین ملک

اس ماہ میں

اس ماہ کے انتخابات

کافر صد سالہ را مومن کند در یک نظر
آں فریدالحق و الدین خواجہ گنج شکرؒ

حضرت کی ذاتِ گرامی میں وہ جاذبیت اور کشش تھی اور آپؒ کے اخلاق میں ایسی گہرائی تھی کہ جو ایک دفعہ آپؒ کے پاس آجاتا، بس آپؒ کا ہی ہو جاتا تھا۔ صبح سے شام تک اسلام لانے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی دنوں میں آپؒ کے وجودِ مسعود کی برکت سے مسلمانوں کی قلت کثرت میں تبدیل ہوگئی۔ ستلج اور راوی کے کنارے پر جو قومیں آباد تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ آپؒ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔ گردونواح میں آباد راجپوت نسل کی تمام شاخیں آپؒ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہوئیں اجودھن پاکپتن شریف ہوگیا۔ بلند پہاڑی جگہ خانقاہ شریف تعمیر ہوئی جہاں پر مزار مبارک موجود ہے۔

طالبانِ حق اور سارکانِ طریقت سینکڑوں میل کی مسافت طے کرکے یہاں پہنچے اور آپؒ کی باطنی توجہ سے کامیاب و کامران واپس جاتے۔ آپؒ کی خدمت میں علماء کی جماعتیں، فقراء کے گروہ، قلندروں اور مسکینوں کی ٹولیاں آتیں تھیں اور ہر وقت حاجت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ لکھتے ہیں کہ نصف شب تک خانقاہ شریف کا دروازہ کھلا رہتا۔ مہمانوں کی تواضع ہوتی آپ کا لطف کرم عام تھا۔ ہر نو وارد اور قدیم سے یکساں برتاؤ ہوتا۔ آپؒ کی توجہ اور مہربانی سے دونوں مستفید ہوتے۔ اعلیٰ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو عیاں تھا۔ الغرض حضرت بابا صاحبؒ نے سربراہ چشت کی حیثیت سے بیس سال انتہائی مشکل خدمات انجام دیں جس کا کما حقہ بیان مشکل ہے یہ آپؒ ہی کی نظر کا فیضان ہے کہ سلسلۂ چشت میں حضرت سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ جیسے آفتاب و مہتاب طلوع ہوئے جن کے انوار سے پورا پاک و ہند جگمگا رہا ہے۔

مینائے چشتی (صابری شہ پارے)
مصنف: ممتاز احمد شاہ صابری
انتخاب: فرید و فرید۔ پاکپتن

دکھ

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا آپ یاد دلانا چاہتا ہے تو اسے دکھ کا الیکٹرک شاک دے کر اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے۔ دکھ کی بھٹی سے نکل کر دوسروں کے لیے آدمی نرم پڑ جاتا ہے پھر اس سے نیک اعمال خود بخود اور بخوشی سرزد ہوتے ہیں دکھ تو روحانیت کی سیڑھی ہے۔ اس پر صابر و شاکر ہی چڑھ سکتے ہیں۔

(بانو قدسیہ کی کتاب دست بستہ سے انتخاب)
عائشہ نیازی۔ ربوہ

نصیب والے

جھڑکیاں دینے والا، رعب جمانے والا، دھمکیاں دینے والا بھول چکا ہوتا ہے کہ وہ بھی انسان ہے انسانوں پر رعب جمانے اور انہیں جھڑکی دینے کا

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کوئی حق نہیں۔ ہر نفلی استحقاق صرف غرور نفس کا دھوکا ہے اور غرور کسی انسان میں اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک وہ بد قسمت نہ ہو۔ نصیب والے قسمت والے ہمیشہ عاجز و مسکین رہتے ہیں۔ (واصف علی واصف)

صبا سحر۔ ہارون آباد

اس ماہ کچھ دل سے

ماں کی مسکان، گڑیا، کھلونوں کا گھر
مجھ کو پھر سے مرا بچپنا چاہیے
ابر ہو رات ہو اور تنہائی ہو
مجھ کو اس کے سوا اور کیا چاہیے

نور بانو۔ کوئٹہ

اس ماہ کی کرنیں

☆ شائستگی جب روح میں اتر جائے تو رونقیں متاثر نہیں کرتیں۔

☆ پیاس شدید ہو تو لہجے شیریں ہو جاتے ہیں۔ اکثر پیاس بجھ جانے پر رویوں میں فرق آجاتا ہے۔

☆ لوگ اتنے بے اعتبار بھی نہیں ہوتے جتنا ہم ان پر اپنی توقع کا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔

☆ زندگی ہر شخص کو عزیز ہوتی ہے مگر بہادر انسان کو عزت زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

☆ کبھی کبھی ضمیر اور جوتے کی مانند ہے جس کا احساس اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک وہ تکلیف نہ دینے لگے۔

☆ سب معاملے تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں۔ یہاں تک کہ تدبیر کے نتیجے میں موت ہو جاتی ہے۔

☆ مطالعے کی عادت ڈالنا ایک طرح سے تقریباً تمام دنیاوی غم و فکر سے نجات کے لیے اپنے واسطے ایک اہم پناہ گاہ تعمیر کرنا ہے۔

☆ حسن سیرت برائیوں سے پرہیز کرنے کا نام نہیں بلکہ ذہن میں برائیوں کے ارتکاب کی خواہش نہ پیدا ہونے کا نام ہے۔

نور ملک۔ کراچی

اس ماہ کی خوب صورت بات

قطرہ

بارش کا ایک چھوٹا سا قطرہ یوں تو کچھ بھی نہیں۔ مگر اس کی اصل قدر و قیمت تپتا ہوا صحرا ہی جان سکتا ہے۔ بپھرا ہوا سمندر نہیں۔

فرزانہ شوکت۔ کراچی

اس ماہ کی مزاحیہ نظم

الگ بات ہے

آپ کے پاس دماغ ہے
چلتا نہیں وہ الگ بات ہے
آپ بہت خوب صورت ہیں
کوئی مانتا نہیں الگ بات ہے
آپ امیر ہیں لیکن کنجوس ہیں
وہ الگ بات ہے
آپ ہیں شریف لگتے نہیں
وہ الگ بات ہے
آپ کے پاس موبائل ہے
بیلنس نہیں وہ الگ بات ہے
کافی عزت ہے آپ کی کوئی کرتا نہیں
وہ الگ بات ہے
آپ کی بے عزتی ہو رہی ہے
اور آپ ہنس رہے ہیں
وہ الگ بات ہے

ریما نور رضوان۔ کراچی

اس ماہ کا فلسفہ زندگی

زندگی کیا ہے

لوگ سمجھتے ہیں کہ زندگی محض دکھ سکھ کا نام ہے لیکن زندگی کے بارے میں صبح کے چہچہاتے پرندے نے کہا کہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

زندگی قدرت کی خوب صورتی کا نام ہے۔
غروب ہوتے سورج نے کہا۔
"زندگی کے رنگ میں بقا نہیں"
مرجھائے پھول نے کہا۔
"زندگی چند گھنٹوں کی کہانی ہے۔"
ہرنی نے کہا۔
"زندگی محض دوڑتے رہنے کا نام ہے۔"
سنسان جنگل نے کہا۔
"زندگی ایک گہری خاموشی کا نام ہے۔"
کانٹوں نے کہا۔
"زندگی ایک چبھن ہے۔"
بھکاری کے نزدیک۔
"زندگی داتا کی دین ہے۔"
پہاڑی پر بیٹھے شاہین نے کہا۔
"زندگی ایک پروازِ مسلسل ہے۔"
سمندر کی لہروں نے کہا۔
"زندگی ہلچل ہے۔"
دل سے آواز آئی۔
"زندگی کشمکش کا میدان ہے۔"
دماغ نے دلیل دی۔
"زندگی خدا کی امانت ہے وہ اسے جب چاہے واپس لے لیں۔"
اور میرے نزدیک "زندگی امید کا نام ہے جس کا مقصد مایوسی کے اندھیرے سے نکل کر کامیابی کی روشنی کو پانا ہے۔"

سیدہ فرزین حبیب۔ کراچی

اس ماہ کی مسکراہٹیں

حادثہ

ایک پروفیسر کی کار اور ایک زمین دار کے ٹریکٹر کے درمیان زور کی ٹکر ہوئی۔ پروفیسر اور زمین دار دونوں اپنی اپنی گاڑی سے اتر آئے اور نقصان کا جائزہ لینے لگے۔ زمین دار نے خوش اخلاقی سے کہا۔ کیوں نہ اس حادثے کا دھچکا کم کرنے کے لیے ہم تھوڑی سی پئیں؟ یہ کہہ کر اس نے جیب سے بوتل نکال کر پروفیسر کو تھما دی جس نے چند گھونٹ بھرے اور بوتل واپس دے دی۔ زمین دار نے بوتل اپنی جیب میں واپس رکھ لی۔ پروفیسر نے پوچھا کیا آپ ذرا بھی نہیں پئیں گے؟ زمین دار نے کہا نہیں جب تک پولیس آکر معائنہ نہ کرلے۔

سزا

ایک شخص نے چوری کی سزا کا فیصلہ سنتے ہی فریاد کی۔ دہائی ہے سرکار یہ کہاں کا انصاف ہے کہ چوری تو میرا دایاں ہاتھ کرے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے اور قید سزا مجھے پورے کے پورے کو ڈالا جائے۔ جج نے کہا بہتر ہے تمہارا دایاں ہاتھ جیل میں رہے گا تم اگر چاہو تو اسے وہاں چھوڑ سکتے ہو۔ یہ سنتے ہی مجرم نے اپنی لکڑی کا ہاتھ الگ کر کے جج کی میز پر رکھا اور چلا گیا۔

نحوست

جہاز کے عرشے پر ایک خوب صورت عورت اپنی ایک ہم سفر سے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے اپنے لاکٹ کا ہیرا ہم سفر عورت کو دکھاتے ہوئے کہا یہ سلیم ہیرا ہے سات لاکھ روپے اس کی قیمت ہے ہم سفر عورت نے ہیرے کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ عام روایت ہے کہ بڑا ہیرا پہننے والے کے لیے اپنے ساتھ کوئی نحوست ضرور لاتا ہے اس ہیرے کے ساتھ تو کوئی نحوست نہیں؟ خوب صورت عورت نے آہ بھر کر کہا۔
"بوڑھے سلیم صاحب۔"

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

.....☆.....

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

نورین ملک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مٹ چکی تھی تو اس کو ان لوگوں کے ثواب کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی اور جس نے کوئی بدعت کا کام ایجاد کیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پسند نہیں فرماتے تو اس کو ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ملے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ (ترمذی)

رسول کریمؐ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے 4 رکعت (سنت) پڑھا کرتے اور آپؐ نے فرمایا: ”یہ ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل (نماز پڑھنا) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو“۔ (ترمذی)

سیدہ فاطمہ۔ کراچی

دعا

اگر اللہ تمہاری دعائیں پوری کر رہا ہے تو وہ تمہارا یقین بڑھا رہا ہے اگر تمہاری دعائیں پوری کرنے میں دیر کرتا ہے تو تمہارا صبر بڑھا رہا ہے، اگر تمہاری دعا کا جواب نہیں دیتا تو تمہیں آزما رہا ہے، لہٰذا آپ دعا مانگتے رہیں، دعا ایک دستک ہے اور دستک بار بار دینے پر دروازہ چاہے دیر سے کھلے مگر کھل ضرور جاتا ہے۔

ماروی۔ خیر پور

15 اگست کیوں نہیں

ام الکتاب نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو بتوں کی پوجا محض اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد ایسا کرتے تھے۔ پاکستان کی نئی نسل کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ان کا ملک 14 اگست 1947ء کو آزاد ہوا تھا۔ انہیں یہ بات ان کے والدین بتاتے ہیں۔ ان کی درسی کتابیں بتاتی ہیں۔ ٹیلی ویژن بتاتا ہے۔ حکومت کے اعلان کے مطابق یہ قومی دن ہے۔ سب لوگ ہر جگہ قومی پرچم لہراتے ہیں لیکن اس کے برعکس سوچنے یا عمل کرنے والے کی عقل پر شک کیا جائے گا لیکن حقائق کچھ اور بتاتے ہیں جن کی تصدیق سرکاری ریکارڈ سے کی جاسکتی ہے۔

13 اگست 1947ء غیر منقسم ہندوستان کے وائسرائے لارڈ (ماؤنٹ بیٹن) دلی سے کراچی پہنچتے ہیں۔

14 اگست 1947ء غیر منقسم ہندوستان کے وائسرائے کی حیثیت سے وہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کی موجودگی میں وہ اسمبلی کے تمام ارکان سے کہتے ہیں کہ وہ (ماؤنٹ بیٹن) اب بھی وائسرائے ہیں۔ جب کہ پاکستان کا گورنر جنرل اگلے دن مقرر کیا جائے گا۔

15 اگست 1947ء قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کے گورنر جنرل کے عہدے کا حلف اٹھاتے ہیں جب کہ ادھر (ماؤنٹ بیٹن) ہندوستان کے گورنر جنرل کے عہدے کا حلف اٹھاتے ہیں پاکستان میں

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

شائع کی جانے والی پہلی ٹکٹوں پر یوم آزادی کی تاریخ 15 اگست 1947ء چھپی ہوئی ہے۔

حکومت پاکستان کی شائع شدہ سال 1948ء کی چھٹیوں کی فہرست میں بھی یوم آزادی کی چھٹی کا دن 15 اگست درج ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے علماء کی جانب سے ہمیں یہ بتایا جاتا رہا ہے کہ پاکستان 27 رمضان کے مبارک دن کو وجود میں آیا تھا اس دن بھی تاریخ 15 اگست 1947ء تھی۔

(بشکریہ: ڈان نیوز)

صائمہ جواد۔ کراچی

حکایت خلیل جبران

ایک لومڑی نے صبح کے وقت اپنے سائے پر نظر ڈالی اور کہا: "مجھے آج ناشتے کے لیے ایک اونٹ ملنا چاہیے۔"

وہ تمام صبح اونٹ کی تلاش میں سرگرداں رہی لیکن جب دوپہر کو اس نے دوبارہ اپنا سایہ دیکھا تو کہا: "میرے لیے ایک چوہا ہی کافی ہوگا......"

کلیات خلیل جبران سے

سعدیہ عابد کا انتخاب۔ کراچی

سنہری کرنیں

☆ ماں باپ کی دعائیں لوگے ہمیشہ پھولوں کی طرح مہکتے رہوگے۔

☆ دل دکھی ہو تو کتاب پڑھنے والے کو ہر لفظ ایک کانٹا بن کر چبھتا ہے۔

☆ کچھ دعائیں بڑی بے ساختہ ہوتی ہیں۔ یکا یک دل سے نکلتی ہیں اور قبول ہو جاتی ہیں۔

☆ ساکت سمندر کو کبھی مت چھیڑو کیوں کہ خاموشی میں بہت بڑا طوفان چھپا ہوتا ہے۔

☆ جو شخص وعدے سے گریز کرتا ہے وہ اتنا ہی وعدے کا پابند ہوتا ہے۔

☆ آزمائے ہوئے کو آزمانا جہالت ہے۔

☆ دوسروں کے جذبات کا خیال کرو، احترام کرو یہی وہ مقام ہے جہاں انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔

☆ سچائی انسانیت کا حسن ہے جو کبھی ماند نہیں پڑسکتا۔

رابعہ افضال خان۔ کراچی

شوخ سطریں......!

☆ درد رُکتا نہیں ایک پل بھی۔
◆ پیناڈول استعمال کرو۔
☆ جنیا تن میرے لکیا۔
◆ لڑکیوں کو چھیڑنے کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔
☆ آجانا، جاناں!
◆ کرائے کے پیسے تمہارا باپ دے گا؟
☆ جب بہار آئی تو صحرا کی طرف چل نکلا؟
◆ بے وقوف تھا وہ تو......!
☆ تیری مہربانیاں، تیری قدردانیاں۔
◆ تو روز روز شاپنگ جو کرواتا ہے۔
☆ چاند سامنے ہے۔
◆ یہ تو سارا میک اپ کا کمال ہے۔
☆ دل تجھے دیا تھا رکھنے کو۔
◆ تو تکیے بنا کر رکھا گیا؟
☆ وہ ہوئے مجھ سے ہمکلام اللہ اللہ۔
◆ موبائل کے کارنامے ہیں۔
☆ مطلبی ہیں لوگ یہاں پر۔
◆ جی ہر سسرال کا یہی حال ہے۔
☆ اگر تم مل جاؤ۔
◆ آٹے کی بات کر رہے ہو نا بڑی مشکل سے ٹائم ملتا ہے۔
☆ ذرا ٹھہر جا۔
◆ شاید کوئی اور قیمتی چیز مل جائے۔
☆ مرجھائے ہوئے پھولوں کی قسم، اس دیس میں پھر نہ آؤں گا۔
◆ کیونکہ دیس والوں کو سارا پتہ چل گیا ہے۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

☆ مجھے نیند نہ آئے مجھے چین نہ آئے۔
☜ موصوف شادی شدہ معلوم ہوتے ہیں۔
☆ تیری محبت نے دل میں مقام کر دیا۔
☜ کیونکہ آپ کے پاس اس کا سارا بیلنس اور جدید موبائل جو ہے۔
☆ جب ملا وہ خفا ملا ہم کو۔
☜ کیونکہ آپ کے پاس بینک بیلنس نہیں ہے۔

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

آپ کیسے سوتے ہو؟

☆ جو لوگ پیٹ کے بل سوتے ہیں وہ طرح طرح کی نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔
☆ جو لوگ پیٹھ کے بل سوتے ہیں ان میں بے پناہ خود اعتمادی ہوتی ہے۔
☆ جو لوگ چادر یا رضائی میں منہ چھپا کر سوتے ہیں وہ قنوطیت کا شکار ہوتے ہیں۔
☆ جو لوگ تکیے کے ساتھ لپٹ کر سوتے ہیں وہ لوگ محبت کے بھوکے ہوتے ہیں۔
☆ جو لوگ جسم کا دائرہ سا بنا کر سوتے ہیں وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔
☆ دائیں کروٹ سونے والے تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔
☆ بائیں کروٹ سونے والے لوگ اپنی ذات سے مطمئن اور تحفظ کے احساس سے سرشار ہوتے ہیں۔

فرزانہ شوکت۔ کراچی

لطیفہ

ایک پٹھان کو روزے میں بہت پیاس لگی۔ پاس بیٹھا ایک آدمی پانی پی رہا تھا۔ پٹھان نے آسمان کی طرف دیکھا اور بولا۔ ”اللہ اگر اس کو ہم نے جنت میں دیکھا تو اس کی خیر نہیں۔“

شہلا گل سحر۔ کوہاٹ

پریشانی

ایک صاحب رات گئے ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے دوست کو ایک کونے کی میز پر فکرمندی کے عالم میں سر جھکائے بیٹھے دیکھا۔
”یار! کیا بات ہے تم ابھی تک گھر نہیں گئے؟“ انہوں نے ہمدردی سے پوچھا۔
”کیا بتاؤں میں نے فون پر بیوی سے بہانہ کر کے کہا تھا کہ رات کو دیر سے گھر آؤں گا اور اب یاد نہیں آ رہا کہ بہانہ کیا تھا؟“ دوست نے اپنی پریشانی بیان کی۔

مہوش۔ راولپنڈی

کل اور آج

☆ ایک دن سونے نے لوہے سے کہا۔ ”ہم دونوں ہی لوہے کی ہتھوڑی سے پٹ جاتے ہیں لیکن تم اتنا زیادہ چلاتے کیوں ہو؟“
”لوہے نے بہت ہی خوب صورت جواب دیا۔
”جب اپنا ہی اپنے کو مارتا ہے تو درد زیادہ ہوتا ہے چیخ نکل ہی جاتی ہے۔“
☆ پہلے لڑکی حیا و شرم کا پیکر ہوا کرتی تھی۔ آج کل لڑکی میں شرم و حیا نام کو نہیں ہے۔
پہلے لڑکی کا رشتہ آتا تھا تو اس کا رو رو کر برا حال ہو جاتا تھا۔ جب کہ آج کل کی لڑکی کا رشتہ نہ آنے پر رو رو کر برا حال ہو جاتا ہے۔
پہلے جب لڑکی کی بات طے ہوتی تھی صرف گھر والے لڑکا دیکھتے تھے اور اب لڑکی پہلے خود دیکھتی ہے پھر گھر والے بات طے کرتے ہیں۔
یہ ہے کل اور آج اب آنے والا مستقبل کیسا ہوگا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔

ثناء کنول اللہ دتہ۔ لودھراں

......☆......

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ذرا پھر سے کہنا

جدائی

جدا ہوتے وقت میں نے اس کی آنکھوں میں
گہری دھند کو اترتے دیکھا تھا
جب تھام کر ہاتھ میرا اس نے چھوڑا
اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو محسوس کیا تھا
اور جب میں نے لرزتے ہونٹوں سے
سبب جدا ہونے کا پوچھا
وہ ہر سوال کو میرے ٹال گیا
جدا ہونا شاید ہماری قسمت میں تھا
کہہ کر وہ سب الزام قسمت پر ڈال گیا
تم بھول جانا مجھے کسی گمنام لمحہ کی طرح
نظر پھیرے وہ مجھ سے عجیب فرمائش کر گیا
یہ جانے بنا
کہ بھول جانے کی فرمائش کرنے والا
یہ کہاں جان سکے گا
کہ اسے بھولنے میں کوئی خود کو بھلا بیٹھے گا
اس سے جدا ہوتے ہی موت کو گلے لگا بیٹھے گا

رابعہ افضال خان

غزل

بہت اکیلی ہوں مجھے تیرا ساتھ چاہیے
جیسے بحر کی موجوں کو کنارہ چاہیے
جیسے گلاب کو خوشبو کا سہارا چاہیے
جیسے اشکوں کو ان کے چن لینے والا چاہیے
بس ایک بار تو مجھے مل جائے ایسے
جیسے اماوس کی رات کو ایک چمکتا ستارہ چاہیے

نعب ملک ندیم

نظم

یہ سال بھی گزر گیا چپکے چپکے
کیا کھویا کیا پایا کسی کو پتا نہ چلا
مگر اب بتانا ہے تم کو
میری چاہت کا سفر جو برباد ہوا تھا
رواں سال
نئے سال کے اجالوں میں
تمہارے دل کی دھڑکن بن کر رہنا ہے
خدا سے مانگنا ہے تم کو
میری آنکھوں کا سمندر جو
خشک ہوا تھا رواں سال
نئے سال کے اجالوں میں
تمہاری آنکھوں کا آنسو بننا ہے
تمہارا چہرہ آنکھوں میں بسانا ہے
جدا ہوئے تھے ہم رواں سال
اب ہاتھ تھامنا ہے
ساتھ بتانا ہے
یہ سال بھی گزر گیا چپکے چپکے
مگر بتانا ہے تم کو
نیا سال آ گیا ہے
چلو وعدہ نبھائیں
ایک ہو جائیں ہم
آؤ مل کے ڈھونڈیں وہ پل بتول

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

جنہیں کھو دیا تھا ہم نے.....!

ملالہ اسلم

غزل

اپنے چہرے سے زلفیں ہٹاؤ تو ذرا
نقاب ہٹا کر رخِ مہتاب دکھاؤ تو ذرا
شوق تنہائی کا مجھ کو ہے ہنگاموں میں مگر
کبھی محفل میں میرے روبرو آؤ تو ذرا
عشق کیا ہے بہت سوچا مگر سمجھ نہ سکا
عشق کا کوئی سبق مجھ کو پڑھاؤ تو ذرا
کہیں جاتے ہیں جب ملتے ہیں سب سے بڑھ کر خودی
آداب محفل کے کوئی اس کو سکھاؤ تو ذرا
حسین لگتی ہیں اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری
دیکھنا ہو تو کبھی اس کو رلاؤ تو ذرا!

تبسم فیاض

تم ہو

میری غزلوں کے عنوان تم ہو
میری صبح میری شام تم ہو
تم ہی ہو میری زندگی اور میری
ہر خوشی
تم ہی ہو پل پل بدلتی دھڑکن
تم ہی ہو بہار کا موسم
تم ہی ہو میرے پیار کا موسم
تم میری چوڑیاں مہندی اور
یہ سب تم ہی ہو

ثناء کنول اللہ دتہ

ساون

مت دیکھو ہمیں یہ ساون کی بارش
یہ گرج چمک یہ جل تھل اس کی
ہم نے یار کی آنکھیں جب سے اشکبار دیکھیں
اس کے نازک لبوں سے کونجتی سسکیاں سنی
اس کے رخساروں پر وہ شبنمی قطرہ دیکھے

قسم خدا کی تب سے ساون
بڑا پھیکا سا لگتا ہے

راجکماری سارہ احسان

غزل

یاد کے کھلونے سے بہلانا پڑتا ہے
یوں بھی خود کو سمجھانا پڑتا ہے
گرتے رہے چاہے دل پہ آنسو
اونچے قہقہے لگانا پڑتا ہے
روح پہ چھایا ہو پت جھڑ کا موسم
بالوں میں گجرا مہکانا پڑتا ہے
سجا کر چہرے پہ خوشی کے رنگ
درد اوروں سے چھپانا پڑتا ہے
سہہ لیں گے تیری کج ادائی کا دکھ
سحر چوٹ کھا کے بھی مسکرانا پڑتا ہے

شہلا گل سحر

سنو

سنو اب اپنا بنانے مت آنا
میرے دل کو دکھانے مت آنا
اس دل پر پتھر رکھ لیا ہم نے
اب ہم کو منانے مت آنا!
آتے جاتے لوگ ہمیں
جن نظروں سے دیکھتے ہیں
کچھ مجنوں مجنوں دکھتے ہیں
اب ہم کو رلانے مت آنا
لوگوں سے سنا ہے ہم نے بھی
تم اب پچھتاؤں میں ہو گھرے
اس دل پر پتھر رکھ لیا ہم نے
اب رسم نبھانے مت آنا
سنو اب اپنا بنانے مت آنا
میرے دل کو دکھانے مت آنا

کائنات غزل

READING Section
http://readingsection.com
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

زندگی

زندگی کھیل ہے
اور زندگی کے
کھیل میں اگر
چوٹ لگ جائے تو رونا کیسا
کچھ نہ پانے پر شکایت کیسی
کچھ نہ پایا..... تو
کھونا کیسا

فرزانہ شوکت

خوابوں کے رنگ اڑ گئے ہیں

ابھی تو رات کی آنکھیں بھی نیم وا سی ہیں
ابھی تو ان میں خوابوں کے رنگ اترنے ہیں
کہا تھا اس نے میں چاند لے کر آؤں گا
تمہاری مانگ میں تارے بہت سجاؤں گا
تمہارے ہونٹوں پر سچی ہنسی کھلاؤں گا
تمہاری آنکھوں میں سپنے حسین سجاؤں گا
ں تیز دھوپ اور شب سے تمہیں بچاؤں گا
دم چھاؤں سا اور روشن ہر دن بتاؤں گا
ں ایسے محل کی رانی تمہیں بناؤں گا
ہاں!
ا ایک دکھ تمہارے قرب سے ناواقف ہو
ی بھی غم کو تمہارا پتا نہ مل پائے
وئی بھی درد تمہاری ہنسی نہ لے جائے
تھا اس طرح سے میں زندگی سجاؤں گا
ت ہی دلربا، فسوں خیز تھا وہ لمحہ شب
ب اُس نے خوابوں کے
نگ دکھائے تھے مجھ کو
ں بھی رات کی آنکھیں تو نیم وا سی ہیں
ک رنگوں سے سجی آنکھیں
ں اُداس سی ہیں
بے وفا تھا نہ جھوٹا تھا نہ فریبی تھا
بہت ہی سچ کہا تھا یہ گل اس نے
ابھی تو آنکھوں میں
خوابوں کے رنگ اُترنے ہیں
تو دیکھو غور سے دیکھو تم میری آنکھوں میں
جہاں خوابوں کے رنگ اُتر گئے ہیں
اور ان میں اب
اندھیروں کے سوا کچھ نہیں باقی

سہاس گل

غزل

رکھنا تھا مجھے خود کو زمانے سے بچا کے
نظروں کو اسی وجہ سے رکھا ہے جھکا کے
زخموں پر میرے اک ذرا مرہم ہی لگاتی
کیا دنیا نے پایا ہے میرے دل کو دکھا کے
وعدوں کا بھرم ٹوٹا، وہ ظالم نہیں آیا
بیٹھی رہی دہلیز پہ میں آنکھیں جما کے
تھا مجھ کو بہت ناز بھی اس کی وفا پر
ہے جس نے سکوں پایا میری خاک اڑا کے
تڑپے گا بہت دیکھنا شاہین وہ جھک کر
مانگے گا معافی وہ بھی اشک بہا کے

سدرہ شاہین

نظم

دل کے آئینے میں جو عکس تھا
اسے چھونے کی چاہ میں
اس تک جاتی راہ میں
آئینہ ٹوٹ کے بکھرا
تلخ حقیقتوں کا ہر منظر نکھرا
وہ عکس مجھ سے بچھڑا
جو میرا تھا ہی نہیں!

ریمل آرزو

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.PakSociety.Com

گلاب

سنو!
اکثر لوگ کہتے ہیں
میں ایک گلاب کی مانند ہوں
ڈر ہے مجھے
کہیں کوئی مجھے توڑ نہ لے
تم ایسا کرو میرے اس ڈر کو زائل کر دو
میرے اردگرد کانٹے بن کر
مجھے لوگوں کے ہاتھوں سے
محفوظ کر لو

ہاجرہ امین خان ہاجی

غزل

اب جو اس کے شہر میں جاؤں گا
اس کے آنسو سمیٹ لاؤں گا
لوگ راہوں میں پھول رکھتے ہیں
تیرے قدموں میں دل بچھاؤں گا
تجھ سے روٹھوں گا نہ کبھی بھی میں
پر تو روٹھی تو میں مناؤں گا
لاکھ دکھ دیں مجھے جہاں والے
تجھ کو دیکھوں گا مسکراؤں گا
تیری چاہت ہے ایک بادل سا
عشق برسے گا بھیگ جاؤں گا
تجھ کو پا کر نہیں کوئی شکوہ
اب میں دنیا سے جیت جاؤں گا
اب جو اس کے شہر میں جاؤں گا
اس کے آنسو سمیٹ لاؤں گا

سید ساجد

غزل

میرے رقیبوں کے لبوں پر تیرا نام کیوں ہو
میرے جیتے جی یہ چرچا سر عام کیوں ہو
آخر شکستوں پہ شکستیں کھا رہا ہوں میں
عشق کے جنوں میں میرا یہ انجام کیوں ہو
اجنبی ہوں اس انجان بے درد راہوں میں
تلاش محبت میں اتنی شام کیوں ہو
یہ لب چوم لیں گے ایک دن اپنے صنم کو
کہے مجھے کوئی لائے ہو ایسا پیغام کیوں ہو
میری زندگی کو کیوں فنا کرنے پر تلے ہو
آخر یہ انتخاب امتیاز کا ہی نام کیوں ہو

ایس امتیاز احمد

نظم

چاہ کر بھی نہ بھول سکی
تیری پیاس کے لمحے تیری آس کے لمحے
تم تو اک نظر دیکھنے کے روادار نہ تھے
ہم نے ہی سمجھا تھا
زندگی کو آسان اس قدر
اور یہی زندگی!
ہمیں بری طرح جھٹکتی ہوئی گزر گئی
اب نہ وفا ہے نہ جفا ہے
بے بس زندگی میں سانس کا دیا ہے

زاہدہ زاہی

غزل

مسکراتے ہوئے زیست پر ہم ملے
زندگی میں بہت سے زخم ملے
میں کیسے بتاؤں پھر اے جانِ وفا
بچھڑے ہوئے لوگ بہت کم ملے
بہار آئی تو گلشن میں پھول کھلنے لگے
خزاں کے ساتھ بے وفا صنم ملے
تیری دید کی طلب تھی ورنہ میں
سلگتے ہوئے آنسو بھی چشمِ نم ملے
کوئی کہاں جدا ہوا یہ تو بتا جاوید
امید تھی ملنے کی مگر دوست برہم ملے

محمد اسلم جاوید

☆

READING http://readingsection
SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سندیس

مائی سوئیٹ ہارٹ شہزادیوں کے نام
محبتوں اور دعاؤں کے پیغام

☆سوئیٹ ہارٹ حبیب عارف، نور بانو، خدیجہ رحمن، عذرا اقبال آپ کے کارڈز کا بے حد شکریہ آپ نے اپنی روایت باقی رکھی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ میں آپ کو بھول جاؤں۔ عید میگزین آپ کا حق تھا جو آپ کو بھیجا گیا۔ ☆شازیہ، اجالا، عانیہ نیازی، صبا سحر، آپ کے کارڈز بے حد خوب صورت تھے۔ آپ کے خوب صورت اشعار میں نے ڈائری میں محفوظ کرلیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی زندگی خوشیوں سے آباد رہے، آمین۔ ☆رومی اسد شگا گو حسب معمول آپ کی مختصر سی نظم ملی۔ آپ کو امتحان میں کامیابی ملے اور آپ یونہی خوش اور آباد رہیں۔ جیون ساتھی کی خوش خبری یقیناً ایک بڑی خوش خبری ہے۔ ☆مہوش اقبال، شاہین ظفر، ندا سہیل، آپ کی عید مبارک موصول ہوئی۔ میگزین میری طرف سے آپ کے لیے تحفہ تھا۔ خداوند کریم آپ کو بھی بہت خوشیاں عطا کرے۔ اپنی دادی جان کا خیال رکھیں۔ انہیں میری طرف سے دعائیں۔ ☆درخشاں ضیاء آپ کا خوب صورت بہت ہی خوب صورت کارڈ ہے۔ خاص طور پر کہ آپ نے مجھے اپنا قیمتی وقت دیا اور اپنے ہاتھوں سے اسے سجایا۔ جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آپ کے اشعار پسند آئے۔ رابعہ افضال خان! آپ کا کارڈ آپ کی شاعری بہت خوب صورت تھی۔ یقیناً آپ اس سے زیادہ خوب صورت ہوں گی اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی قسمت اس سے بھی زیادہ خوب صورت ہو گی، انشاء اللہ۔ باقی تمام شہزادیوں کی بھی خدا کرے قسمت بہت اچھی ہو، آمین۔ خاص طور پر یہ دعا ان لوگوں کے لیے جنہوں نے مجھے عید پر یاد رکھا۔ کارڈز بھیجے عید پر اتنی مصروفیات ہوتی ہیں کہ آپ کے فون کالز کے نام نہیں یاد رہے۔ بس صبح صبح پہلی کال افشاں علی کی تو یاد ہے۔ ہاں دوسری کال شمیم قادری، ناصرہ، نسرین، شمیم تک تو مجھے یاد ہے باقی پھر کیا ہوا پھر اس کے بعد مجھے یاد نہیں جو نام رہ گئے وہ مجھے معاف کردیں۔ اسی لیے بار بار کہتی ہوں کہ سندیسہ لکھیے۔ بہرحال ساری پیاری پیاری شہزادیوں کو میں دل سے دعا دیتی ہوں سب خوش آباد رہیں۔ جہاں رہیں ردا کے سنگ رہیں۔ خوشیوں بھری زندگی میں آپ قدم رکھیں آباد رہیں۔ شاد رہیں۔ اپنے اپنے گھروں میں اپنے ماں باپ کے سائے میں پھولیں اور پھلیں اور یونہی ہزاروں عیدیں آئیں۔ ابر بھرا آسمان رہے۔ خوشیاں آپ کے قدم چومے اور ہم یونہی آپ کی دعاؤں کے سایۂ شجر میں رہیں۔

آپ کی آپی

رابعہ افضال خان.....کراچی

پیاری سی صالحہ آپی، کیوٹ سی نورین ملک،

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ردا اسٹاف اینڈ تمام رائٹرز و قارئین کو رابعہ افضال خان کی جانب سے ڈھیر ساری دعاؤں اور محبت سے گندھا سلام قبول ہو۔ اب بات کرتے ہیں جولائی کے ردا کی۔ جولائی کی گیارہ تاریخ کو ردا ہمارے خوب صورت ہاتھوں کی زینت بنا۔ سرورق پر موجود کیوٹ سی مریم بہت پیاری لگی۔ اسپیشلی ان کے ہاتھوں پر سجی خوب صورت مہندی پھر ''گوشہ آگہی'' کی طرف بڑھے اور صالحہ آپی کے قلم سے رقم ہوئے گوشہ آگہی نے دل کو گداز کر دیا۔ ''ردائے جنت'' میں رمضان المبارک کے حوالے سے اسلامی معلومات پڑھ کر فیض یاب ہوئے اور پھر سیدھے قمروش شہک کے ناول ''تیرے پیار کی خوشبو'' پر آ کر رکے۔ ہر دفعہ کی طرح یہ قسط بھی بہت اچھی لگی۔ دل کرتا ہے کہ بس ہم پڑھتے ہی جائیں۔ نائلہ طارق اور شازیہ مصطفیٰ کی غیر حاضری بالکل اچھی نہیں لگی۔ دل اداس ہو گیا۔ افسانوں میں سب ہی افسانے اپنی مثال آپ رہے۔ ''ناز کی بستی'' فریدہ فرید بہت زبردست لکھا۔ ناز کی بستی بہت حسین تھی۔ ماہم کی عید امبرین ناز بہت اچھی عید تھی۔ ماہم کی پہلی عید درخشاں ضیاء آپ نے اچھے موضوع پر قلم اٹھایا۔ عید اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا بہت قیمتی اور حسین تحفہ ہے۔ ''میں، محبت اور تم'' نوشین طاہر کا افسانہ بالکل اپنے نام کی طرح تھا۔ ''سوری رانگ نمبر'' کیتی آرا نے بھی خوب لکھا۔ ''اس عید پر'' تبسم شیریں زبردست یار۔ ''چاند رات اور تم'' مازیہ عمران کیا بات ہے یار۔ ''عید سنگ خوشیاں'' سعدیہ اقبال نے بھی خوب رنگ جمایا۔ دوسروں کو خوشی دینے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ ''عید روٹ'' عائشہ ذوالفقار نے بہت اچھا لکھا۔ ''میری عید بن جاؤ'' تبسم فیاض مزہ آ گیا یار۔ ''چاند عید اور چوڑیاں'' عنبرین کنول بہت اچھا لکھا۔ ''تیری چاہت کے خزانے'' اقراء چنا کیا بات ہے یار۔ ''پہلا رمضان'' کائنات غزل کی کاوش بھی اچھی تھی اور صالحہ آپی آپ کے قلم کی تو کیا بات ہے۔ ''چھپ گیا چاند دھند لکے میں'' ہم تو یہی کہیں گے یو آر بیسٹ۔ میرا افسانہ کیسا لگا یہ آپ سب ضرور بتائیے گا۔ باقی کچھ سلسلے ابھی زیر مطالعہ ہیں۔ ''عید سروے'' میں سب ہی کے سوال و جواب بہت دلچسپ اور مزے دار تھے۔ بالکل عید کے چٹ پٹے پکوانوں کی طرح۔ ''ردا کی ڈائری'' سے روشنی فیصل کا کلام اچھا لگا۔ اشعار سب ہی زبردست تھے۔ خوشبو میں ہر لفظ خوشبو کی طرح مہکتا ہوا تھا۔ ذرا پھر سے کہنا میں سب ہی کا کلام بہت عمدہ تھا۔ کسی ایک کی تعریف کرنا ممکن نہیں ہے۔ اپنا نام دیکھ کر دل کھل کر گلاب ہو گیا۔ سندیسے کی محفل میں سب ہی نے خوب رونق لگائی۔ یار صبا عبدالغنی میرا شمار ہرگز بھی بڑی ہستیوں میں نہیں ہوتا۔ میں تو ایک بہت عام سی لڑکی ہوں یہ تو آپ کا خلوص اور محبت ہے جس نے مجھے اس قابل سمجھا۔ ثمینہ فیاض آپ نے مجھے دوستوں کی لسٹ میں یاد رکھا، بہت شکریہ۔ دوستوں کے نام پیغام میں شاہ کنول اللہ دتہ، فرح ناز، مون شاہ آپ سب نے مجھے یاد رکھا اتنی ڈھیر ساری محبت اور پیار کے لیے تہہ دل سے آپ سب کی مشکور ہوں۔ سویٹ فریدہ فرید آپ نے بڑے اچھے اور یونیک اسٹائل میں ردا فرینڈز کو عید ٹائپیکل وش کیا۔ عید کے حوالے سے مہندی کے ڈیزائن بہت اچھے تھے۔ کچن میں عید کے پکوان دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ سنگھار بھی اچھا رہا۔ آخر میں ردا سے جڑے تمام لوگوں کو میری طرف سے عید کی ڈھیر ساری مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے۔ عید کی بہت ساری خوشیاں ملیں۔ اس کے ساتھ ہی اپنی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دوست رابعہ افضال خان کو اس رونق بھری محفل سے اجازت انشاء اللہ پھر حاضر ہوں گی، اللہ نگہبان۔

مصباح مسکان رؤف ....جہلم

تمام دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں کو مصباح مسکان اور امینہ رؤف کی طرف سے چاہتوں محبتوں سے سجا ہوا سلام قبول ہو۔ ہم سب خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتے ہیں۔ امتحانوں کی وجہ سے مئی جون میں خط نہ لکھ سکی مگر ردا کو صفحہ نمبر 1 سے 226 تک فراغت کے لمحات میں پڑھا ضرور ہے۔ اللہ کا شکر کہ گرم دنوں کے سخت پیپر جو لوڈشیڈنگ سے بچے تھے، رمضان کریم کے پہلے عشرے میں خیر و عافیت سے اختتام پذیر ہو گئے۔ اب تو بس فراغت ہی فراغت ہے۔ مسکان ہے اور ارد گرد پھیلے کاغذوں کے ڈھیر (کہانیوں کے تھیم) خیر جولائی کا رسالہ ہاتھ آیا تو سب سے پہلے عید سروے تک پہنچے۔ بہنوں کے خیالات اور مشاغل پڑھ کر خوشی ہوئی۔ ہم نے بھی پہلے شرکت کرنی تھی۔ سروے میں مگر ستم یہ ہوا کہ دوران امتحان نوٹس کے ساتھ لیٹ تیار شدہ سروے جو کہ بس لفافے میں ڈالنا رہ گیا تھا، کہیں آگے پیچھے ہو گیا۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کے مایوس ہو گئے اب فراغت میں سب سنبھالا تو برآمد ہو ہی گیا۔ فوراً خط کے ساتھ پوسٹ کر دیا ہے۔ امید ہے شامل اشاعت ہو گا۔ جولائی میں افسانوں کی لمبی فہرست دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ابھی چند ایک ہی پڑھے ہیں مگر مزا آ گیا۔ ...یدہ علی کا ناول زبردست تھا۔ قسط وار ناول "تیرے پیار کی خوشبو" بھی اچھا جا رہا ہے۔ ... Keepit قمر وش جی۔ باقی سلسلے وار ناولز کی کمی محسوس ہوئی۔ ہمیشہ کی طرح ردا کی ڈائری، ...ار، اس ماہ میں۔ خوشبو، ذرا پھر سے کہنا میں سب بہنوں نے بہت خوب صورت شرکت کی۔ افشاں علی نے مجھے پیپرز میں کامیابی کی دعا دی۔ شکریہ بہن۔ اللہ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کو خوش رکھے، آمین۔ افشاں علی، رابعہ افضال خان، صبا عبدالغنی، ثمینہ فیاض، ثناء کنول، تبسم فیاض، گیتی آراء، درخشاں ضیاء اور افسانہ آفتاب کے سندیسے بہت اچھے لگے۔ "گوشۂ آگہی" میں لفظوں کے موتی دل میں اتر گئے۔ کیا بات ہے صالحہ آپی کی۔ آخر میں سب بہنوں کو بہت بہت عید مبارک۔ ڈھیروں پیار اور دلی دعاؤں کے ساتھ اجازت کی طلب گار مصباح مسکان رؤف اور امینہ رؤف۔ خدا نگہبان۔

درخشاں ضیاء..................کراچی

اس عید پر بہت سوچا
کون سا تحفہ تمہاری نذر کروں
کچھ سوغاتیں ہاتھ بند کیے
تمہاری نذر کیے

میری جانب سے ردا کے تمام اسٹاف، قارئین اور عالم اسلام کو بعد سلام عید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ رمضان کا آغاز بہت سے لوگوں کی سسکیوں سے ہوا تھا۔ میری دعا ہے کہ عید تمام پاکستانیوں کے لیے ڈھیر ساری خوشیاں لے کر آئے، آمین۔ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی ردا کافی لیٹ ملا۔ میرے ہزبینڈ آفس سے آتے وقت ردا لیتے ہوئے آئے تھے۔ میں اس وقت افطاری کی تیاری کر رہی تھی کیوں کہ ٹائم تنگ ہو رہا تھا۔ جبھی ان کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی کہ "مبارک ہو، جلدی آؤ تمہارا افسانہ چھپا ہے" میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ بہت بہت شکریہ صالحہ آپی اور نورین آپی۔ آپ لوگوں کی وجہ سے میری عید کو مزید چار چاند لگ گئے۔ ہمیشہ خوش رہیں۔ عید میں چونکہ چند دن ہی باقی ہیں اس لیے ردا کا تفصیلی مطالعہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں کرسکی۔ انشاء اللہ عید کے بعد پڑھوں گی۔
بھی صرف کائنات غزل کی تحریر ہی پڑھی ہے۔
ویل ڈن ڈیئر بہت اچھا لکھا ہے تم نے۔ روزہ
صرف بھوکے رہنے کا نام نہیں ہے۔ پیٹ کے
ساتھ جسم کے تمام اعضاء کا بھی روزہ ہوتا ہے۔
ویل ڈن صبا عبدالغنی تمہارا پیغام دل کو چھو گیا لیکن
ڈیئر کہیں بھی اپنی جگہ بنانے کے لیے کچھ وقت
درکار ہوتا ہے لیکن میں آپ کی اس بات سے مکمل
اتفاق کررہی ہوں کہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ
افزائی ضرور کرنی چاہیے۔ چاہے ایک سطر ہی
کیوں نہ ہو۔ آخر میں تمام دوستوں کے نام میرا
ایک پیغام کہ عید کی خوشیوں میں ان لوگوں کی مدد
ضرور کریں جو مستحق ہیں۔ یقین مانیں ان کو خوش
دیکھ کر آپ کی عید مزید رنگین ہو جائے گی۔ مجھے
امید ہے کہ ردا کے تمام قارئین میرے افسانے پر
تبصرہ ضرور کریں گے تاکہ مجھے اپنی اصلاح میں
آسانی ہو۔ عید کے حوالے سے اپنی تمام دوستوں
ثمینہ فیاض، ندا، افشاں علی، سحرش فاطمہ، کنول
خان، صدف آصف، کائنات غزل، عمارہ خان،
سونیا چوہدری، صائمہ قریشی، اقراء سیف، عمارہ
امداد، فرحین ریاض، فرزین سید، صبا عبدالغنی، قرۃ
العین خرم ہاشمی اور اریشہ فاروق کو ایک شعر نذر کرنا
چاہوں گی۔

اور بڑھ گیا ہے عید کے دن ناز دوستی
اک جان دوست عید مبارک ہو آپ کو

اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گی۔ اس
عید کے ساتھ کہ انشاء اللہ ہمارا قلمی رشتہ قائم و
دائم رہے گا۔

عانیہ نیازی.............ربوہ

سویٹ صالحہ آپی اینڈ لولی نورین ملک اور
میرے تمام پیارے پیارے قارئین اور رائٹرز کو
عانیہ نیازی کا محبتوں اور دعاؤں بھرا اسلام اور عید
کی بہت بہت مبارک قبول ہو۔ بہت عرصے بعد
سندیسے کی محفل میں شامل ہوں۔ اب تو سندیسے
کی محفل میں اتنے پیارے پیارے چہرے شامل
ہوتے ہیں کہ سچ سندیسے کا مزہ دو بالا ہو جاتا
ہے۔ پھر وہ پیاری سی افشاں علی ہوں یا ادبی سی
فریدہ فرید یا گیتی آراء آپی کا مخصوص انداز میں
بہت اچھا تبصرہ کرتی ہیں۔ ماشاء اللہ۔ چلیں جی
اب بات ہو جائے جولائی کے شمارے کی تو سب
سے پہلے تو ردا کی روایت ہمیشہ کی طرح برقرار
رہی عید پر۔ عید کی سب کہانیاں واہ مزا آ گیا اور
سب ہی رائٹرز نے کیا خوب لکھا۔ ناز کی بستی،
ماہم کی عید، پہلی عید، میری چاند رات ہو، چھپ
گیا چاند دھند لکے میں، سوری رانگ نمبر، میں
محبت اور تم، عید سنگ سجنا اور باقی سب کہانیاں بھی
بہت اچھی تھیں۔ سب رائٹرز نے اپنی اپنی جگہ بے
مثال لکھا مگر صالحہ آپی کی کہانی مجھے اپنے دل کے
بہت قریب محسوس ہوئی۔ بہت حقیقت پر مبنی لگی
آپی ایسے سرپرائز ہمیں دیتی رہا کریں ناں ہمیں
بہت خوشی ہوتی ہے۔ اگست میں آپی آپ کی اور
ردا دونوں کی سالگرہ ہے تو میری جانب سے آپ
کو بہت بہت مبارک ہو۔ آپ کی اور ردا کی
سالگرہ خدا کرے کہ آپ اور ردا ایسی ہزاروں
سالگرہ دیکھیں اور ہم سب یونہی ردا سے جڑے
خوشیاں مناتے رہیں۔ آخر میں ثناء کنول، فریدہ
فرید، رابعہ افضال خان، گیتی آپی، افشاں علی، صبا
عبدالغنی، تبسم فیاض، حافظہ مون شاہ، نائیلہ
طارق، شازیہ مصطفیٰ اور باقی سب رائٹرز کو ایک
بار بہت سا پیار دعائیں اور عید کی خوشیاں مبارک
ہوں آپ سدا یونہی ہنستی مسکراتی اور خوش آباد
رہیں۔ آمین۔

☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.PakSociety.com

دوستوں کے نام پیغام

My Dear Husbend Jee

میرا پاک رب تمہیں ہزاروں سالگریں دیکھنا نصیب کرے اور مجھے تمہاری ہر برتھ ڈے منانا نصیب کرے، آمین۔ تمہاری سالگرہ کے موقع پر سعدیہ امل کاشف کی میری پسندیدہ نظم تمہارے لیے

میرے ہمدم، میرے دلبر، میرے جانم
ہو مبارک تمہیں جنم دن
میرے جذبوں کی پاکیزگی
نئی حیات و چاہت مبارک ہو تمہیں
میری دعا ہے......
صدا مہکے تیری چاہت کا گلشن
کامیابی صدا چومے تیرے قدم
صدا تم مسرور رہنا
غموں سے دور بہت دور رہنا
بلندی کو چھو لیں تیری سب صدائیں
جو آئے کبھی تیری آنکھوں میں آنسو
تو سمیٹ لوں گی بڑھ کر دامن میں
میں اپنے
میرے محبوب ہو مبارک ہر گھڑی
کہ کرتی ہوں بس یہ دعا
تیری یہ خوشی یونہی برقرار رہے
زندہ ہمارے دلوں میں
محبت رہے

رضوان جی تمہاری شرارتی و چلبلی سی ہمسفر
ریما نور رضوان۔ کراچی

مائی ڈیئر اینڈ لولی کیوٹ سویٹ سی ٹیچر رخشندہ فاطمہ اور پیاری سی بہن سومی

کیسی ہیں آپ، مجھے بہت بہت خوشی ہوئی آپ کی شادی کا سن کر آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ آپ اپنے پیارے سے ڈارلنگ ہسبنڈ جاوید کے ساتھ ہمیشہ خوش رہیں، آمین۔

سومی آئی لو یو۔ ویسے تو تم کو یقین نہیں آتا کہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اس لیے تمہارے جان سے پیارے ردا میں کہہ رہی ہوں چلو ردا کی وجہ سے ہی یقین کر لو۔

راجکماری سارہ احسان۔ بہاول پور

صالح کے نام

اس بار میں نے سوچا تھا
ہاتھوں پہ تیرے نام کی مہندی لگا کر
مانگ میں تیری چاہت کی
افشاں سجا کر
تیری محبت کو آنکھوں کا کاجل بنا کر
تیری پریت کے گجروں سے
اپنی کلائیاں مہکا کر
تیری آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر کہہ دوں گی
اے میرے جذبوں کے امین
عید مبارک

شہلا سحر۔ کوہاٹ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

علیزے جانی کے نام

(میری گڑیا)

سب سے پیاری ہے میری گڑیا
سب سے حسین ہے میری گڑیا
لاج دلاری ہے میری گڑیا
راجکماری ہے میری گڑیا
معصوم سا جس کا چہرہ ہے
چاندنی سی جس کی آنکھیں ہیں
ریشم سی جس کی زلفیں ہیں
میٹھی سی جس کی بولی ہے
نرم پھولوں سی وہ مسکراہٹ
آنکھوں سے دل کو پہنچائے سکون
گر آنسو جو ٹپکتے میرے گڑیا کے
من کو بے چین سے کر جاتے
اس کی خوشی، ہنسی ہے مجھے عزیز
وہ نازک موم سی میری گڑیا
سب سے پیاری ہے میری گڑیا
سب سے حسین ہے میری گڑیا
لاج دلاری ہے میری گڑیا
راجکماری ہے میری گڑیا
Love you my sweet lovely
Love you my aliza jani

مدیحہ اعجاز۔ کراچی

بہت ہی پیاری دوست بہار اصغر کے نام

رہے تجھے زندگی میں
پھولوں کی طرح مہکے خدا کرے
زندہ رہے نام ابد تک تیرا
عید کی خوشیاں تجھے مبارک خدا کرے

زندگی ضیاء عباس کے نام

تیری دید جس کو نصیب وہ نصیب قابلِ دید ہے
تیرا بولنا میری زندگی تیرا دیکھنا میری عید ہے

احمد فراز، شیراز اور انجم کے نام

عید کی ہر بہار دیکھو تم
عیشِ لیل و نہار دیکھو تم
ایک اس عید پر ہے کیا موقوف
ایسی عیدیں ہزار دیکھو تم

جان سے عزیز امی ابو کے نام

عید کی بہت مبارک باد قبول کریں، اگست میں 21 اگست کو آپ کی ویڈنگ اینی ورسری ہے۔ میری دعا ہے اللہ پاک آپ دونوں کا ساتھ یوں ہی قائم رکھے۔ آپ دونوں کی محبت کو کسی کی نظر نہ لگے۔ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رہے، آمین۔ اس دفعہ ٹریٹ ضرور دیجیے گا (ہاہاہا) ہمیشہ خوش رہیں۔

درخشاں ضیاء۔ کراچی

دوستوں کے نام

ڈیئرسٹ صالحہ آپی، نورین ملک، ردا اسٹاف اور تمام رائٹرز و قارئین کو عید بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ آپ سب کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے۔ سویٹ افشاں علی، فریدہ فرید، ثناء کنول اللہ دتہ، صبا عبدالغنی، مون شاہ، فرح ناز محمد رفیق آپ سب کی بہت ساری محبتوں اور دعاؤں میں یاد رکھنے کے لیے جزاک اللہ۔ پیاری فرح ناز محمد رفیق دوستوں کے نام پیغام میں آپ نے مجھے یاد رکھا، بہت خوشی ہوئی۔ سویٹ مون شاہ میرا خلوص دعا اور پیار ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گا، انشاء اللہ۔ پیاری ثناء کنول اللہ دتہ آپ مجھے ہمیشہ یاد رکھتی ہیں آپ کے پیار اور خلوص کی بہت مشکور ہوں۔ آپ سب کو اللہ تعالیٰ ڈھیر ساری خوشیاں عطا کرے، صدا خوش رہو، آباد رہو، آمین۔

رابعہ افضال خان۔ کراچی

......☆......

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

گوشہ چشم

دانیہ آفرین.............. کراچی

پیاری دانیہ آفرین! فرزین سے بات ہوئی تو
معلوم ہوا آپ کی والدہ کی رحلت کا۔ ادارہ
کے غم میں برابر کا شریک ہے یقیناً یہ بہت بڑا غم
خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی
کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت
س میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔ اپنا بے
ل رکھیے گا خدا آپ کو صبر عطا کرے۔

سعدیہ اقبال.......... کراچی

یاری ڈول سعدیہ! آپ کو ردا کی محفل میں خوش
۔ ردا کی تعریف کے لیے بے حد شکریہ اور شکریہ
ی ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ آپ کی تحاریر ہمیں مل گئی
ءاللہ قریبی اشاعت میں شامل ہوں گی۔

رمنا نور........... کراچی

یٹ رمنا! آپ کے پیار اور دعاؤں کا بے حد
پ کی تحاریر مل گئی ہیں، انشاء اللہ قریبی
میں شامل ہوں گی۔ بس ایک بات کا ہمیشہ
کھیے گا کہ تحریر بامقصد اور زندگی کی امید بنتی ہو۔
ور مایوسی جیسے موضوعات سے پرہیز کریں۔
یے اور ردا سے جڑی رہیے۔

ب ندیم ملک.......... گوجرانوالہ

یا زینب! خوش رہیں سدا اور مسکراتی رہیے
دا میں خوش آمدید آپ کی تحریر میں پختگی کے
ں کا مناسب چناؤ ہمیں بے حد اچھا لگا۔
بات کہ تحریر مثبت ہو اور بامقصد ہو، خوش
رہیں اور اپنا خیال رکھیں۔

اسویرہ علی.......... کراچی

سوئیٹ اسویرہ! آپ کا محبت نامہ اور ناولٹ
دونوں ہمیں مل گئے ہیں۔ پہلے تو بہت شکریہ کہ آپ
ہمیں دعاؤں میں یاد رکھتی ہیں اور ہم سے محبت کرتی
ہیں آپ کے لیے ڈھیروں دعائیں، خوش رہیں اور
ردا میں شامل رہیے۔

فرزانہ حبیب فرزین.......... کراچی

پیاری فرزانہ سدا پھولوں کی طرح مسکراتی
رہیں۔ آپ کی تحریر ایریل سے متعلق جو تھی وہ مل تو گئی
تھی مگر لیٹ ملنے کی وجہ سے شامل اشاعت نہ ہو سکی مگر
اطمینان رکھیے وہ ہمارے پاس محفوظ ہے پھر لگ
جائے گی اور آپ نے جو ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے
اس کے لیے ردا فون کر لیجیے گا تو بات ہو جائے گی۔
اس موضوع پر خوش رہیں اور ردا سے جڑی رہیں۔

قمروش شہک.......... کراچی

سوئیٹ قمروش! سدا خوش رہیں آپ کی محبتوں
اور چاہتوں کے لیے بہت بہت شکریہ، خوش رہیں
سندیسے کے ساتھ
جو آپ نے ناول بھیجا اس کے شروع کے صفحات 1
سے 40 تک نہیں ہیں 41 سے ہیں آپ اپنا باقی کا
مسودہ بھی جلد بھیج دیں۔ تاکہ قریبی اشاعت میں
شامل ہو جائے۔

سدرہ شاہین.......... خانیوال

پیاری سدرہ! آپ کا افسانہ مل گیا ہے ہمیں اور
باقی آپ کی تمام چیزیں بھی، ہم کوشش کریں گے کہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قریبی اشاعت میں شامل ہو جائیں۔

ثوبیہ ملک..... کراچی

سویٹ ثوبیہ! آپ کی دونوں تحاریر ہمیں مل گئی ہیں مگر وہ عید کے حوالے سے نہیں تھیں۔ اس لیے شامل نہ ہو سکیں۔ آگے انشاء اللہ شاملِ اشاعت ہوں گی۔ اپنا خیال رکھیے گا۔

بسمہ ناز..... کراچی

سویٹ بسمہ! آپ کی تحریر مل گئی ہے ردا میں جلد شاملِ اشاعت ہو گی۔ بس آئندہ کہانی لکھتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھیے گا کہ کہانی طوالت کا شکار نہ ہو کہ اس سے بوریت کا عنصر غالب آجاتا ہے۔ اور کہانی اپنے اصل موضوع سے ہٹ جاتی ہے ردا سے جڑی رہیں اور خوش رہیں۔

رابعہ افضال خان..... کراچی

پیاری رابعہ! آپ کا محبتوں اور دعاؤں بھرا عید کارڈ بہت دلکش اور خوب صورت تھا۔ بے حد شکریہ اور آپ کا افسانہ مل گیا ہے انشاء اللہ جلد شاملِ اشاعت ہو گا، اپنا بے حد خیال رکھیے گا۔

فاطمہ خان..... لاہور

پیاری فاطمہ! خوش رہیے آپ کا ناول ردا کی زینت بن رہا ہے۔ پچھلے کچھ ماہ سے آپ نے اپنے مسودے پر اپنا ایڈریس نہیں لکھا تھا تبھی ردا ہم آپ کو ارسال نہ کر سکے۔ آپ آئندہ اس بات کا خیال رکھیے گا کہ اپنا مکمل ایڈریس اور فون نمبر اپنے مسودے پر ضرور لکھیں۔ تمام رائٹرز و قارئین کے ایڈریس و فون نمبر صرف ہمارے پاس ہوتے ہیں ہم اسے کسی سے شیئر نہیں کرتے۔ آپ بلا خوف خطر اپنا ایڈریس و فون نمبر اپنے مسودے پر لکھ سکتی ہیں امید ہے آئندہ آپ اس کا خیال رکھیں گی۔ خوش رہیے۔

رخشندہ علوی..... رحیانہ

سویٹ رخشندہ! خوش رہیں آپ کی کتاب ہمیں مل گئی۔ کتاب بھیجنے کا بے حد شکریہ اور آپ اپنا قلمی سفر جاری رکھیے یقیناً آپ بہت اچھا لکھتی ہیں۔ بس موضوعات کے چناؤ کے وقت ردا کے مزاج کو ذہن میں رکھیے گا۔ کہانی با مقصد اور مثبت پہلو پر ہو، خودکشی یا مایوسی جیسے اقدام سے دور رہ کر ہلکے پھلکے انداز میں لکھیں کہ آپ کی کہانی پڑھ کر قارئین کو خوشگواری کا احساس ہو یقیناً آپ ہماری بات کو سمجھ گئی ہوں گی۔ ردا سے جڑی رہیے ردا آپ کا اپنا رسالہ ہے۔

درخشاں ضیاء..... کراچی

مائی لولی ڈول درخشاں! جتنی خوشی ردا میں آپ کو اپنا افسانہ دیکھ کر ہوئی یقین جانیے اتنی خوشی ہمیں آپ کا خوب صورت عید کارڈ دیکھ بھی آپ نے اپنے خوب صورت ہاتھوں سے ہمارے لیے اتنی محبت سے بنایا جسے دیکھ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ آپ کی دعاؤں خلوص اور پیار کا بہت شکریہ، خوش رہیے۔

.....☆.....

نئے لکھنے والے متوجہ ہوں

☆ سلسلے وار لکھنے سے پہلے ادارے سے اجازت لینی ضروری ہے۔

☆ تحریر صاف ستھری پیج کے ایک طرف لکھی ہو۔

☆ پہلے مختصر افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ۔

☆ ہر تحریر کے آغاز میں اپنا نام اور اختتام پر اپنا فون نمبر اور مکمل پتہ ضرور لکھیں۔

☆ ہمیشہ اوریجنل مسودہ بھیجیں اور فوٹو اسٹیٹ کاپی اپنے پاس رکھیں۔

☆ مستقل سلسلوں سے متعلق میٹر الگ الگ صفحات پر لکھیں۔ ایک ہی صفحے پر تمام نگارشات نہ لکھیں۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کچن

مرغ بریانی

اجزاء

مرغ : ایک کلو
چاول : ایک کلو
ہی : ایک پاؤ
ڈے : چار عدد (ابال لیں)
کشمش : دس عدد
دام : دس عدد
عفران : آدھی چمچی
رک : ایک انچ کا ٹکڑا
چینی : ایک ٹکڑا
ک : چھ عدد
ں الائچی : تین عدد
اش : دو چائے کے چمچے
(درمیانی) : دو عدد
: حسب ذائقہ
: حسب ذائقہ

ترکیب: پہلے سب مصالحے پیس لیں، ادرک بھی لیں، بادام بھگو کر چھیل لیں اور زعفران کو بھگو ۔ اب مرغ کو اچھی طرح سے صاف کر کے سب لحے دہی میں ملا کر مرغ اس میں ڈال کر دو گھنٹے ہنے دیں۔ اب پیاز کو گھی میں بادامی کر کے مرغ ں ڈال دیں اور دھیمی آنچ پر پکائیں۔ جب گل تو اتار لیں۔
ب ایک پتیلی میں چاول دو کنی رکھ کر ابال لیں۔

پھر ایک بڑے منہ والے پتیلے میں آدھے چاول ڈال دیں پھر اس پر مرغ اور مصالحہ پھیلا دیں پھر اس کے اوپر باقی بچے ہوئے چاول پھیلا دیں اوپر سے زعفران کا چھینٹا دے کر دم پر رکھ دیں۔ بریانی ایک ڈش میں نکال کر اس کے اوپر انڈے رکھ کر خوب صورتی سے سجائیں اور کشمش بادام بھی اوپر ڈال دیں اور پیش کریں۔

مرغ حیدر آبادی

اجزاء:

مرغ (ٹکڑے کر لیں) : ایک کلو
پیاز : دو عدد
لہسن : ایک پوتھی
ادرک : دو انچ
پپیتا : پچاس گرام
: (سب الگ الگ پیس لیں)
گرم مصالحہ (پسا ہوا) : ایک چھوٹا چمچہ
مونگ پھلی (پسی ہوئی) : ایک چھوٹا چمچہ
ناریل و خشخاش : دو دو چمچے (پسے ہوئے)
دہی : آدھا پاؤ
نمک، مرچ، ہلدی : حسب ذائقہ
گھی : آدھا پاؤ

ترکیب: مرغ دھو کر اس پر پپیتا اچھی طرح سے مل دیں اور آدھا گھنٹہ پڑا رہنے دیں۔ اب ایک پتیلی میں پیاز کو گھی میں بادامی کریں پھر اس میں گوشت

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے ٹکڑے ڈال دیں اور دس منٹ تک بھونیں اور پھر سب مصالحے ڈال کر خوب بھونیں اس میں دہی ڈال دیں اور جب تک اس کا پانی خشک نہ ہو جائے بھونیں جب گھی چھوڑ دے تو اس میں تھوڑا پانی ڈال دیں (اگر شوربہ رکھنا ہے تو تھوڑا پانی اور ڈالیں) گل جائے تو ہرا مصالحہ اور لیموں کا رس ڈال کر دم دیں اور اتار لیں۔

گولا کباب

اجزاء:

قیمہ	:	آدھا کلو
کچا پپیتا	:	دو انچ کا ٹکڑا
لونگ	:	چھ عدد
جاوتری	:	دو ٹکڑے
خشخاش	:	چار کھانے کے چمچے
بھنا چنا پسا ہوا	:	چار چمچے
ہرا دھنیا	:	کترا ہوا تھوڑا سا
ادرک	:	ایک انچ کا ٹکڑا
پیاز	:	ایک عدد (آملیٹ کی طرح باریک کترلیں)

ترکیب: قیمہ میں نمک اور پپیتا پیس کر ملا لیں اور تھوڑی دیر کے لیے رکھ دیں۔ پھر اس میں باقی تمام مصالحے پیس کر اور ہرا دھنیا، پودینہ اور باریک کٹی ہوئی پیاز ملا دیں۔ یاد رکھیں مصالحہ پیستے ہوئے زیادہ پانی نہ ڈالیں۔ سب کچھ ملانے کے بعد دو گھنٹے تک رکھ دیں۔ پھر گول ٹکیاں بنا کر گھی میں فرائی کر لیں، بہت اونچی آنچ پر ایک وقت میں چار سے زیادہ نہ ڈالیں۔ اسی طرح تمام گولا کباب تل لیں۔

مٹر قیمہ

اجزا

مٹر (دانے)	:	ایک کپ
آلو	:	ایک عدد (بڑا)
نمک، مرچ	:	حسب ذائقہ
گرم مصالحہ (پاؤڈر)	:	ایک چائے کا چمچ
لہسن ادرک پیسٹ	:	ایک کھانے کا چمچ
قیمہ	:	آدھا کلو
ہلدی	:	آدھا چائے کا چمچ
خشک دھنیا	:	ایک چائے کا چمچ
ٹماٹر	:	ایک پاؤ
پیاز	:	ایک پاؤ
آٹنل	:	آدھا پاؤ

ترکیب: قیمے کو گھی میں بھون لیں۔ پیاز براؤن کر کے اس میں سارے مصالحے ڈال کر بھون لیں اب اس میں قیمہ اور آلو ڈال دیں ذرا دیر بعد مٹر کے دانے بھی ڈال دیں ایک ڈیڑھ گلاس پانی ڈال کر پکنے کے لیے رکھ دیں۔ جب گل جائے تو چولہے سے اتار لیں۔ باؤل میں نکال کر گرم مصالحہ چھڑک کر سلاد اور دہی کے ہمراہ پیش کریں۔

آلو کی بھجیا

اجزا:

آلو	:	آدھا کلو
لہسن (باریک کٹے ہوئے)	:	چار جوے
ثابت سفید زیرہ	:	ایک چائے کا چمچہ
سوکھی لمبی لال مرچیں	:	آٹھ عدد
پسی ہوئی ہلدی	:	آدھا چائے کا چمچہ
سوکھی ہوئی کھٹائی	:	چار عدد
نمک	:	حسب ذائقہ
سرسوں کا تیل	:	ایک پیالی

ترکیب: کڑاہی میں سرسوں کا تیل گرم کر کے لہسن سنہری کریں، پھر آلو اور نمک ملا کر ہلکی آنچ پر آلوؤں کے گل جانے تک پکائیں۔ اس میں باقی اجزا ڈالیں اور دم پر رکھ دیں۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

چنے کی دال گوشت

اجزا:

بکرے کی بوٹیاں	: آدھا کلو
چنے کی دال (ابلی ہوئی)	: ایک پیالی
پیاز (باریک کٹی ہوئی)	: دو عدد
پسا ہوا لہسن ادرک	: ایک کھانے کا چمچہ
پسی ہوئی ہلدی	: ایک کھانے کا چمچہ
پسی ہوئی لال مرچ	: ایک کھانے کا چمچہ
پسا ہوا گرم مصالحہ	: ایک کھانے کا چمچہ
پسی اور پسی دار چینی	: ایک چائے کا چمچہ
لیموں کا رس	: ایک کھانے کا چمچہ
گرم پانی	: چار پیالی
نمک	: حسب ذائقہ
تیل	: ایک پیالی
پودینہ، ہری مرچیں، لیموں کا رس، ادرک	

گارنش کرنے کے لیے

ترکیب: دیگچی میں بوٹیاں، 1/2 پانی، پیاز، لال مرچ، ہلدی، لہسن ادرک اور نمک ملا کر پکائیں۔ پانی خشک ہو جائے تو اس میں دال اور باقی پانی شامل کر کے دال اور گوشت یکجان ہونے تک پکائیں۔ اس میں باقی اجزاء ڈال کر دم پر رکھ دیں۔ مزیدار دال گوشت پودینہ، ہری مرچیں، لیموں کا رس اور ادرک سے گارنش کر کے پیش کریں۔

کسٹرڈ فلڈ کریم پفس

پیسٹری کا آٹا	: ایک پاؤ
کسٹرڈ پاؤڈر	: آدھی پیالی
دودھ	: آدھا کلو + ایک پیالی
چینی	: آدھی پیالی
کریم	: ایک پیالی
بادام، پستے (باریک کٹے ہوئے)	: آدھی پیالی

ترکیب: آٹے کو بیلیں اور اسے کون کے سانچے پر لپیٹیں۔ اس عمل کو دہراتے ہوئے 6 کونیں تیار کریں۔ انہیں بیکنگ ٹرے میں رکھیں اور پہلے سے گرم اوون میں 180 سینٹی گریڈ پر 15 منٹ پکا کر نکال لیں۔ تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے تو کون کو سانچے سے علیحدہ کر لیں۔ ایک پیالی دودھ میں کسٹرڈ پاؤڈر گھولیں۔ باقی دودھ دیگچی میں ڈال کر ابالیں، اس میں چینی شامل کریں، چینی حل ہو جائے تو چمچہ چلاتے ہوئے تھوڑا تھوڑا کسٹرڈ پیسٹ ملائیں، آمیزہ گاڑھا ہونے لگے تو کریم ملا کر پھینٹیں، پھر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں۔ کسٹرڈ کے آمیزے کو چمچے کی مدد سے کونوں میں بھریں اور بادام اور پستے چھڑک کر پیش کریں۔

مینگو لسی

اجزا:

مینگو کا گودا	: دو کپ
دہی	: آدھا کپ
ٹھنڈا پانی	: آدھا کپ
شہد	: ایک چائے کا چمچہ
لیموں کا رس	: ایک چمچہ چائے کا
نمک	: چٹکی بھر
آئس کیوب	: حسب ضرورت

ترکیب: بلینڈر میں مینگو کا گودا، دہی، ٹھنڈا پانی، شہد، نمک اور لیموں کا رس ملا کر بلینڈ کریں، پھر اس میں آئس کیوب ڈال کر لسی مزید بلینڈ کریں یہ بہترین لسی بنے گی۔ پتلا کرنا چاہیں تو دہی کے ساتھ دودھ بھی اس میں ملا سکتی ہیں۔ گلاسز میں نکال لیں، چاہیں تو مینگو کے سلائس سے ڈیکوریٹ کر کے پیش کریں۔

.....☆.....

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

سنگھار

آئی لائنر لگانا آرٹ ہے

آئی لائنر ایسا میک اپ پروڈکٹ ہے جسے ہر عمر کی خواتین لگانا پسند کرتی ہیں اور کسی بھی حال میں اسے لگانا نہیں بھولتیں۔ خواہ وہ کوئی اور میک اپ کریں یا نہ کریں لیکن آئی لائنر ضرور لگاتی ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ آئی لائنر کی محض ایک ہلکی سی لائن بھی آنکھوں کی خوب صورتی میں اضافہ کردیتی ہے۔ لائنر لگاتے ہوئے نفاست اور مہارت سے کام لینا ضروری ہے۔ دوسری صورت میں آپ کی آنکھیں خوب صورت نظر آنے کے بجائے بدنما بھی دکھائی دے سکتی ہیں۔ آج کل انواع واقسام کے آئی لائنر مارکیٹ میں دستیاب ہیں جن میں پینسل آئی لائنر کے علاوہ جیل اور پاؤڈر آئی لائنر شامل ہیں۔ انہیں لگانے کے انداز بھی بے شمار ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یہ کہ ہر ایک کی آنکھوں کی شیپ علیحدہ ہوتی ہے۔ سو آئی لائنر اپلائی کرتے وقت آنکھوں کی شیپ کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے۔ آنکھوں کی بناوٹ کے مطابق آئی لائنر لگانے میں مہارت حاصل کرنا آسان کام نہیں۔ کیونکہ آنکھیں تب ہی اچھی لگتی ہیں کہ جب آئی لائنر ان کی بناوٹ کے لحاظ سے ان پر سجایا گیا ہو۔ یہاں آپ کے لیے کچھ سادہ سے طریقے پیش کیے جارہے ہیں جن کی مدد سے آپ بڑی آسانی سے آئی لائنر لگانا سیکھ سکتی ہیں۔

چھوٹی آنکھیں

اگر آنکھیں چھوٹی ہیں تو ان کے اندرونی کناروں میں آئی لائنر نہ لگائیں کیوں کہ اس طرح یہ مزید چھوٹی دکھائی دیں گی۔ اس کے بجائے صرف پپوٹوں کے اوپر ایک باریک سی لائن بنائیں۔ تاہم اگر کسی خاص تقریب میں شرکت کا موقع ہو اور آپ اپنی لک میں تبدیلی لانا چاہیں تو اس کے لیے آنکھوں کے بیرونی گوشوں پر ''ونگ شیپ'' بنائیں اور آنکھوں میں کشادگی کا تاثر پیدا کرنے کے لیے آنکھوں کے اندر سفید یا کسی اور ہلکے رنگ کا لائنر لگالیں۔

کشادہ اور ابھری ہوئی آنکھیں:

اس قسم کی آنکھوں میں لائنر لگانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پوری آنکھ کے گرد لائنر کی باریک سی لائن بنائیں تاکہ یہ ضرورت سے زیادہ نمایاں نظر نہ آئیں۔ جب کہ آنکھوں کے اندرونی کناروں پر ذرا نوکیلے انداز میں اس طرح لائنر لگائیں کہ یہ گول گول نہ دکھائی دیں بلکہ قدرے شیپ میں آجائیں۔ تاہم کشادہ اور ابھری ہوئی آنکھوں میں لائنر لگانے کے لیے ماہرین یہ مشورہ بھی دیتے ہیں کہ پوری آنکھ کے گرد لائنر اپلائی کرنے کے بجائے صرف آدھی آنکھ پر لائنر لگایا جائے تو اس کا تاثر زیادہ اچھا دکھائی دیتا ہے۔

کرآمد تجاویز:

☆ لائنر لگانے سے پہلے اپنی آئی لائنر پینسل

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

رکھیں۔ اب آنکھ کے اندرونی گوشے کی جانب سے اسے لگانا شروع کریں اور آگے بڑھاتے ہوئے آخری گوشے تک لے جائیں اور آخر میں لائن کو قدرے بڑھادیں۔

☆ آنکھ کے باہر کی جانب آئی لائنر لگاتے ہوئے بھی یہی طریقہ استعمال کریں۔ اس کے بعد اوپر والے پپوٹے کو پکڑیں اور اس کے اوپر نفاست کے ساتھ باریک لائن بنالیں۔

☆ آئی لائنر کو بڑے اسٹروکس میں لگانے کے بجائے چھوٹے چھوٹے اسٹروکس میں لگائیں۔ اس طرح آپ کی لائن نفاست کے ساتھ بن پائے گی۔

☆ اگر آپ کی جلد بہت خشک ہے اور آپ کو درست طریقے سے آئی لائنر لگانے میں دشواری پیش آرہی ہے تو آئی لائنر لگانے سے پہلے پپوٹوں پر تھوڑی سی کولڈ کریم لگالیں۔

☆ اگر آپ کے پاس آئی لائنر ختم ہو جائے تو اس کے بجائے آپ مسکارا کو بطور آئی لائنر استعمال کرسکتی ہیں۔ اسے لگانے کے لیے باریک برش استعمال کریں۔

☆ آئی لائنر پینسل کے اوپر اگر ذرا سا پاؤڈر آئی لائنر لگالیا جائے تو اس سے آئی لائنر زیادہ دیر تک برقرار رہتا ہے اور آنکھیں بھی خوب صورت دکھائی دیتی ہیں۔

آزمودہ نسخے، پرانے اطوار

☆ رات کو سونے سے قبل ہاتھ سالٹ کو پانی میں ملا کر غسل کرنے سے دن بھر کی تھکاوٹ دور ہونے کے ساتھ ساتھ دکھتے ہوئے جوڑوں اور پٹھوں کو بے حد آرام ملتا ہے یا اگر آپ کی جلد خشکی اور ایگزیما کا شکار ہے تو اس صورت میں بھی نمکیات ملے پانی سے غسل کرنا آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ بغیر مردار سے حاصل کیا جانے والا جسے ڈیڈ سی سالٹ کہا جاتا ہے جلد کی خشکی دور کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ اسے اپنے شیمپو میں ملا کر استعمال کرتے ہیں تاکہ سر کی خشکی اور اس کی کھال پر جمع ہونے والی گندگی دور ہو جائے۔ اس عمل سے مختلف ہیئر پروڈکٹس کے مضر اثرات بھی آپ کے بالوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمالیہ سالٹ اور ایپسم سالٹ کے طور پر خاصے مقبول ہیں۔ ہفتے میں دو بار ان کا استعمال تروتازگی اور توانائی حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جن بچوں کو ایگزیما اور ایتھما کی شکایت ہو ان کے لیے بھی انہی تینوں نمکیات کا غسل تجویز کیا جاتا ہے۔

☆ لیموں کے رس میں شہد ملا کر پانچ منٹ چہرے پر اس کا مساج کریں اور پھر بیس منٹ کے لیے چھوڑ دیں۔ اس عمل سے بہترین فیس پالش کا تاثر حاصل ہوتا ہے۔

☆ ایک کپ پانی میں دس پودینے کی پتیاں ابال کر روزانہ پئیں۔ اس سے آپ کے چہرے پر نکلنے والے دانوں اور مہاسوں میں کمی آئی ہے اور جلد تروتازہ رہتی ہے۔

☆ چہرے کے دانوں پر دن میں دو بار خالص شہد لگائیں، بہت جلد افاقہ حاصل ہوگا۔

☆ ہونٹوں کی خوب صورتی اور نرمی برقرار رکھنے کے لیے ان پر ایسی لپ اسٹک استعمال کریں جس میں وٹامن ای شامل ہو۔

☆ اگر آپ بغیر ایکسرسائز کیے اپنا وزن کم کرنا چاہتی ہیں تو چار باتوں پر باقاعدگی سے عمل کریں۔ ناشتا روز کریں، چینی کا استعمال ترک کردیں، مرچ مصالحے والے کھانے کھائیں اور پوری نیند لیں۔ ان سب باتوں پر عمل کرنے سے آپ کے وزن میں نمایاں فرق آئے گا۔

.....☆.....

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY